یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

حجۃ الاسلام والمسلمین علّامہ اثیر جاڑوی
فاضلِ نجف اشرف

ناشر: ایلیا فاؤنڈیشن۔ بھارت

نظامِ مصطفیٰ ؐ

بزبانِ

زوجۂ مصطفیٰ ؐ

حصہ اول و دوم

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین

علامہ اثیر جاڑوی شہید

ایلیا فاؤنڈیشن ہندوستان

کتاب : نظامِ مصطفیؐ بزبانِ زوجۂ مصطفیؐ

(حصہ اول ودوم)

تالیف : حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ اثیر جاڑوی شہید

موضوع : صحاح ستہ کی کتب پر تبصرہ وتوضیح اور تنقید

ایڈیشن : اول ودوم 2008ء

تعداد : 1000

ہدیہ : 300 روپے

ملنے کا پتہ:

ایلیا فاؤنڈیشن ہندوستان

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ

حصہ اول

ترتیب

حصہ اوّل

حصہ دوم

☆☆☆☆☆

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہے خالقِ کونین کی اور درود وسلام ہو سرورِ کونینؐ اور ان کی طاہر وطیب آلؑ پر، حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد بندہ حقیر عرض پرداز ہے کہ جیسا کہ میں اپنی گذشتہ تالیف و تصنیفات میں اُمت مسلمہ کے ذمہ دار افراد سے بارہا گزارش کر چکا ہوں کہ یوں تو اسلام سرورِ کونینؐ کی وفات کے لحہ اوّل سے بلکہ آپؐ کے آثار وفات ظاہر ہونے سے ہی خود غرض افراد کی اغراض کا ہدف بن گیا تھا جس کے بعد احکامِ دین اور ارکانِ اسلام آئے دن مصلحت اندیشانہ تبدیلیوں کا نشانہ بنتے رہے اور اسلام کی مسند اقتدار پر بیٹھنے والے ہر گدی نشین نے اسلام کو آبائی میراث سمجھ کر کھلونا بنائے رکھا۔

* ایک وقت تھا جب اسلام کے مخالف فوجی اقتصادی اور معاشی لحاظ سے نہ صرف کمزور تھے بلکہ ملّت مسلمہ کے دست نگر تھے۔ جبکہ آج دشمنانِ اسلام فوجی، اقتصادی اور معاشی اعتبار سے نہ صرف مضبوط ہیں بلکہ اُمت مسلمہ کے اَن داتا بنے ہوئے ہیں۔
* امن تقسیم کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔
* اسلحہ تقسیم کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔
* عالمی رقابتوں میں فیصلے کرتے ہیں تو اسلام دشمن
* اقتصادی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو اسلام دشمن
* اور معاشی پلاننگ کرتے ہیں تو اسلام دشمن۔

ان حالات کے پیشِ نظر ملّت اسلامیہ کے مذہبی پیشواؤں کا فرض تھا کہ وہ

یگانگت، ملّی وحدت، اتحاد اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرتے۔ انتشار، افتراق اور اختلاف کے جراثیم کے خلاف متفقہ جدوجہد کرتے۔ متنازعہ فیہ مسائل جو انگلیوں پر گنے جانے والے ہیں۔ نہ چھیڑتے اور متحدہ مسائل جن کی تعداد بے شمار ہے، کو اُمت مسلمہ کے پیش کرتے، ایک دوسرے کو برداشت کرتا۔

لیکن آج کل حالات ایسے نظر آتے ہیں کہ اُمت مسلمہ کے ارباب بست و کشاد گویا اختلافی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اکثریتی فرقہ تعداد میں کم افراد کو شدھی کرنے یا صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے انداز میں لحہ بہ لحہ جارحیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ روزانہ لاؤڈ اسپیکروں پہ درسِ قرآن کے نام پر جو کچھ کہا جاتا ہے کاش ملّت کے ذمہ دار افراد سنتے، کاش نت نئے پمفلٹ شائع کر کے بالخصوص شیعوں کے نام پوسٹ کیے جانے والے مواد کا پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی ننس کی روشنی میں مطالعہ کیا جاتا۔

- کاش حکومت عالیہ کے ذمہ دار افراد ایسے افراد کا کھوج لگاتے اور
- حکومت عالیہ کو انتشار پسند عناصر کی فہرست مہیا کرتے۔

اس سال عشرۂ محرم الحرام میں شیعوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے کاش اس کا ملکی مفادات کے پیشِ نظر جائزہ لیا جاتا۔ راقم الحروف کے پیشِ نظر اس وقت بھی دو پمفلٹ ہیں جن میں دل کھول کر انتشار و افتراق میں اضافہ کی دعوت دی گئی ہے۔

ان حالات میں مجبوراً شیعہ افراد کو بھی نہ چاہتے ہوئے اپنا دفاع کرنا پڑتا ہے جو ان کا قانونی، اخلاقی اور اسلامی حق ہے۔ اسی حق کی بناء پر راقم الحروف نے زیرِ نظر کتاب مرتب کی ہے لیکن منصف قارئین ہمیں اس بات کی داد دیں گے کہ ہم نے جارحیت کا جواب جارحیت سے نہیں بلکہ حقائق سامنے رکھ کر دینے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے قارئین کی واضح اکثریت نظامِ مصطفیٰؐ بزبان زوجۂ باصفا کا مطالعہ تعصب سے ہٹ کر حقیقت پسندی سے کرے گی تاکہ رات اور دن میں امتیاز ہو سکے۔

''توہین یا تنقید''

محترم قارئین! آپ جانتے ہیں کہ توہین اور تنقید میں واضح فرق ہے۔

* توہین میں مؤلف یا مصنف کا مقصد عیوب و نقائص کی نشاندہی جارحانہ اور غیر مناسب انداز میں کر کے متعلقہ افراد کو قارئین کی نظروں سے گرانا ہوتا ہے۔ اور ایسا کرنا نہ صرف قانون اور اسلام کی نگاہ میں جرم ہے بلکہ الحمدللہ مملکتِ پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۸ الف کے مطابق بھی جرم ہے۔
* جبکہ تنقید میں مؤلف یا مصنف کا مقصد کسی کو قارئین کی نگاہوں میں گرانا نہیں ہوتا بلکہ قارئین کو شائستہ، شُستہ اور سنجیدہ انداز میں حقائق سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔
* توہین میں تشدد ہوتا ہے، جارحیت ہوتی ہے، طنز ہوتے ہیں اور اخلاقی خامیاں ہوتی ہیں۔

تنقید میں اصلاح ہوتی ہے، اصلاح میں اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں۔ اخلاقی خوبیوں میں متانت ہوتی ہے۔ متانت کے نتیجہ میں شُستگی آتی ہے، شُستگی کی کوکھ سے شائستگی جنم لیتی ہے اور شائستگی سے سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔

بنا بریں ہماری طرف سے عمومی دعوت ہے کہ شیعانِ حیدرِ کرّار کے خلاف لکھے جانے والے مواد کا مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس میں لہجہ کیسا ہے؟ الفاظ کیسے ہیں، تشدد کتنا ہے اور طنز کتنا ہے۔ پھر بتایا جائے کہ جو لکھا گیا ہے وہ ہری ہوئی ذہنیت کی علامت ہے یا نہیں؟ اور شیعہ مصنف کے قلم سے نکلے ہوئے مواد کا معائنہ کیا جائے اور اندازہ لگایا جائے کہ کیا بازاری لب و لہجہ اور سوقیانہ الفاظ ہیں یا حقائق کے ناقابلِ تسخیر پہاڑ،

گالیاں ہیں یا آیاتِ قرآن، سبّ وشتم ہیں یا احادیث نبویہؐ کے انبار، خودساختہ تہمتیں ہیں یا تاریخی مسلمات کے جواہر پارے۔

توہین کون کرتا ہے؟

کسی مذہبی توہین کا مرتکب وہی ہوگا جس کے ہاتھ میں قرآنی محکمات، مسلم بین الفریقین احادیث کے ناقابلِ تردید ذخیرے نہ ہوں، جس کے دامن میں تاریخی حقائق نہ ہوں اور عقل جس کا ساتھ دینے سے جواب دے دے۔

تنقید کون کرتا ہے؟

جس کے پاس آیاتِ الٰہیہ کا نہ ختم ہونے والا سرمایہ ہو۔ صحیح بخاری کی ناقابلِ تردید احادیث کے انبار ہوں۔ تاریخی مسلمات جس کے دوش بدوش چلنے کو تیار ہوں اور شہبازِ عقل جس کا ساتھ دینے سے انکار نہ کرے۔

ہم توہین کیوں کریں؟

اوّلاً توکسی کی توہین کرنے کی اجازت ہمیں اپنی عقل ہی نہیں دیتی۔

ثانیاً کسی کی توہین ہماری صدائے ضمیر کے خلاف ہے۔

ثالثاً فقہ جعفریہ کی کڑی پابندیاں ہیں جو توہین کرنے کی اجازت نہیں دیتیں اور رابعاً ملکی قانون اور ملکی حالات کی نزاکت مانع رہتی ہے۔

ہم نے جب بھی کوئی بات کی ہے علم، عقل، قرآن، حدیث، تفسیر اور تاریخ کے حوالہ سے کی ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ:

- تنقید ذہن کو سنوارتی ہے جبکہ توہین سے نفرت بڑھتی ہے۔
- تنقید سے ذہن بنتے ہیں جبکہ توہین کا نتیجہ تخریب ہوتا ہے۔
- تنقید سے حقائق سامنے آتے ہیں جبکہ توہین عیب جوئی کرتی ہے۔
- تنقید جائز اور توہین ناجائز ہے۔

اگر تنقید اور توہین میں امتیاز نہ کیا جائے اور ہر دو کو ایک لاٹھی سے ہانک دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم تاریخِ اسلاف پر تبصرہ چھوڑ دیں۔ قرآن کریم کی ان ایک سو اتنالیس آیات کو قرآن سے نکال دیں جن میں منافقین کا ذکر ہے کیونکہ جیسے بھی تھے، تھے تو بہر حال صحابہ اور بلا جرح ہر حدیث کو درست مان لیں اور کسی حدیث کو ضعیف، ناقابلِ اعتماد اور غیر معتبر نہ کہیں کیونکہ جس حدیث کو بھی ہم ناقابلِ اعتماد کہیں گے، جس حدیث کے راوی پر اعتماد نہیں ہوگا۔ پہلے ہم اس راوی کے نقائص اور عیوب گنوائیں گے۔ پھر اس کی بات کو ماننے سے انکار کریں گے اور اسی کا نام تنقید ہے۔

بنابریں، عقل، اخلاق اور شریعت ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ تنقید کو تسلیم کر لیں اور تنقید کا جواب مہذب، شائستہ اور شستہ انداز میں پیش کریں۔

○○○

نظریۂ صحابیت

ہر وہ شخص جس کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف معیت حاصل ہے، صحابی کہلاتا ہے۔ انہی صحابہ میں سے بعض صحابہ ایسے ہیں جنہیں علم رجال نے ناقابلِ اعتماد اور کذاب کہا ہے اور بعض کو سچا اور قابلِ اعتماد بتایا ہے۔ اور یہی وہ اصولِ حدیث ہے جس کی بنیاد پر احادیث کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ بعض احادیث لے لی جاتی ہیں اور بعض کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

بنا بریں، یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ بعض اصحاب نے جو کچھ سرورِ کونینؐ سے سنا وہی کچھ پہنچایا اور بعض اصحاب نے سنا، کچھ اور پہنچایا کچھ۔

چونکہ برادرانِ سوادِ اعظم کو ہمیشہ سریرِ مملکت کی تاجوری حاصل رہی ہے اور یہ سلسلہ سرورِ کونینؐ کی وفات کے لمحۂ اوّل سے شروع ہوا ہے اس لیے سوادِ اعظم کی اپنی مرتب کردہ تاریخ میں سے صحابہ کی تین اقسام حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) وہ اصحاب جو ہیئت حاکمہ میں ہمہ مقتدر تھے۔

(۲) وہ اصحاب جو ہیئت حاکمہ کے حاشیہ نشین تھے۔

(۳) وہ اصحاب جو اقتدار اور حاشیہ نشینی دونوں سے محروم ہو کر گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

جمہور اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ نگاہ جمہور نے عہدۂ صحابیت کا حق دار یا تو حکامِ وقت کو سمجھا اور یا حکامِ وقت کے حاشیہ نشینوں کو اور اصحاب کی تیسری قسم کو ان حقوق سے محروم رکھا جو اقتدار اور بزمِ اقتدار سے علیحدہ رہے۔

لیکن فقہ جعفریہ نے روزِ اوّل سے اقتدار اور صحابیت کے باہمی تلازم کو تسلیم نہیں

کیا بلکہ تعریف صحابیت کے مطابق ہر ایک کو برابر کا درجہ دیا اور علمِ رجال کی تشریحات کے زیرِ سایہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا سمجھا، خواہ اس کے پاس کرسیٔ اقتدار ہو یا نہ ہو۔

ہم کسی بھی شخص کی توہین خواہ وہ صحابی ہو یا نہ ہو، کرنا مذہبی، اخلاقی اور فکری جرم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے نہ تو کسی کی توہین کی ہے اور نہ کسی صحابی کی توہین کو جائز سمجھتے ہیں۔

○○○

زیرِ نظر کتاب

نظامِ مصطفیٰ بزبانِ زوجہ باصفا میں صحیح بخاری سے صرف وہی احادیث جمع کی گئی ہیں جو اُم المومنین عائشہ نے زبانِ سرورِ کونین سے سنی ہیں یا عملِ سرورِ کونین نے بتایا ہے یا اپنے اعمال کا تذکرہ فرمایا ہے۔

فرقہ جعفریہ میں کوئی بھی شخص اُم المومنین عائشہ کے قذف کا قائل نہیں۔ جمہور اسلام تو اپنی پالیسی کی بنیاد پر اُم المومنین عائشہ کے قاذفین کو کچھ نہیں کہتے لیکن ہم ازروئے فقہ جعفریہ اُم المومنین عائشہ کے قاذفین کو لعنت کے سوا یاد نہیں کرتے کیونکہ ہمارے اصولِ مذہب کے مطابق ناموسِ انبیاءؑ کا محافظ پروردگارِ عالم ہے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق زوجہ نبی منکرِ نبوت یا نافرمانِ رسول تو ہوسکتی ہے جس طرح حضرت نوح یا حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں تھیں لیکن زوجہ نبی زانیہ نہیں ہوسکتی۔

بنابریں اگر ہمارے بھائی ہمارا ساتھ دیں تو ہم اس بات پر بھی تیار ہیں کہ آئیں صحاح ستہ اور کتب اربعہ کا مطالعہ کر کے معلوم کریں کہ اُم المومنین عائشہ کے قذف میں کون کون شریک تھا۔ آخر کافر تو نہیں تھے وہ تو اتنی جرأت نہیں کرسکتے تھے۔

جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں صاحب اُم المومنین کے قذف میں تھا تو پھر حسبِ ذیل امور پر اتحاد کرلیں۔

- ایسے تمام افراد کو صحابہ کی فہرست سے نکال دیں۔
- ایسے تمام افراد کی احادیث اور تاریخ کو اسلام سے خارج کردیں۔
- ایسی تمام احادیث کو جو ان افراد سے نقل کی گئی ہوں اپنی کتب سے قلم زد کریں۔

- ایسے تمام افراد سے تاجِ صحابیت چھین لیں اور انھیں احاطۂ صحابیت سے نکال باہر کریں۔

مقصدِ تالیف

غالباً جون یا جولائی ۱۹۸۲ء تھا کہ علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ پڑھ رہا تھا کہ اس میں جلد اوّل، ص ۲۴ پر یہ عبارت پڑھی:

> حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں اسی لیے عمر بن عبدالعزیز نے ان کی روایات سے زیادہ اعتنا کی۔

علامہ شبلی جیسے محققِ وقت کی یہ بات معمولی نہ تھی چنانچہ اسی وقت یہ تہیہ کرلیا کہ دریا خان سے واپس جامعہ حسینیہ جھنگ جاکر پہلا کام ہی یہی کروں گا کہ بخاری شریف سے اُم المومنین عائشہ کی تمام احادیث کو یکجا کروں گا اور ان سے اخذ ہونے والے مسائل کی ایک فہرست مرتب کروں گا تاکہ اُمت مسلمہ کو ان عقائد اور فقہی مسائل سے آگاہ کیا جاسکے جو اُم المومنین عائشہ کی صحبت رسالت کا قیمتی سرمایۂ حیات ہیں۔

۱۵ اگست ۱۹۸۲ء کو مدرسہ کھلا تو بخاری شریف کا مطالعہ شروع کردیا۔ اس وقت سے لے کر آج مورخہ ۲۰ اپریل ۸۳ء تک بہت کم راتیں ایسی ہوں گی جن میں مؤلف رات کے ایک بجے سے پہلے سویا ہو۔

پہلے تو سمجھا تھا کہ کام آسان ہوگا مگر جب ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ جتنا آسان سمجھ کر شروع کیا تھا۔ اس سے کئی گنا زیادہ مشکل تھا۔

اوّلاً سات ہزار احادیث میں سے صرف اُم المومنین عائشہ کی احادیث کو علیحدہ کیا۔

ثانیاً علیحدہ کردہ احادیث کو باہم مربوط کیا۔

ثالثاً: انھیں ترتیب دی، ایک موضوع سے متعلق احادیث کو یکجا کیا۔

رابعاً: ان سے اخذ ہونے والے مسائل حسبِ استطاعت معلوم کیے۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں چوتھا لکھا ہوا مسودہ ہے۔ میرے پاس بخاری شریف کا جو نسخہ ہے وہ حکیم فلک شیر صاحب محلّہ یابوالہ جھنگ صدر سے حاصل کردہ ہے جسے دینی کتب خانہ، ۳۸- اُردو بازار لاہور نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا ہے۔

اس کے ترجمہ کے فرائض جناب مولانا قاری محمد عادل خان نقشبندی اور مولانا قاری محمد فاضل قریشی مجددی نے انجام دیئے ہیں۔ کم و بیش ساڑھے چھ صد حدیث اُم المومنین عائشہ سے امام بخاری نے نقل کی ہے۔ جن میں سے صرف ۹۹ احادیث اس وقت مؤلف پیش کرسکا ہے۔ اگر زندگی اور حالات نے مہلت دی تو دیگر احادیث بھی جلد ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

کُل احادیث یک صد دو ہیں۔ اُم المومنین عائشہ سے ۹۹ حدیث، عبداللہ ابن عمر سے دو احادیث اور عبادہ ابن صامت سے ایک حدیث پیشِ خدمت ہیں۔

○○○

حجرۂ اُم المومنین

(۱) بخاری، جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، ص ۱۶۷، حدیث ۲۴۶

عن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال قام النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشۃ فقال ھنا الفتنۃ ثلاثًا من حیث یطلع قرن الشیطان

”عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسالت مآبؐ خطبہ دینے کی خاطر کھڑے ہوئے اور حجرۂ اُم المومنین کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا: یہاں فتنہ ہے اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا“۔

(۲) جلد اول، ابواب الاستسقاء، ص ۴۱۷، حدیث ۹۷۶

عن ابن عمر قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا وفی نجدنا ، قال ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان

”ابن عمر نے فرمایا: اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے کہا: اور ہمارے نجد میں۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے کہا: ہمارے نجد میں بھی۔ تو انہوں نے کہا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا

گروہ بھی نکلے گا''۔ (ترجمہ از قاری محمد عادل و قاری محمد فاضل)

محترم قارئین! یہ دونوں حدیثیں عبداللہ ابن عمر سے منقول ہیں۔ محترم مترجمین نے حدیث اول میں یطلع قرن الشیطان کا معنی طلوعِ آفتاب کیا ہے اور دوسری حدیث میں اسی فقرہ کا معنی خروج گروہِ شیطان کیا ہے۔ معنی کے اس اختلاف کی وجہ میری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ بہرحال یہ تو آپ بھی مانیں گے کہ مترجمین کے ان دو معانی میں سے ایک غلط ہے۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ حدیث اوّل میں مترجمین کی نگاہ میں حجرہ اُم المومنین کی جذباتی عقیدت شامل ہے جبکہ دوسری حدیث میں مترجمین نے جذبات سے بالا ہو کر درست ترجمہ کیا ہے۔

کیونکہ سرورِ کونینؐ کے سر پر ختمِ نبوت کا تاجِ فضیلت ہے اور آفتاب آیات اللہ میں سے ہے۔ آپؐ کی عظمتِ نبویہ سے یہ بات بعید ہے کہ آپؐ آفتاب جو آیت الٰہیہ ہے کو شیطان کے سینگ سے تشبیہہ دیں۔ یہ آپ خود سوچ لیں کہ ایک طرف عظمت سلطان انبیاءؑ ہے اور دوسری طرف حجرۂ اُم المومنین ہے۔

عقیدت کا اظہار ضرور کیا جائے لیکن وہاں جہاں معاملہ نسائے اُمت اور اُم المومنین عائشہ کے درمیان ہو۔ اگر معاملہ سرورِ کونینؐ اور اُم المومنین کی عظمت کا ہو تو میرے خیال میں اُم المومنین کی عظمت پر سرورِ کونینؐ کی عظمت کو قربان نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ سرورِ کونینؐ کا احترام اُمت مسلمہ اُم المومنین کی وجہ سے نہیں کرتی بلکہ اُم المومنین کا احترام سرورِ کونینؐ کی نسبت سے ہوتا ہے۔

طے شدہ بات

سرورِ کونینؐ حجرۂ اُم المومنین سے فتنہ اور خروج گروہِ شیطان کی پیشگوئی فرماتے ہیں اور حضرت عبداللہ ابن حضرت عمر نے سرزمین نجد سے فتنوں اور خروج گروہِ شیطان کی پیشگوئی کر کے پوری اُمت کو سبق دیا ہے کہ اصحابِ نبیؐ میں سے جب میں اتنا علمِ

غیب جانتا ہوں تو سلطان انبیاء علیہم السلام تو مجھ سے بھی زیادہ علمِ غیب جانتے ہوں گے اور سرورِ کونینؐ نے حجرۂ اُم المومنین عائشہ کی طرف انگشت مبارک کے واضح اشارہ سے، تین مرتبہ: ھنا الفتنۃ یہاں فتنہ ہے فرما کر اپنی اُمت کو خبردار کیا ہے کہ اُم المومنین عائشہ میرے رشتۂ زوجیت کے ناطے سے واجب الاحترام ضرور ہے لیکن واجب الاطاعت نہیں۔ کاش سرورِ کونینؐ کی تنبیہہ پر کان دھرے جاتے اور جنگِ جمل پیش نہ آتی؟

تسلی کے لیے المنجد جو عربی لغت کی معتبر ترین کتابوں میں سے ایک ہے، بھی ملاحظہ فرمالیں۔ ۲۳ویں طبع، دارالقرآن الکریم، انتشارات، اسماعیلیان، تہران، ناصر خسرو، ص ۶۲۵۔

قرن الشیطان وقرناہ المتبعون لرأیہ:

قرن الشیطان کا معنی ..... گروہِ شیطان ہے۔

المنجد اُردو، ناشر دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی نمبر ا، ص ۷۹۸،

قرن الشیطان، شیطان کے تابع لوگ۔

سرورِ کونینؐ کے گناہ

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہماتِ مسائل ہیں۔ (سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی، جلد اوّل، ص ۲۴)

(۱) بخاری، جلد اول، کتاب الایمان، ص ۹۳، حدیث ۱۹

هشام عن عائشة قالت كان رسول الله اذا امرهم، امرهم من الاعمال بما يطيقون قالوا انا لسنا كهيئتك يارسول الله ان الله قد غفرلك ما تقدم من ذنبك وما تأخر فيغضب حتى يعرف الغضب في وجهه ثم يقول ان اتقاكم واعلمكم بالله انا

''ہشام اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب صحابہ کو کسی بات کا حکم دیتے تھے تو اسی حد تک جس کی ان میں طاقت ہوتی تھی تو صحابہ عرض کرتے: یارسولؐ اللہ! ہم آپ کی طرح تو نہیں ہیں۔ اللہ نے آپ کے تو سابقہ اور لاحقہ تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ آپؐ اتنے ناراض ہوتے کہ آپؐ کے چہرہ سے ناراضگی ظاہر ہونے لگتی۔ پھر فرماتے یقین رکھو کہ تم تمام کی نسبت میں سب سے زیادہ اللہ کا جاننے والا اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں''۔

۲ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۱۷، حدیث ۱۹۴۷

عروہ عن عائشۃ ان نبی اللّٰہ کان یقوم من اللّیل حتّٰی تتفطر قدماہ ، فقالت عائشۃ لما تصنع ھذا یارسول اللّٰہ وقد غفر اللّٰہ لك ما تقدّم من ذنبك وما تاخر ، قال افلا احب ان اکون عبداً شکورا

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونینؐ رات کو اتنا کھڑا ہوتے تھے کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے تھے۔ اُم المومنین عائشہ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ! آپؐ اس قدر تکلیف اُٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے پسند نہیں کہ میں شکرگزار بنوں''۔

حاصلِ مطالعہ

جلداول، ص ۱۹ میں سرورِ کونینؐ صحابہ کو ان کی طاقت کے مطابق اعمال بتاتے ہیں۔ صحابہ آپؐ کی کثرتِ اعمال کو دیکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں جبکہ ہمارے ساتھ تو کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا گیا۔

سرورِ کونینؐ صحابہ کا یہ جواب سن کر اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ ناراضگی آپؐ کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور جواب میں صرف اتنا کہہ پاتے ہیں کہ تم نہ تو مجھ سے تقویٰ میں زیادہ ہو اور نہ ہی معرفتِ خدا میں۔

جلد دوم، حدیث ۱۹۴۷ میں سرورِ کونینؐ عبادت میں اس قدر کھڑے ہوتے ہیں کہ آپؐ کے قدم پھٹ جاتے ہیں۔

اُم المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ آپؐ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپؐ کے گذشتہ اور آئندہ تمام گناہ معاف کردیئے ہیں۔ سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا عبدِ مشکور بننا چاہتا ہوں۔

قابلِ توجہ

دونوں احادیث اُم المومنین عائشہ کی ہیں۔ حدیث اوّل میں صحابہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایک وقت تھا جب آپؐ گناہگار تھے اور آئندہ بھی ایسا وقت آئے گا جب آپؐ گناہگار ہوں گے۔ البتہ صحابہ اور اُم المومنین دونوں اس عقیدہ میں مشترک ہیں کہ سرورِ کونینؐ کے سابقہ گناہ اللہ نے معاف فرمادیئے ہیں اور آئندہ کے لیے بھی گناہ کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے کہ جو چاہو کرتے رہو تمہارے تمام گناہ معاف کیے جاتے رہیں گے۔

گویا اُم المومنین عائشہ اور صحابہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونینؐ معصوم نہ تھے بلکہ دیگر صحابہ کی طرح گناہوں کے مرتکب ہوتے رہتے تھے۔ کیونکہ معصوم کے معنی یہ نہیں کہ اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں بلکہ معصوم کا معنی ہے قوتِ گناہ ہوتے ہوئے ارتکابِ گناہ نہ کرنا۔

ہاں! جلد اول، نمبر ۱۹ میں تو سرورِ کونینؐ نے دبے لفظوں میں یہ فرمایا تو ہے کہ میں معرفت اور تقویٰ میں تم سب سے زیادہ ہوں لیکن نہ تو بی بی نے اس ارشاد سے عصمت سمجھی ہے اور نہ ہی صحابہ نے۔

چند سوالات

صحابہ اور بی بی نے سرورِ کونینؐ کے گذشتہ گناہوں کی تفصیل نہیں بتائی کہ:

* وہ گناہ جو آپؐ سے سرزد ہوئے کون سے تھے؟

* اخلاقی گناہ تھے، شرعی گناہ تھے یا معاشرتی گناہ تھے؟
* آئندہ گناہوں کا تذکرہ بھی کہیں نہیں ملتا کہ آپؐ نے وہ کون سا گناہ کیا تھا جو اللہ نے معاف کر دیا ہو؟
* یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ آپؐ کے گناہ نبوت سے پہلے تھے یا نبوت کے بعد؟
* اگر نبوت سے پہلے کے گناہ تھے تو وہ کون سے تھے؟
* اگر نبوت کے بعد گناہ سرزد ہوئے تو وہ کون سے تھے؟
* کیا عصمتِ نبیؐ کا ڈھنڈورا پیٹنا صرف عوام فریبی تو نہیں؟
* کیا اب بھی آپ یہ بات نہیں مانیں گے کہ مقامِ مصطفیٰؐ کو پست سے پست کرنے کی خاطر جو منظم اسکیم تھی اس میں بی بی بھی حصہ دار تھی؟
* اب جو سُنّی بھی نبی کو گناہگار نہیں مانے گا وہ ایک طرف صحابہ کو جھٹلائے گا اور دوسری طرف ماں سے ٹکرائے گا جبکہ یہ دونوں کام توہین کے ضمن میں آتے ہیں۔

میرے دوستو! نبی کو ولادت کے لمحۂ اول سے زندگی کے آخری سانس تک معصوم ماننے والے بہت ہیں اس لیے آپؐ کے معصوم نہ ماننے سے ان کی عصمت میں فرق نہیں آئے گا۔ آپ صحابہ اور بی بی کی طرح نبی کو گناہگار مان لیں کیونکہ صحابیت کی لاج اور ماں سے عقیدت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ صحابہ اور ماں کو نہ جھٹلائیں۔ آپؐ کے معصوم نہ ماننے سے نبی اکرمؐ کے گزارا تو ہوجائے گا لیکن اگر آپ نے نبی اکرمؐ کو معصوم مان لیا تو صحابہ اور ماں کے عقیدہ پر پردہ ڈالنے والا، ان کے سوءِ عقیدہ کا ساتھ دینے والا اور ان کی لاج رکھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ملے گا۔

البتہ یہ نہ بھولیں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونین گناہوں سے پاک آئے، گناہوں سے پاک رہے اور گناہوں سے پاک رخصت ہوئے۔

آغازِ نبوت

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ (سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی، جلد اول، ص ۲۴)

(۳) بخاری، جلد اول، کتاب الوحی، ص ۸۱، حدیث ۲

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة ان الحارث ابن هشام قال يارسول الله كيف ياتيك الوحي فقال رسولُ الله احيانا ياتيني مثل صلصلة الجرس وهو اشده فيفصم عني وقد وعيت عنه قال واحيانا تيمثل لي الملك رجلا فيكلمني فاعي ما يقول قالت عائشة ولقد رأيته ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفضم عنه وان جبينه ليتفصد عرقًا

"ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے، ابن ہشام نے سرورِ کونینؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کبھی تو گھنٹی کی آواز جیسی ہوتی ہے اور اقسامِ وحی میں سے یہ قسم سخت ترین ہوتی ہے۔ جب سلسلہ وحی ختم ہوتا ہے تو میں سب کچھ حفظ کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے سامنے

آ کر مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے چنانچہ جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں نے کڑاکے کی سردی میں سلسلۂ وحی دیکھا ہے جب وہ ختم ہوتی تھی تو آپؐ کی پیشانی سے پسینہ گر رہا ہوتا تھا''۔

ماحاصل

حارث ابن ہشام سرورِ کونینؐ سے کیفیت وحی پوچھتا ہے۔ آپؐ وحی کے دو انداز بتاتے ہیں:

۱۔ صدائے گھنٹی کی طرح، جو انتہائی سخت ہے۔

۲۔ فرشتہ بشکل انسان۔

اُم المومنین عائشہ وقت وحی کی شدت کی تصدیق کرتی ہیں کہ کڑاکے کی سردی میں سرورِ کونینؐ کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی تھی۔

(۴) جلد اول، کتاب الوحی، ص ۸۲، حدیث ۳

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ انھا قالت اول ما بدیٔ بہ رسول اللّٰہ من الوحی الرویاء الصالحہ فی النوم فکان لا یریٰ رؤیاء الا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حرا فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العد وقبل ان ینزع الٰی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الٰی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتٰی جاء ہ الحق وھو فی غار حرا فجاء ہ الملک فقال اقرء فقال قلت ما انا بقاری

قال فاخذنی فغطنی حتٰی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی

فقال اقرء، فقلت ما انا بقارئ، قال فاخذنی فغطنی الثانیه حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرء وربك الاكرم الذی خلق خلق الانسان من علق

فرجع بها رسول الله یرجف فؤاده فدخل علی خدیجه بنت خویلد فقال زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة كلا والله ما یخزیك الله ابدًا انك لتصل الرّحم وتحمل الكل وتكسب للمعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

فانطلقت به خدیجة حتی اتت به ورقة ابن نوفل ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ابن عم خدیجة وكان امرءً تنصر فی الجاهلیة وكان یكتب الكتاب العبرانی فیكتب من الانجیل بالعبرانی ماشاء الله ان یكتب وكان شیخًا كبیرًا قد عمی

فقالت له خدیجة یابن عم اسمع من ابن اخیك

فقال ورقة یابن اخی ماذاتریٰ

فاخبره رسول الله خبر ما رایٰ

فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل الله علی موسیٰ یالیتنی فیها جذعًا یالیتنی اكون حیا

اذ یخرجك قومك

فقال رسول الله او مخرجی هم؟ فقال نعم لم یأت رجل قط بمثل ما جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرا مؤزرا ثم لم ینشب ان توفی وفترا لوحی

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپؐ جو خواب بھی دیکھتے صبح روزِ روشن کی طرح سچا ہوتا۔ پھر آپؐ تنہائی پسند ہوگئے۔ آپؐ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن گھر پلٹے بغیر وہیں عبادت میں گزار دیتے۔ جب زادِ راہ ختم ہوجاتا واپس اُم المومنین خدیجہؑ کے پاس آتے، سامان خورونوش لے کر واپس تشریف لے جاتے حتیٰ کہ حق آ گیا جبکہ آپؐ غارِ حرا ہی میں تھے۔

فرشتہ آیا اور کہا پڑھ۔ آپ نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میری سانس اُکھڑنے لگی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے دوسری بار پکڑ کر پہلے کی طرح سختی سے دبایا، پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے تیسری بار پھر زور سے دبایا اور کہا: پڑھ۔ اپنے اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا اور پڑھ تیرا رب مکرم ہے۔

آپ دھڑکتے دل کے ساتھ غارِ حرا سے اُم المومنین خدیجہؑ کے پاس واپس تشریف لائے اور کہا: مجھے کھیس اُوڑھا دو، مجھے کمبل

اوڑھا دو، جب آپؐ کو ذرا سا سکون ہوا تو اُم المومنین خدیجہؓ کو واقعہ سنایا اور کہا: مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے (نعوذباللہ من ذٰلك) خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں بخدا اللہ آپؐ کو کبھی ـــــ رسوا نہ کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناداروں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصائب اٹھاتے ہیں اور راہِ حق میں تکلیفیں جھیلتے ہیں۔

چنانچہ اُم المومنین خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد ابن عبدالعزیٰ اپنے چچازاد کے پاس لائی جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہوگیا تھا اور مشیتِ خدا کے مطابق عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتا تھا (ورقہ) سے کہا: ذرا اپنے برادر زادہ کی تو سنیئے:

ورقہ نے کہا: بھتیجے! بھلا بتاؤ تو کیا دیکھا ہے؟

آپؐ نے جو دیکھا تھا سنا دیا۔ ورقہ نے کہا: یہی تو وہ ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپؐ کی قوم آپ کو (اپنے گھر سے) نکال دے گی۔ کاش میں جوان ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا: کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟

ورقہ نے کہا: ہاں جو چیز تم لائے ہو، جو بھی ایسی چیز لاتا ہے اس سے دشمنی کی گئی ہے۔ کاش مجھے آپؐ کا زمانہ نصیب ہوتا۔ اگر میں زندہ رہا تو آپؐ کی بھرپور مدد کروں گا۔

حاصلِ مطالعہ

- ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوئی۔

- سچے خوابوں کا سلسلہ شروع ہونے پر آپؐ خلوت گزین ہو گئے۔
- غارِ حرا میں مسلسل رہنے لگے صرف خورد و نوش حاصل کرنے کی خاطر گھر تشریف لاتے۔
- حق آ گیا۔
- فرشتہ نے تین بار کہا: پڑھ۔ آپ نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں۔
- ہر دفعہ فرشتہ نے پکڑ کر اتنی سختی سے دبایا کہ آپ کی سانس اُکھڑنے لگی۔
- تیسری بار دبانے کے بعد فرشتہ نے آپ کے جواب کا انتظار نہ کیا اور آیات پڑھ ڈالیں۔
- سرورِ کونینؐ کا دل دھڑکنے لگ گیا اور آپؐ اُم المومنین خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے۔
- اُم المومنین اور دیگر افرادِ خانہ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔
- جب کچھ سکون ہوا تو اُم المومنین خدیجہؓ کو سارا حال سنا کر فرمایا: مجھے اپنی عقل کی فکر ہے۔

نوٹ: جب آپ بخاری شریف میں زیرِ نظر حدیث کا ترجمہ دیکھیں گے تو آپ کو یہی فقرہ یوں ملے گا: ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے''۔

محترم قارئین! جس جملے کے یہ دو ترجمے ہیں وہ یہ ہے: خشیت علی نفسی،
مجھے اپنی عقل کی فکر ہے یعنی مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میری عقل میں کوئی فتور نہ ہو گیا ہو۔
مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، یعنی کہیں میں مر نہ جاؤں۔

امید ہے آپ کے ذہن میں دونوں ترجموں کا مفہوم آ گیا ہوگا۔ اب ان دونوں ترجموں کا مقابلہ ذرا جناب خدیجۃ الکبریٰ کے جواب سے کیجیے اور خود ہی فیصلہ فرمایئے کہ ترجمہ کون سا درست ہے؟ اگر حدیث میں مذکورہ فقرے کا ترجمہ سابقہ اور لاحقہ کے لحاظ

سے راقم الحروف نے درست کیا ہے تو سمجھ لیجیے کہ جلد دوم، حدیث ۳۴۶ کی طرح اس حدیث میں بھی مترجمین کی دیانت پر اُم المومنین عائشہ سے عقیدت غالب رہی اور اگر حدیث کے سابقہ اور لاحقہ کے اعتبار سے مترجمین کا ترجمہ درست نظر آئے تو آپ کو حق ہے کہ آپ راقم الحروف کو بددیانت کہہ کر میرے کیے ترجمہ کو ٹھکرا دیجیے۔

سابقہ تو آپ نے اُوپر دیکھ لیا ہے کہ سرورِ کونین لرزتے کانپتے دھڑکتے دل کے ساتھ اُم المومنین خدیجہؑ کے پاس آتے ہیں، کمبل اوڑھانے کو کہتے ہیں۔ کچھ دیر زیرِ کمبل لیٹے رہتے ہیں جب سکون آ جاتا ہے تو جنابِ خدیجہؑ سے آمد فرشتہ اور فرشتہ کے دبانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور آخر میں مذکورہ فقرہ کہتے ہیں۔ اب بی بی کا جواب كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا "ہرگز نہیں بخدا، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا"۔

اس کے بعد جنابِ خدیجہؑ آپؐ کے اوصاف گنواتی ہیں۔

اب آپ ہی بتائیے اگر مذکورہ جملہ کا معنی کیا جائے کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تو اُم المومنین خدیجہؑ کے مذکورہ بالا قسمیہ جملہ کا مطلب کیا ہوگا جس میں آپ فرماتی ہیں کہ بخدا اللہ آپؐ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ کیا موت میں رسوائی ہے؟

اب میرے خیال میں آپ کے ذہن میں یہ بات آ گئی ہوگی کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ نے بھی مذکورہ جملہ کا وہی معنی سمجھا ہے جو راقم الحروف نے کیا ہے، کیونکہ رسوائی موت میں نہیں بلکہ فتورِ عقل میں ہے۔ اور اُم المومنین عائشہ بھی یہی تاثر دینا چاہتی ہیں جو میں نے عرض کیا ہے لہٰذا اب آپ فیصلہ فرمائیے۔

* جناب خدیجۃ الکبریٰ آپ کو اپنے چچازاد ورقہ کے پاس لاتی ہیں اور کہتی ہیں ذرا ان کی بھی سنیے۔
* جنابِ ورقہ نابینا اور بوڑھے تھے، پہلے یہودی تھے۔ پھر انھوں نے یہودیت چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے۔

٭ ورقہ نے آپؐ سے کہا: بھلا بتاؤ تو آپؐ نے کیا دیکھا۔

نوٹ: یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جب جنابِ خدیجہ آپ کو ورقہ کے پاس لائیں تو آپ نے ورقہ سے کہا کہ ذرا اپنے بھتیجے کی بھی سنیے۔ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْكَ۔ جنابِ خدیجہ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ اب ذرا جنابِ ورقہ کا اندازِ سوال دیکھئے پوچھتے ہیں:

٭ ماذا ترٰی آپؐ کیا دیکھتے ہیں؟

گویا جنابِ ورقہ کو پہلے سے کچھ علم تھا۔ اب یہ علم یا تو بصورتِ غیب ہونا چاہیے اور یا ورقہ کو پہلے کسی نے کوئی تفصیل بتائی ہو۔ اُم المومنین عائشہ کی زیرِ نظر حدیث آپ کے سامنے ہے۔ اس حدیث میں کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا جس سے معلوم ہو سکے کہ ورقہ کو پہلے کسی نے کچھ بتایا ہو۔ جب دوسری صورت نہ رہے تو پہلی صورت بچ جاتی ہے اور ورقہ کو علمِ غیب سے معلوم تھا۔ جبھی تو ورقہ آپؐ سے مخاطب ہوتے ہی کہتے ہیں کہ بتایئے آپؐ نے کیا دیکھا۔

گویا جنابِ اُم المومنین عائشہ بتانا یہ چاہتی ہیں کہ ورقہ کو علمِ غیب تھا اور یہ علمِ غیب انجیل کی برکت سے تھا اور ورقہ کے مقابلہ میں سرورِ کونینؐ جنھیں سلسلۂ وحی سچے خوابوں کے ذریعے شروع ہو چکا تھا اپنی نبوت و رسالت سے بالکل ناواقف تھے حتیٰ کہ وحی لانے والے فرشتہ کو نہ صرف پہچان نہ سکے بلکہ اس سے اتنا ڈر گئے کہ کپکپی شروع ہو گئی اور دل دھڑ کنے لگا۔

٭ سرورِ کونینؐ پر جو کچھ بیتی تھی آپؐ نے ورقہ کو سنا دی۔

٭ ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر بھیجا تھا۔

نوٹ: اس بات پر بھی غور کرلیں کہ بقول اُم المومنین عائشہ ورقہ یہودی مذہب چھوڑ چکا ہے۔ عیسائی ہو کر انجیل نویسی میں مصروف ہے لیکن ورقہ کے ذہن پر ابھی تک

یہودیت کی چھاپ لگی ہوئی ہے اور اگرچہ عیسائیت کو ظاہراً قبول کر چکا ہے۔ پھر بھی حضرت عیسیٰؑ کے پاس ناموس آنے کا قائل نہیں۔ حضرت موسیٰؑ ہی کے پاس ناموس آنے کا قائل ہے۔ ورنہ اگر حضرت عیسیٰؑ کے پاس ناموس آنے کا قائل ہوتا تو پھر حضرت موسیٰؑ کا حوالہ نہ دیتا کیونکہ یہودی مذہب چھوڑ چکا تھا اور اسے کہنا چاہیے یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے پاس آتا تھا۔

* ورقہ حسرت سے کہتا ہے کاش میں جوان ہوتا اور جب آپؐ ہجرت کریں گے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔

نوٹ: آپ نے ورقہ کی حسرت پر غور کرلیا ہے۔ سرورِ کونینؐ کو بتا رہا ہے کہ آپؐ کی ہجرت کے وقت میں زندہ نہیں رہوں گا۔ اب تو امید ہے میری پچھلی بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ اُم المومنین عائشہ یہ بتانا چاہتی ہے کہ ورقہ علمِ غیب جانتا تھا۔

* سرورِ کونینؐ پوچھتے ہیں: کیا میری قوم مجھے نکالے گی۔
* ورقہ کہتا ہے جو کچھ آپؐ لائے ہیں اس سے دشمنی کی گئی ہے۔

نوٹ: پھر غور فرمالیں۔ ورقہ یہ نہیں کہتا کہ ہر نبی کو ہجرت پر مجبور کیا گیا بلکہ اس سے دشمنی کی گئی ہے۔ ہجرت کے متعلق وہ پہلے بتا چکا ہے۔

۵ جلد دوم، کتاب بدؤالخلق، ص ۲۲۰، حدیث ۴۴۸

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة ان الحارث ابن هشام سأل النبیؐ كيف ياتيك الوحي قال كل ذالك – ياتي الملك احيانًا في صلصلة الجرس فيفصم عني وقد وعيت وهو اشده علي ويتمثل لي الملك احيانا رجلًا فيكلمني فاعي ما يقول

''ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ حارث ابن ہشام نے سرورِ کونینؐ سے پوچھا کہ آپؐ پر وحی کیسے آتی ہے؟
آپؐ نے فرمایا: ہر طریقہ سے آتی ہے، کبھی تو فرشتہ گھنٹی کی سی آواز میں وحی سناتا ہے، جب وہ ختم ہوتی ہے تو میں سب کچھ یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ یہ وحی کی سخت ترین قسم ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے چنانچہ میں اس کے کہنے کو یاد کر لیتا ہوں''۔

ماحصل

جلد اوّل، حدیث نمبر ۲ کی طرح ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جلد اول، حدیث نمبر ۲ میں بی بی عائشہ نے آخر میں شدتِ وحی پر تبصرہ کیا تھا لیکن اس حدیث میں وہ تبصرہ نہیں۔

⑥ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۷۴، حدیث ۲۰۶۴

عروۃ ابن الزبیر اخبرہ ان عائشۃ زوج النبیؐ قالت کان اول ما بدی به رسول [illegible]ه الرؤیا والصادقة فی النوم فکان لا یری رؤیاءً الاجاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء فکان یلحق بغار حراء یتحنث فیه قال والتخنت التعبد اللیالی ذوات العد وقبل ان یرجع الی اهله وتیرود کذلك ثُمَّ یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتّٰی فجئه الحق وهو فی غار حراء فجاءه الملك فقال اقرء فقال رسول اللّٰه ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتّٰی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقراء قلت ما انا

بقارئ فاخذنی فغطنی الثانية حتّٰی بلغ منی الجهد ثم

ارسلنی فقال اقرء قلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی

الثالثة حتّٰی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرء باسم

ربك الذی خلق – خلق الانسان من علق – اقراء

وربك الاكرم الذی علم بالقلم الآيات – الی قوله علم

الانسان ما لم يعلم فرجع بها رسول اللّٰه ترجف بوادره

حتّٰی دخل علٰی خديجة فقال زملونی زملونی فزملوه

حتّٰی ذهب عنه الروع – قال لخديجة – ای خديجة

مالی لقد خشيت علی نفسی فاخبرها الخبر

قالت خديجة كلا – البشر فواللّٰه لا يخزيك اللّٰه ابدا

فواللّٰه انك لتصل الرحم تصدق الحديث وتحمل الكل

وتكسب وتقری الضيف وتعين علی نوائب الحق

فانطلقت به خديجة حتّٰی اتت به ورقة ابن نوفل وهو

ابن عم خديجة اخی ابيها

وكان امرًا تنصر فی الجاهلية وكان يكتب الكتاب

العربی ويكتب من الانجيل بالعربی ماشاء اللّٰه ان

يكتب وكان شيخًا كبيرًا قد عمی

فقالت خديجة يابن عم اسمع من ابن اخيك

قال ورقة يابن اخی ماذا تری

فاخبره النبیؐ خبر ما رأی

فقال ورقة هذا الناموس الذی انزل علی موسٰی ليتنی

فيها جذعًا ليتني اكون حيًا ثم ذكر حرفًا قال رسول الله او مخرجي هم قال ورقة نعم لم يأت رجل بما جئت به الّا او ذى وان يدركني يومك حيًا انصرك نصرًا موذرًا ثم لم ينشب ورقة ان توفي ، وفتر الوحي فترة حتّٰى حزن رسول الله

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سلسلۂ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے، روزِ روشن کی طرح سچا ثابت ہوتا۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے۔ چنانچہ آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور تحنث کرتے یعنی کئی کئی راتوں تک مسلسل مصروفِ عبادت رہتے۔ پھر محبت خانہ واپس لے آتی۔ آپؐ اُم المومنین خدیجہ کے پاس واپس آتے۔ کچھ زاد حاصل کر کے پھر غارِ حرا میں واپس چلے جاتے۔ حتیٰ کہ (ایک دن) غارِ حرا میں اچانک حق آ گیا۔

فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھ۔ آپؐ نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے آپؐ کو پکڑا اور اتنا دبایا کہ آپؐ کی سانس اُکھڑنے لگی۔ اس نے چھوڑا اور کہا: پڑھ۔ آپؐ نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں، فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر پکڑا اور پہلے کی طرح دبایا۔ حتیٰ کہ سانس اُکھڑنے لگی۔ پھر چھوڑ کر کہا: پڑھ۔ آپؐ نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے تیسری مرتبہ پھر دبایا۔ حتیٰ کہ سانس اُکھڑنے لگی اور چھوڑ کر کہا: پڑھ۔

اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون

بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب مکرم ہے کہ وہ جس نے قلم کے ذریعہ سکھا مالم یعلم تک پڑھایا۔

سرورِ کونین ام المومنین خدیجہؑ کے پاس اس حال میں پلٹے کہ آپؐ کے اعضاء کانپ رہے تھے اور کہا: مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپؐ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپؐ کا کچھ خوف دُور ہوا تو اُم المومنین خدیجہؑ سے کہا:

اے خدیجہؑ! مجھے کیا ہو گیا ہے، مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے۔

اُم المومنین خدیجہؑ نے کہا: ہرگز نہیں! بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپؐ کو بشارت ہو، بخدا آپؐ صلہٴ رحمی کرتے ہیں، سچ بات کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والی تکالیف میں مدد کرتے ہیں۔

اُم المومنین خدیجہؑ آپ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں۔ ورقہ بن نوفل جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ مشیتِ خدا کے مطابق عربی میں جتنی چاہتا، انجیل لکھتا، ضعیف اور نابینا تھا۔

اُم المومنین خدیجہؑ نے کہا: اے چچازاد! اپنے بھتیجے کی تو سنیے:

ورقہ نے کہا: بھتیجے بھلا بتاؤ کیا دیکھتے ہو، آپ نے جو دیکھا تھا بتا دیا۔

ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا، کاش میں زندہ رہتا۔ پھر کچھ اور کہا۔

آپؐ نے پوچھا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟
ورقہ نے کہا: ہاں جو کوئی بھی ایسی چیز لایا جو تم لائے ہو۔ اس کو تکلیف پہنچائی گئی۔ اگر میں تمہارے اس وقت تک زندہ رہ گیا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ پھر کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ورقہ فوت ہو گیا اور سلسلۂ وحی اتنے طول عرصہ کے لیے رکا کہ سرورِ کونینؐ غمگین ہو گئے۔

حاصلِ مطالعہ

یوں تو یہ حدیث بھی جلد اول حدیث نمبر ۳ کی طرح ہے البتہ چند مقامات پر مختلف ہے جن کی نشاندہی کیے دیتا ہوں۔

* جلد اول، حدیث ۳، اُم المومنین عائشہ غارِ حرا میں آمد ملک کو۔ حتٰی جاء الحق حتیٰ کہ آپ کے پاس حق آ گیا سے تعبیر کیا ہے، جبکہ زیرِ نظر حدیث میں آمدِ ملک کو حتٰی فجئه الحق حتیٰ کہ حق اچانک آ گیا، سے تعبیر کیا ہے۔
* جلد اول حدیث نمبر ۳ میں اُم المومنین خدیجہ کا جواب قسم سے شروع کیا گیا ہے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں اُم المومنین خدیجہ قسم نہیں کھاتی بلکہ اِبْشِرْ کہہ کر سرورِ کونینؐ کو بشارت دیتی ہے پھر قسم کھا کر آپؐ کے اوصاف گنواتی ہے۔
* جلد اول، حدیث نمبر ۳ میں ورقہ کی چار پشتیں گنی ہیں اور زیرِ نظر حدیث میں صرف باپ کا نام لیا گیا ہے۔
* جلد اول، حدیث نمبر ۳ میں ورقہ کو عبرانی زبان میں انجیل لکھنے والا بتایا گیا ہے جبکہ زیرِ نظر حدیث عربی لکھنے والا بتایا گیا ہے۔
* جلد اوّل، حدیث نمبر ۳ میں بتایا گیا ہے کہ ورقہ نے وضاحت سے آپ کو بتایا کہ یالیتنی اکون حیا اذ ایخرجك قومك۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب

آپ کو آپ کے گھر سے نکالیں گے لیکن زیرِ نظر حدیث میں اسی مقصد کو ثم ذکر حرفاً پھر کوئی بات کی ـــــ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

* جلد اول، حدیث نمبر ۳ میں وفات ورقہ اور رکاوٹ وحی کے بعد سلسلۂ حدیث ختم کر دیا گیا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں رکاوٹ وحی کے بعد سرورِ کونینؐ کے غمگین ہونے کا ذکر ہے۔

(۷) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۷۶، حدیث ۲۰۶۵

عن عروة ان عائشة قالت اوّل ما بدئ به رسولَ الله الرؤياء الصالحة فجاء ه الملك فقال اقرء باسم ربك الذی خلق ، خلق الانسان من علق اقرء وربُّك الاكرم

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آغازِ نبوت سچے خوابوں سے ہوا۔ فرشتہ آیا اور اس نے کہا: اپنے رب خالق کے نام سے پڑھ۔ پڑھ تیرا رب مکرم ہے"۔

حاصلِ مطالعہ

سابقہ احادیث سے قطعی مختلف ہے۔ فرشتہ کے آنے کے بعد نہ تو فرشتے کا دبانا ہے اور نہ ہی آپ نے جواب میں کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔

(۸) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۷۷، حدیث ۲۰۶۶

عروة عن عائشة اوّل ما بدئ به رسولَ الله الرؤيا الصادقة جاء ه الملك فقال ، اقرء باسم ربك الذی خلق ، خلق الانسان من علق اقرء وربك الاكرم الذی علم بالقلم

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آغاز وحی سچے

خوابوں سے ہوا، حتیٰ کہ فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھ اپنے ربِ
خالق کے نام سے، جس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا۔
پڑھ تیرا رب مکرم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ہے"۔

حاصل مطالعہ

سابقہ حدیث کی طرح ہے صرف زیرِ نظر حدیث میں، ایک آیت علم بالقلم کا اضافہ ہے۔

۹ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۷۷۹، حدیث ۲۰۶۷

عروۃ عن عائشۃ قالت فرجع النبیؐ الی خدیجۃ فقال
زملونی زملونی فذکر الحدیث کلا لئن لم ینتہ لنسفعًا
بالناصیۃ ناصیۃٍ کاذبۃٍ خاطئہ

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ
خدیجہؑ کے پاس آئے اور کہا: مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا
دو۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔ اللہ کا ارشاد ہے ہرگز ایسا نہ ہوگا
اگر وہ باز نہ آئے تو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ ایسی
پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے"۔

حاصل مطالعہ

یوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیرِ نظر حدیث، جلد اول، حدیث نمبر۳ اور جلد دوم، حدیث ۲۰۶۴ کا ٹکڑا ہے لیکن اس حدیث کا اختتام عجیب ہے جو کسی بھی حدیث سے میل نہیں کھاتا۔ زیرِ نظر حدیث میں ایسی آیات پر اختتام کیا گیا ہے۔ جن کا تعلق نہ تو آغازِ وحی سے ہے اور نہ ہی سرورِ کونینؐ سے، بلکہ آیات کا انداز بتاتا ہے ابوجہل یا ابوسفیان

جیسے کسی کافر سے متعلق ہیں۔

- خدا معلوم یہ آیات اُم المومنین عائشہ نے چسپاں کی ہیں یا راویٔ حدیث عروہ ابن زبیر نے۔
- یہ بھی نہیں معلوم کہ ان آیات کا آغازِ وحی سے چسپاں کرنے کا کیا مقصد تھا؟
- ہاں اگر سرورِ کونینؐ کے بار بار کے اس اصرار کو سامنے رکھا جائے جو آپ نے فرشتہ کے جواب میں کہا تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ــــــ تو پھر کچھ سمجھ آ جاتی ہے کہ آغازِ وحی کے ساتھ اُم المومنین عائشہ یا عروہ جس نے بھی ان آیات کو چسپاں کیا ہے اس کا مقصد یہ ہو کہ ان آیات کا خطاب کسی کافر کو نہیں بلکہ سرورِ کونینؐ سے ہے اور ذاتِ احدیت سرورِ کونین کو یہ بتانا چاہتی ہو کہ

اگر اپنے اس اصرار سے باز نہ آئے اور اَن پڑھ ہونے کی رَٹ لگائے رکھی تو میں یہ حشر بھی کر سکتا ہوں۔

اس کی وضاحت تو شیعہ کے کفر و ارتداد پر علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ شائع کرنے والے علماء ہی کر سکتے ہیں کہ ایسا کس مصلحت یا سیاست کی بناء پر کیا گیا ہے؟

(۱۰) جلد سوم، کتاب الحیل، ص ۶۹۹، حدیث ۱۸۷۰

عروۃ عن عائشۃ انھا قالت اول ما بدیٔ بہ رسول اللّٰہ من الوحی الرؤیاء الصادقۃ فی النوم فکان لا یریٰ رؤیاءً اِلّا جاء ت مثل فلق الصبح فکان یاتی حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد وتیزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فتتزودہ لمثلھا حتّٰی فجئہ الحق وھو فی غارِ حرا فجاء ہ الملک فیہ فقال اقرء، فقال لہ لنبیؐ ما انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی حتّٰی بلغ منی الجھد ثم

ارسلني فقال اقرء فقالت ما انا بقارئ ، فاخذني فغطني الثانية حتّٰی بلغ مني الجهد ثم ارسلني ، فقال اقرء فقالت ما انا بقارئ فغطني الثالثة حتّٰی بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق حتّٰی بلغ مالم يعلم

فرجع بها ترجف بوادره حتّٰی دخل علی خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه ، حتّٰی ذهب عنه الروع فقال ياخديجة مالی؟ واخبرها الخبر وقال قد خشيت علی نفسي فقالت له كلا ، البشر فوالله لا يخزيك الله ابدًا انك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتقری الضيف وتعين علٰی نوائب الحق ثم انطلقت به خديجة حتّٰی اتت به ورقة ابن نوفل ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ابن قصي ابن عم خديجة اخوابيها

وكان امرءً تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربی فيكتب بالعربية من الانجيل ماشاء الله ان يكتب وكان شيخًا كبيرًا قد عمی –

فقالت له خديجة ای ابن عم اسمع من ابن اخيك – فقال ورقة ابن اخی ماذا ترٰی؟ فاخبره النبیؐ ما رأی فقال ورقة هذا لناموس الذی انزل علٰی موسٰی ياليتني فيها جذعًا! اكون حيًا حين اذ يخرجك قومك

فقال رسول الله او مخرجي هم؟

فقال ورقة نعم، لم یأت رجل قط بما جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا مؤزرا ثم لم ینشب ورقة ان توفی وفتر الوحی فترة حتیٰ حزن النبیؐ فیما بلغنا حزنًا غدا منه مرارًا کیٔ یتردیٰ من رؤس شواهق الجبال فکلما او فی بذروة جبل لکیٔ یلقی فیه نفسه بتدیٰ له جبریل فقال یامحمد انك رسول الله حقًا فیسکن لذلك جاشه وتقر نفسه فیرجع فاذا طالت علیه فترة الوحی غد المثل ذٰلك فاذا او فی بذروة جبل بتدیٰ له جبریل فقال له مثل ذٰلك

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر آغاز وحی سچے خوابوں سے ہوا۔ آپؐ رات میں جو بھی خواب دیکھتے، وہ روزِ روشن کی طرح سچا ہوتا۔ آپؐ غارِ حرا میں آتے اور تحنث کرتے یعنی کئی کئی راتیں مسلسل مصروف عبادت رہتے۔ وہاں رہنے کے لیے زاد لے جاتے۔ جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر اُم المومنین خدیجہ کے پاس آتے۔ اُم المومنین خدیجہ پھر زاد پیش کرتیں اور آپ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے۔ حتیٰ کہ (ایک دن) اچانک حق آ گیا۔ فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھ۔

آپؐ نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے پکڑ کر اتنا دبایا کہ آپؐ کی سانس اُکھڑنے لگی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ۔ آپؐ نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ اتنا دبایا کہ سانس اُکھڑنے لگی۔ پھر چھوڑ کر کہا: پڑھ۔ آپؐ نے کہا: میں تو

پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے پھر تیسری مرتبہ پکڑ کر اتنا دبایا کہ آپؐ کی سانس اُکھڑنے لگی اور چھوڑ کر کہا: پڑھ اپنے رب خالق کے نام سے مالم یعلم تک پڑھایا۔

آپ دھڑکتے دل کے ساتھ کانپتے ہوئے اُم المومنین خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا: مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپؐ کو کمبل اوڑھا دیا حتیٰ کہ جب آپؐ سے خوف دُور ہوا، آپؐ نے اُم المومنین خدیجہ سے کہا: اے خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا ہے؟ مجھے تو اپنی عقل کی فکر ہے۔

اُم المومنین خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں، آپ کو بشارت ہو۔ بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بات کہتے ہیں، مصائب برداشت کرتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والے مصائب پر امداد کرتے ہیں۔

اُم المومنین خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل، ابن اسد، ابن عبدالعزیٰ ابن قصی جو اُم المومنین خدیجہؓ کا چچازاد بھائی تھا، کے پاس لائیں۔

ورقہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا۔ عربی میں لکھ سکتا تھا اور مشیت ایزدی کے مطابق عربی میں انجیل لکھتا تھا۔۔۔ اُم المومنین خدیجہؓ نے کہا۔۔۔ ذرا بھتیجے کی تو سنیے:

ورقہ نے کہا: آپؐ کیا دیکھتے ہیں؟ سرورِ کونینؐ نے جو کچھ دیکھا تھا ورقہ کو بتا دیا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ پر بھیجا گیا تھا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپؐ کی قوم

آپؐ کو اپنے وطن سے نکالے گی۔ آپؐ نے پوچھا: کیا مجھے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا: ہاں جو بھی آپ جیسی چیز لایا ہے، اس کو اذیت پہنچائی گئی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو آپؐ کی بھرپور مدد کروں گا۔

پھر کچھ ہی دن بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا۔ ہماری اطلاع کے مطابق سرورِ کونینؐ اتنے غمزدہ ہوئے کہ آپ کئی مرتبہ پہاڑوں کی چوٹی پر اس لیے گئے کہ اپنے کو گرا کر ختم کر دیں۔ جب بھی آپؐ پہاڑ کی چوٹی پر جاتے اور اپنے کو گرانے کا ارادہ کرتے تو جبریلؑ سامنے آ جاتا اور کہتا:

اے محمدؐ! آپؐ یقیناً اللہ کے نبی ہیں جس سے آپؐ کی بے چینی میں سکون آتا اور آپؐ کا اضطراب ختم ہوتا، آپؐ واپس گھر آ جاتے۔ پھر جب بندش وحی میں طول آتا تو آپؐ اپنے کو گرانے کے لیے پہاڑ کی چوٹی پر جاتے۔ جب آپؐ اپنے کو گرانے کی نیت کرتے تو پھر جبریلؑ آ کر آپؐ کو یقین دلاتا کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسولؐ ہیں"۔

حاصل مطالعہ

جلد اول، حدیث نمبر۳ و جلد دوم، حدیث نمبر۲۰۶۴ سے کچھ مختلف ہے۔ وہ دونوں احادیث وفاتِ ورقہ اور بندشِ وحی پر ختم ہوگئیں۔ لیکن زیرِ نظر حدیث میں تین باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

- سلسلۂ آغاز وحی سرورِ کونینؐ کا بیان کردہ نہیں بلکہ کفّار و مشرکین کی ساختہ پرداختہ گھریلو حکایات ہیں۔

- سرورِ کونینؐ کو اپنی نبوت میں شک تھا۔
- سرورِ کونینؐ نے تعزیراتِ پاکستان کے مطابق دفعہ ۳۰۹ یعنی کئی مرتبہ اقدام خودکشی کا ارتکاب کیا۔

کفار و مشرکین کی خودساختہ کہانی

دیگر تمام احادیث میں تو اُم المومنین عائشہ نے بھی اور آپ کے بھانجے عروہ ابن زبیر نے بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ آغازِ وحی کی حکایات خود سرورِ کونینؐ نے سنائی ہیں لیکن زیرِ نظر حدیث یعنی جلد سوم، نمبر ۱۸۷۰ میں یہ تصور ہرن ہو گیا۔ خدا معلوم انہیں یہ یاد کیوں نہ رہا کہ پہلے ہم نے کیا بیان کیا تھا؟ تاکہ مزید گفتگو بھی اسی کے مطابقت سے کی جائے۔

چونکہ حدیث کا آغاز بی بی عائشہ سے ہوا ہے اس لیے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ اول سے آخر تک حدیث اُم المومنین کی ہی ہے لیکن ممکن ہے بی بی کا سلسلۂ کلام بندشِ وحی اور موت ورقہ پر ختم ہو جاتا ہو اور اگلا حصہ بی بی کے بھانجے عروہ ابن زبیر نے چسپاں کیا ہو۔

ویسے اگر اسی طرح ہوتا تو امام بخاری اس کی وضاحت ضرور کرتے چونکہ امام بخاری نے درمیان میں کوئی ایسی علامت نہیں لگائی جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ موت ورقہ اور بندشِ وحی کے بعد کا حصہ اُم المومنین کا نہیں ـــــ اس لیے روایت میں درایت یہی کہتی ہے کہ حدیث اول سے آخر تک اُم المومنین ہی کی ہے۔ اب ذرا زیرِ نظر حدیث میں موت ورقہ اور بندشِ وحی کے بعد کا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اُم المومنین کہتی ہے: فِيمَا بَلَغَنَا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے یعنی سنی سنائی ہے۔

اب آئیے ذرا دیکھیں کہ کہاں سے سنی ہے؟

- سرورِ کونینؐ بذاتِ خود ـــــ سابقاً بی بی کے اس فقرہ ـــــ جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا

ہے۔۔۔۔۔۔ نے اس خیال کو تو سرے سے غلط کر دیا کہ سرورِ کونینؐ بذاتِ خود تو بیان کرنے والے نہیں۔

* اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ۔۔۔۔۔۔ نہ بی بی عائشہ نے اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو سیر ہو کر دیکھا ہے، نہ ان سے روایت بیان کی ہے کیونکہ نبوت کے چھٹے سال اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی وفات ہوگئی اور بی بی کی شادی غالباً یکم ہجری مدینہ میں ہوئی جو نبوت کے چودھویں سال میں پڑتی ہے اور بوقت شادی بی بی کی عمر نو سال تھی۔

گویا اُم المومنین خدیجہ کی وفات کے آٹھ سال بعد نو برس کی عمر میں بی بی عائشہ خانۂ رسول میں پدھاریں۔ اس لحاظ سے اُم المومنین خدیجہؓ کی وفات کے وقت بی بی کی عمر ایک برس تھی اور ایک برس کی بچی نہ تو بولتی ہے اور نہ ہی چل پھر سکتی ہے بلکہ آغوشِ مادر میں منمناتی ہے۔

* محسنِ اسلام کفیل رسول جناب ابوطالبؑ بی بی عائشہ نے حدیث میں ابوطالبؑ کا حوالہ بھی نہیں دیا اور نہ ہی ابوطالبؑ سے حدیث سنی ہے کیونکہ اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور جناب ابوطالبؑ کی وفات کا سن ایک ہے اسی لیے اس سال کو تاریخِ اسلام "عام الحزن" سے یاد کرتی ہے کیونکہ سرورِ کونینؐ کے دو عظیم سہارے، امینۂ نسل رسالت اور والدۂ دختر رسول اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور محسنِ اسلام والد گرامی قدر خلیفۂ چہارم سوادِ اعظم کفیل رسولؐ جناب ابوطالبؑ اللہ کو پیارے ہو گئے اور اس وقت بی بی عائشہ گڑیاں کھیلنا تو درکنار اپنی ماں رومان کی جھولی میں کھیلتی تھی۔

* پروردۂ آغوشِ رسالت حضرت علیؑ لیکن آگے آپ اُم المومنین عائشہ اور حضرت علیؑ کے زیرِ عنوان دیکھیں گے کہ اُم المومنین عائشہ عام حالات میں بھی نامِ علیؑ لینا گوارا

نہ کرتی تھی۔ بھلا بتائیں جو بی بی کسی مرد کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتی اس کی بات کیوں سنے گی اور اسے بیان کیوں کرے گی؟

* ورقہ بن نوفل، وہ تو اس وقت فوت ہو گئے جب کہ ابھی تک بی بی شکم مادر سے کوسوں دُور صلبِ ابوبکر میں تھی۔

اب جبکہ اسلامی ذرائع ختم ہو گئے اور خود سرورِ کونینؐ سے نہ بی بی نے پوچھا اور نہ ہی عروہ نے پوچھا تو ایک ذریعہ بچ جاتا ہے اور وہ ہے ___ کفار و مشرکینِ مکہ کا میں سمجھتا ہوں کہ بی بی کا ذریعۂ خبر یہی لوگ تھے اور انہی نے بی بی عائشہ کو یہ واقعہ بھی سنایا ہوگا۔ اب اس آغازِ نبوت کا تصور بھی خود کر لیں جو بذریعہ کفار و مشرکین ہمارے پاس آیا ہے اور اس ماں کی پرواز بھی دیکھ لیں جس نے ان حالات کی تصدیق یا تردید جن کا تعلق سرورِ کونینؐ کی ذاتِ گرامی سے تھا۔ خود سرورِ کونینؐ سے نہ کی بلکہ کفار و مشرکین کی خانہ ساز روایات کو اُمتِ مسلمہ کے لیے بطور ورثہ چھوڑ گئی۔

سرورِ کونینؐ کا نبوت میں شک

اگر صلح حدیبیہ میں عمر صاحب نے آپؐ کی نبوت میں شک کیا یا دوسرے لوگوں نے آپؐ کو نبی ماننے سے انکار کر دیا تو کون سا بڑا جرم کیا جبکہ خود سرورِ کونینؐ کو اپنی نبوت میں شک تھا۔

ملاحظہ فرمائیے: ● جلد اول، حدیث نمبر ۳

حتٰی ذھب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر ، لقد خشيت علی نفسی فقالت خديجة كلا واللّٰه ما يخزيك اللّٰه ابدًا

''یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا۔ حضرت خدیجہؑ سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت خدیجہؑ نے

کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا"۔

● جلد دوم، حدیث نمبر ۲۰۶۴

حتّٰی ذھب عنه الروع قال لخدیجة ، ای خدیجة ما لی لقد خشیت علٰی نفسی فاخبرها الخبر قالت خدیجة کلّا البشر فواللّٰه لا یخزیك اللّٰه ابدًا

"جب آپؐ سے خوف دُور ہوگیا تو آپؐ نے خدیجہ سے فرمایا کہ اے خدیجہؓ! کیا ہوگیا ہے کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے اور پوری حالت بیان فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں۔ آپ خوش ہوں۔ خدا کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا"۔

● جلد سوم، حدیث نمبر ۱۸۷۰

حتّٰی ذھب عنه الروع فقال یاخدیجة ما لی واخبرها الخبر وقال قد خشیت علٰی نفسی فقالت کلا البشر فواللّٰه ما یخزیك اللّٰه ابدًا

"یہاں تک کہ جب خوف کا اثر دُور ہوگیا تو فرمایا: اے خدیجہ! مجھے کیا ہوگیا ہے اور سارا ماجرا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا: ہرگز نہیں آپ خوش ہوں، خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا"۔

ان تین احادیث کے مذکورہ فقرات اور مقابل میں ان کے دیئے گئے تراجم آپ نے دیکھ لیے ہیں۔ یہ ترجمے میرے نہیں بلکہ مولانا قاری محمد عادل خان صاحب اور ان کے ساتھی کے ہیں۔

ان ترجموں میں ایک دھوکا جو دیا گیا اور دیانت کی جگہ عقیدت کو لایا گیا ہے اس کی طرف تو راقم الحروف جلد اول، حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں عرض کر چکا ہے۔ اب جو بات آپ کے ذہن میں لانا مقصود ہے وہ ہے سرورِ کونینؐ کو اپنی نبوت میں شک۔

دیکھ لیا ناں آپ نے____!!

بقول اُم المومنین عائشہ آغازِ وحی، سچے خوابوں سے ہوا۔ سچے خواب دیکھتے رہے۔ اپنی نبوت پر خود ایمان نہ لائے۔ فرشتہ پڑھانے آیا، نہ تو فرشتے کو پہچان سکے اور نہ ہی فرشتہ کے مقابلہ میں جرأت سے ٹھہر سکے بلکہ گھر آ کر کمبل میں چھپ گئے اور کہتے کیا ہیں؟ مجھے تو اپنی عقل میں گڑبڑ نظر آتی ہے۔ اگر اپنی نبوت کا یقین ہوتا تو پھر عقل کی کیا فکر تھی۔

ایک پہلو اور بھی ملاحظہ فرمایئے:

جب اُم المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لاتی ہے تو ورقہ کیا کہتا ہے: ● جلد اوّل، حدیث نمبر ۳

هذا الناموس الذی نزل الله علی موسٰی یالیتنی فیها جذعًا یالیتنی اکون حیا اذ یخرجك قومك ، فقال رسول الله او مخرجی هم قال نعم لم یأت رجل قط بمثل ما جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا مؤذرا ـ

''یہ وہی ناموس ہے جو موسٰی پر بھیجا گیا تھا کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو آپؐ کی قوم نکالے گی۔ آپؐ نے کہا: کیا وہ مجھے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو شخص بھی آپؐ کی طرح چیز لایا ہے اس سے عداوت کی گئی ہے۔

اگر مجھے آپ کا دن نصیب ہوا تو آپ کی بھرپور امداد کروں گا۔

● جلد دوم، حدیث نمبر ۲۰۶۴

هذا الناموس الذی انزل علٰی موسٰی لیتنی فیها جذعًا لیتنی اکون حیا ثم ذکر حرفا قال رسول اللّٰہ او مخرجی هم قال ورقة نعم لم یات رجل بما جئت به الا اوذی وان یدرکنی یومك حیا انصرك نصرًا مؤذرا

"یہی وہ ناموس ہے جو حضرت موسٰیؑ کے پاس بھیجا گیا۔ کاش میں جوان ہوتا، کاش میں زندہ ہوتا پھر ایک بات کی۔ آپؐ نے کہا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں جو شخص بھی آپؐ جیسی چیز لایا ہے اسے اذیت پہنچائی گئی ہے۔ اگر میں آپؐ کے دن تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور امداد کروں گا"۔

● جلد سوم، حدیث نمبر ۱۸۷۰

هذا الناموس الذی انزل علٰی موسٰی یالیتنی فیها جذعًا اکون حیًا حین یخرجك قومك فقال رسول اللّٰہ او مخرجی هم فقال ورقة نعم لم یأت رجل قط بما جئت به الاعودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرًا مؤذرا

"یہی وہ ناموس ہے جو موسٰیؑ پر بھیجا گیا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کو قوم نکالے گی۔ آپ نے کہا: کیا وہ مجھے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں جو شخص بھی آپ جیسی چیز لایا ہے اس سے عداوت کی گئی ہے۔ اگر آپؐ کے دن تک میں زندہ رہا تو آپؐ کی بھرپور مدد

کروں گا"۔

ملاحظہ فرما لیا آپ نے ورقہ اور سرورِ کونین کا مکالمہ۔ ورقہ کتنے یقین سے کہتا ہے کہ آپؐ رسول ہیں، کتنے یقین سے کہتا ہے کہ میں آپؐ کی ہجرت کے وقت اس دنیا میں نہیں رہوں گا اور کتنے یقین سے کہتا ہے کہ اگر ہوا تو بھرپور امداد کروں گا۔

اب اُمتی کے یقین اور نبی کے اطمینان کا اندازہ کیجیے۔ ورقہ کو یقین ہے کہ آپؐ نبی ہیں لیکن اگر آپ کو بھی یقین ہوتا تو زیرِ نظر حدیث، جلد سوم، نمبر ۱۸۷۰ میں بھلا اقدام خودکشی کیوں کرتے؟

اُم المومنین خدیجہؓ کی بشارت اور حوصلہ افزائی اس بات کی غماز ہے کہ انہیں بھی آپ کے نبی ہونے کا یقین تھا۔ ورقہ کی باتیں اشارہ کی حدود سے آگے حقیقت و وضاحت کے الفاظ میں ہیں کہ آپؐ نبی ہیں۔

فرشتہ کا آکر پڑھانا اس بات کی تصدیق ہے کہ آپؐ نبی ہیں؟

جبریلؑ نے ایک مرتبہ کہا کہ یقیناً آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، دوسری مرتبہ کہا کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں بلکہ اُم المومنین عائشہ کی معلومات کے مطابق کئی مرتبہ کہا کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

اتنے یقینی حالات کے باوجود آپ نہ تو اپنی عقل سے مطمئن ہیں اور نہ ہی اپنی نبوت کا یقین رکھتے ہیں۔

محترم قارئین یہ ہے اُم المومنین عائشہ کا نبی ـــــ مزید غور خود فرمائیے۔

اقدامِ خودکشی

محترم قارئین! بی بی عائشہ نے سرورِ کونینؐ کے اقدامِ خودکشی کو اشارہ کنایہ میں بیان نہیں کیا بلکہ کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے اور ایک مرتبہ بھی نہیں بلکہ کئی مرتبہ کے متعلق بتایا ہے۔ بھلا ہو جبریل کا جس نے ہم پر احسان کیا ورنہ آج ہمارا دھرم نشٹ ہو چکا ہوتا۔

کاش! اس وقت پاکستانی پولیس ہوتی تو سرورِ کونین کو اقدامِ خودکشی کی قیمت کا پتہ چل جاتا۔ اب بھلا کوئی عادل خان اوران کے ساتھی سے پوچھے انھوں نے خشیت علی نفسی ـــ کا ترجمہ ـــ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے کیا ہے۔ بھلا کوئی دانش مند اور باہوش آدمی بھی اقدامِ خودکشی کرتا ہے؟

بھلا ایسا شخص جو خود اقدامِ خودکش پر تل تل جاتا ہے اس قابل ہے کہ اس کے نام کا کلمہ پڑھا جائے۔ اُم المومنین عائشہ نے تو سب کچھ بتا دیا ـــ اب آپ کی مرضی؟

تعزیراتِ پاکستان کے مطابق دفعہ ۳۰۹ کا مجرم بھی نبی ہوسکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتو میرے خیال میں دنیا تو درکنار ہمیں پاکستان میں بھی بے شمار نبی مل جائیں گے؟

جس شخص کو نہ اپنی نبوت پر یقین ہو اور نہ ہی اپنی عقل پر اعتماد ہو اس سے تو ہمارے سیاست دان ہی بہتر ہیں جو زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے کو باہوش اور خردمند سمجھے رہتے ہیں (نعوذباللہ من ذٰلک کلّھا)

ایک تضاد اور

جلد اول، نمبر ۳، جلد دوم نمبر ۲۰۶۴ اور جلد سوم ۱۸۷۰ میں اختلاف کے باوجود ایک نقطہ اور بھی متحد ہے۔ ذرا ایک بار تینوں حدیثیں پلٹ کر دیکھ لیں۔

ہر حدیث میں فرشتہ کہتا ہے پڑھ۔ آپ کہتے ہیں میں پڑھا ہوا نہیں۔ تیسری بار فرشتہ آپ کا انتظار کیے بغیر پڑھ دیتا ہے: ربک الاکرم ، الذی علم بالقلم ''تیرا رب مکرم ہے، اس نے قلم سے تعلیم دی ہے''۔

فرشتہ کہتا ہے آپ پڑھے پڑھائے ہیں اور نہ صرف پڑھ سکتے ہیں بلکہ اللہ نے آپ کو لکھنا بھی سکھا دیا ہے اور سرورِ کونین کہتے ہیں ـــ میں تو پڑھا ہوا نہیں۔

اللہ نے پہلی وحی ہی میں یہ وہم دُور کر دیا کہ میرا نبی پڑھا پڑھایا آیا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں بی بی عائشہ کی مانیں یا اللہ کی؟

آخر میں آیئے آغازِ نبوت کی مذکورہ نو احادیث کے مطابق حسب ذیل عقائد مرتب کر لیں۔

* اُم المومنین عائشہ نے جو تصورِ نبوت دیا ہے، سو فی صد درست ہے۔
* ہمارے پیارے نبیؐ کی نبوت غارِ حرا میں خلوت نشینی کا نتیجہ تھی۔
* ہمارے پیارے نبیؐ کو نبوت کی بشارت آپ کی زوجہ اُم المومنین خدیجہ نے دی۔
* ہمارے پیارے نبیؐ کو ایک عیسائی عالم ورقہ نے بتایا کہ آپؐ نبی ہیں۔
* عیسائی عالم ورقہ علمِ غیب جانتا تھا۔
* عیسائی عالم ورقہ کا علم ہمارے پیارے نبیؐ سے زیادہ تھا۔
* ہمارے پیارے نبیؐ کو اپنی نبوت میں شک تھا۔
* ہمارے پیارے نبیؐ کو فرشتہ نے نبوت کا پہلا سبق خوب دبا کر پڑھایا۔
* ہمارے پیارے نبی نبوت کا پہلا سبق پڑھ کر فرشتہ سے اتنا ڈر گئے کہ آپؐ کو اپنی عقل میں بھی شک پڑ گیا۔
* ہمارے پیارے نبیؐ نے کئی مرتبہ اقدامِ خودکشی کیا۔

گیارہ عورتیں

حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی خاص حیثیت ہے یعنی ان سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہماتِ مسائل ہیں۔ (سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی، جلد اوّل، ص ۲۴)

(۱) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۰۷، حدیث ۱۷۴

عروة عن عائشة قالت جلسن احدى عشرة امرأةً فتعا عهدن وتعاقدن ان لا يكتمن من اخبار ازواجهن شيئًا قالت الاولى زوجي لحم جمل غث على رأس جبل لاسهل فيرتقى ولاسمين فينتقل

وقالت الثانية زوجي لا ابث خبره اني اخاف لا اذره ان اذكره اذكر عجره وبجره وقالت الثالثة زوجي العشنق ان انطق اطلق وان اسكت اعلق

وقالت الرابعة ، زوجي كليل تهامة لاحر ولاقر ولامخافة ولاسامة

وقالت الخامسة ، زوجي ان دخل فهد ، وان خرج اسد ولا يسأل عما عهد

وقالت السادسة ، زوجي ان اكل لف ان شرب اشتف وان اضطجع التف ولا يولج الكف ليعلم البث –

وقالت السابعة زوجي غياياء اوعياياء، طباقاء، كل داء له داء شجك او فلك او جمع كلالك

وقالت الثامنة زوجي المس مس ارنب والريح ريح زرنب

وقالت التاسعة زوجي رفيع العماد طويل النجاد، عظيم الرماد قريب البيت من الناد

وقالت العاشرة زوجي مالك وما مالك مالك خير من ذلك له ابل كثيرات المبارك قليلات المسارح واذا سمعن صوت المزهر ايقن انهن هوالك

وقالت الحادية عشرة، زوجي ابوزرع فما ابو ذرع اناس من حلي اذني وملا من شحم عضدى، وبحجنى فبجعت الى نفسى وجدنى فى اهل غنيمة بشق فجعلنى فى اهل صهيل واطيط ودائس ومنق فعنده اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح، واشرب فاتفتح ام ابى ذرع فما ام ابى ذرع عكومها رواح وبيتها فساح، ابن ابى ذرع فما ابن ابى ذرع مضجعه كمثل شطبته ويشو ابى ذرع الجعره بنت ابى ذرع فما بنت ابى ذرع طوع ابيها وطوع امها وملء كسائها وغيض جارتها جارية ابى ذرع فما جارية ابى ذرع لا تبث حديثنا تثبيثا ولا تنقث ميرتنا تنقيثا ولا تملأ بيتنا تعشيشا قالت خرج ابوذرع ولا وطاب تمخض فلقى امرأة معها ولدان لها كالفهدين يلعبان من تحت

خصرها برمانتين فطلقني ونكحها فنكحت بعده رجلا سريا ، ركب شريا واخذ خطيًا وارح على نعما سريا واعطني من كلّ رائحة زوجا قالٍ كل ام زرع وميري اهلك قالت فلو جمعت كلشيي ء اعطانيه ما بلغ اصغرانية ابي زرع قالت عائشة قال رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم كنت لك كابي زرع لام زرع

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ بیٹھ کر باہمی عہدو پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کا حال بیان کریں۔

پہلی عورت نے کہا میرا شوہر دبلے پتلے اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑوں کی چوٹی پر رکھا ہے۔ راستہ بڑا کٹھن ہے نہ چوٹی پر چڑھا جاسکتا ہے اور نہ وہ گوشت ہی عمدہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت اٹھائی جائے۔

دوسری نے کہا: میں اس کی حالت ظاہر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اس تذکرہ کے بعد کہیں میں اسے چھوڑ ہی نہ بیٹھوں۔ اگر ذکر کروں تو بتانا پڑے گا کہ اس کی خوبیاں کتنی ہیں اور خامیاں کون کون سی ہیں۔ کمزوری کی بدولت اس کے جسم پر جگہ جگہ جھریاں ہیں اور اس جیسی بیسیوں برائیاں ہیں۔

تیسری بولی میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر اس کی کیفیت بیان کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو مجھے معلق چھوڑ رکھا ہے۔

چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر شب تہامہ کی طرح متوسط ہے۔ نہ

زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈا، وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے نہ زیادہ ڈرتا ہے اور نہ بہت اُکتاتا ہے۔

پانچویں نے کہا: میرا شوہر گھر میں آئے تو چیتا ہے اور باہر جائے تو شیر، گھر میں جو کچھ ہو جائے باز پُرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا: میرا شوہر پیٹو ہے۔ کھانے بیٹھے تو سب ہضم کر جائے اور پینے لگے تو سب صاف کر جائے۔ جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا تاکہ پوچھ لے۔

ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گم کردہ راہ ہے، عاجز ہے، سینے دبانے والا ہے، عورتوں کا ہر عیب اس کے لیے عیب ہے۔ اس میں سب بیماریاں ہیں اگر بات کرے تو سر پھوڑ دے، زخمی کر دے یا دونوں کام کر ڈالے۔

آٹھویں نے کہا: میرے شوہر کا چھونا خرگوش جیسا ہے اور خوشبو زرنب جیسی ہے۔

نویں نے کہا: میرا شوہر اُونچی تعمیروں والا، لمبے ہاتھ والا اور بہت سخی ہے۔ اس کا گھر مجلس شوریٰ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرے شوہر کا نام مالک ہے بھلا مالک کی کیا تعریف کی جائے جو کچھ ذہن میں آسکے وہی اس کی تعریف ہے۔ مہمانوں کے لیے ہمیشہ اُونٹ ذبح کرتا ہے، چراگاہ سے زیادہ اُونٹ گھر میں رکھتا ہے اور گھنٹیوں کی آواز سن کر ذبح ہونے والے اُونٹوں اور مہمانوں کی تعداد بتاتا ہے۔

گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابوذرعہ واہ وا!! اس کے کیا کہنے۔ میرے کانوں کا زیور ہے اتنا کھلایا کہ چربی سے میرے بازو بھر گئے، اتنا خوش رکھا کہ ناچار داد دینا پڑتی ہے۔ میں نادار لڑکی تھی میرے میکے چند بکریوں کے مالک تھے لیکن اس نے مجھے ایسے خوش حال سسرال دیے کہ ہروقت گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور کجاووں کی چرچراہٹ سے بہار رہتی ہے۔ ڈائیں چلانے والے بیل اور اناج صاف کرنے والے نوکروں کی کمی نہیں ـــــ اگر بات کروں تو عیب جوئی کوئی نہیں کرتا۔ اگر سو جاؤں تو صبح تک جگانے والا کوئی نہیں۔ اگر پینے کی ضرورت ہو تو رکاوٹ نہیں ـــــ میری ساس ابوذرعہ کی ماں انتہائی لائق ہے اس کے صندوق بھرے رہتے ہیں۔ ابوذرعہ کے بیٹے کا کیا کہوں ـــــ اس کی خواب گاہ عمدہ ہے۔ اتنا کم خور کہ چار ماہا بزغالے کا چوتھا حصہ ہی کافی ہو۔ ابوذرعہ کی بیٹی بھی کتنی اچھی ہے والدین کی فرمانبردار! بھرا ہوا جسم اور سوکن کے لیے قہر ہے۔ ابوذرعہ کی کنیز دیکھو تو سبحان اللہ! ہمارے گھر کی بات باہر نہیں کرتی، نقصانات کا خیال رکھتی ہے اور گھر کو صاف رکھتی ہے۔

ایک دن ابوذرعہ ایسے وقت میں باہر نکلا جب دودھ بلو کر مکھن نکالنے کی تیاری ہورہی تھی کہ ابوذرعہ کا سامنا ایک ایسی عورت سے ہوا جس کے چیتے جیسے دو بچے تھے اور اس کے انارنما پستانوں سے کھیل رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ابوذرعہ کی رال ٹپک پڑی۔ مجھے طلاق دے کر اس سے بیاہ رچالیا۔

پھر میں نے مجبوراً ایک شخص سے شادی کرلی جس کے ہاتھ میں خطی نیزہ تھا۔ تیز رَو گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے مجھے ہر قسم کی سہولت دی۔ ہر قسم کے مویشیوں کا ایک جوڑا دیا اور کہا: اُم ذرعہ خود بھی کھاؤ اور اپنے اقرباء کو بھی کھلاؤ، صدقہ و خیرات بھی دو مگر یہ سب داد و دہش ابوذرعہ کے ایک چھوٹے سے برتن کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

جناب اُم المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ قصہ سن کر سرورِ کونینؐ نے فرمایا: اے عائشہ! میں بھی تیرے لیے ابوذرعہ جیسا ہوں ـــــ فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے بیوی کو طلاق دے دی اور میں نے طلاق نہیں دی یعنی بیوی کے ساتھ ایسی ہی اچھی زندگی بسر کرنا چاہیے''۔

محترم قارئین! اُم المومنین کی علمی اور فقہی احادیث میں سے ایک حدیث ہے ممکن ہے آپ نے بہت کچھ سمجھ لیا ہو لیکن چند امور ایسے ہیں جو مجھے سمجھ نہیں آئے:

* اُم المومنین نے ہلکا سا اشارہ کرکے بھی نہیں بتایا کہ یہ چوکڑی کہاں لگی تھی؟
* یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ سرورِ کونینؐ نے خود یہ کہانی سنی یا بعد میں کسی وقت بی بی نے سنائی؟
* یہ بھی معلوم نہیں کہ ان گیارہ عورتوں کا تعلق کس کس خاندان سے ہے؟
* یہ بھی معلوم نہیں کہ واقعہ مدینہ کا ہے یا دورانِ سفر کا؟
* امام بخاری نے بھی نہیں بتایا کہ اقسام حدیث میں یہ حدیث کی کون سی قسم ہے؟
* امام بخاری نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس گیارہ رُکنی اسمبلی کی مفصل رپورٹ درج کرنے کا مقصد کیا ہے؟

* امام بخاری نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس حدیث سے کتنے اور کون کون سے مسائل کا حل ہوتا ہے؟

البتہ مترجمین نے اپنی طرف سے خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ میں اضافہ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ

* سرورِ کونینؐ کو اُم المومنین سے اُتنی محبت تھی جتنی ابوذرعہ کو اپنی بیوی سے تھی۔
* ابوذرعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور سرورِ کونینؐ نے اُم المومنین کو طلاق نہیں دی۔

گویا ابوذرعہ ایک مثالی شوہر تھا کہ خاتم الانبیاء کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ وہ اپنے کو ابوذرعہ سے تشبیہ دے کر اُم المومنین کو مطمئن کریں۔

یہ ہے مقامِ مصطفیٰؐ ـــــ اور یہ ہیں علامہ شبلی نعمانی کے عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل۔

والسلام علٰی من اتبع الھُدیٰ

مقامِ مصطفیٰ بھی اور نظامِ مصطفیٰ بھی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بُو

(۱۲) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۵۰، حدیث ۲۰۱۹

عبید ابن عمیر عن عائشة قالت کان رسول الله یشرب عسلاً عند زینب بنت جحش ویمکث عندها فواطیت انا وحفصة عن ایتنا دخل علیها فلتقل له اکلت مغافیر انی اجد منك ریح مغافیر قال لا ولکنی کنت اشرب عسلاً عند زینب بنت جحش

"عبید ابن عمیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور کچھ دیر کے لیے ٹھہر جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حفصہ اور میں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی سرورِ کونینؐ تشریف لائیں تو ان سے کہا جائے کہ آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ آپؐ سے مغافیر کی بُو آتی ہے (جب آپؐ تشریف لائے تو ہم نے یہی کیا) آپؐ نے جواب دیا کہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے"۔

(۱۳) جلد سوم، کتاب الطلاق، ص ۱۳۶، حدیث ۲۴۸

عبید ابن عمیر عن عائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم کان یمکث عند زینب بنت جحش ویشرب عندھا عسلًا فتواصیت انا وحفصة ان اٰیتنا دخل علیھا النّبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم فلتقل انی اجد منك ریح مغافیر فدخل علٰی احدٰئھما فقالت له ذٰلك فقال لابل شربت عسلًا عند زینب بنت جحش

"عبید ابن عمیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ زینب بنت جحش کے پاس کچھ دیر ٹھہر کر شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ حفصہ اور میں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا۔ اب جس کے پاس بھی آپؐ تشریف لائیں وہ کہے کہ مجھے آپؐ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ آپؐ سے حفصہ نے یہی کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے"۔

(۴) جلد سوم، کتاب الطلاق، ص ۱۳۶، حدیث ۲۴۹

عروۃ عن ابیه عن عائشة قالت کان رسول اللّٰہ یحب العسل والحلواء وکان اذا انصرف من العصر دخل علٰی نسائه فیدنو من احدیھن فدخل علٰی حفصة بنت عمر فاحتبس اکثر ما کان یحتبس فغرت فسألت عن ذٰلك فقیل لی اھدت لھا امرأۃ من قومھا عکة من عسل فسقت النبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم منه شربةً فقلت اما واللّٰہ لنحتالن له فقلت لسودۃ بنت زمعة سیدنو منك فاذا ونامنك ، فقولی اکلت مغافیر؟ فانه

سيقول لك لا ، فقولي ماهذه الريح الذي اجد منك؟ فانه سيقول لك سقتني حفصة شربة عسل ، فقولي جرست نحله العرفط وما تقول ذٰلك وقولي انت ياصفية ذاك ، قال تقول سودة فواللّٰه ما هو الا ان اقام علي الباب فاردت ان اباديه بما امرتني فرقا منك فلما دنا منها قالت له سودة ، يارسولَ اللّٰه اكلت مغافير؟ قال لاقالت فما هذه الريح التي اجد منك؟ قال سقتني حفصة شربة عسل ، فقالت جرست نحلة العرفط ، فلما دار الى صفية قالت له مثل ذٰلك

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کا نمازِ عصر سے واپسی کے بعد تمام ازواج کے گھروں میں آنا اور ان کے قریب ہونا معمول تھا۔ ایک دن آپؐ خلافِ معمول حفصہ کے گھر زیادہ دیر ٹھہر گئے۔ مجھے غیرت آئی جس کی بنا پر میں نے وجہ معلوم کی تو معلوم ہوا کہ حفصہ کو اس کی قوم کی کسی عورت نے شہد کا عکہ تحفہ دیا ہے اور حفصہ نے اسی شہد سے آپؐ کو شربت پلایا ہے۔

میں نے کہا: بخدا ہم حفصہ کے خلاف کوئی حیلہ کریں گے۔ چنانچہ میں نے سودۃ بنت زمعہ سے کہا کہ جب سرورِ کونینؐ تیرے پاس آئیں تو کہنا کہ شاید آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ آپ فرمائیں گے نہیں بلکہ حفصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے ـــــ تو کہنا پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا اور صفیہ تجھے بھی یہی کہنا ہے۔

سودہ کہتی ہے کہ جب آپؐ میرے دروازے پر آئے تو بخدا آپؐ کے ڈر سے جب آپؐ دروازے پر کھڑے ہوئے تو کہہ دینا۔

جب آپؐ قریب ہوئے تو سودہ نے کہا:

سودہ: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟

سرورِ کونینؐ: نہیں تو۔

سودہ: پھر آپؐ سے یہ بُو کیسی آرہی ہے؟

سرورِ کونینؐ: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔

سودہ: تو پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا اور جب صفیہ کے پاس گئے تو اس نے بھی وہی کہا۔

(۱۵) جلد سوم، کتاب الایمان، ص ۵۹۰، حدیث ۱۵۹۵

عبید ابن عمیر یقول سمعت عائشة تزعم ان النبی کان یمکث عند زینب بنت جحش فیشرب عندھا عسلًا فتواصیت انا وحفصه ان ایتنا دخل علیھا النبی صلّی اللّٰہ علیه واٰلہٖ وسلم فلتقل انی اجد منك ریح مغافیر فدخل علٰی احدیھما فقالت ذٰلك له، فقال لابل شربت عسلًا عند زینب بنت جحش

''عبید ابن عمیر کہتا ہے کہ میں نے اُم المومنین عائشہ سے سنا، ان کا خیال یہ تھا کہ سرورِ کونینؐ زینب بنت جحش کے ہاں ٹھہر کر شہد پیتے ہیں۔ چنانچہ حفصہ اور میں نے باہمی معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی سرورِ کونینؐ تشریف لائیں۔ وہ آپؐ سے کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ آپؐ ان دو میں سے

ایک کے پاس آئے تو اس نے آپؐ سے کہا۔ آپؐ نے فرمایا:
نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے"۔

(۱۹) جلد سوم، کتاب الحیل، ص ۶۹۴، حدیث ۱۸۶۰

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان رسول الله يحب الحلواء ويحب العسل وكان اذا صلى العصر جار على نسائه فيدنو منهن ، فدخل على حفصة فاحتبس عندها اكثر مما كان يحتبس فسألت عن ذٰلك فقال لي اهدت لها امرأة من قومها عكة عسل فسقت منه رسول الله مشربة فقلت اما والله لنحتا لن له ، فذكرت ذٰلك سودة قلت اذا دخل عليك فانه سيدنو منك فقولي له ، ما هذه الريح يارسول الله اكلت مغافير؟ وكان رسول الله يشتهد عليه ان يوجد منه الريح ، فانه سيقول سقتني حفصة شربة عسل فقولي له جرست النحلة العرفط ، وساقول ذٰلك وقوليه انت ياصفية ـــــ فلما دخل على سودة قالت تقول سودة والذى لا اله الا هو ، لقد كدت ان ابادره بالذى قلت لي ، وانه لعلى الباب فرقًا منك فلما دنا ـ

قلت يارسول الله ، اكلت مغافير؟ ـــــ قال لا ـــــ

قلت فماهذه الريح؟ قال سقتني حفصة عسلًا ـــــ

قلت جرست النحلة العرفط ، فلما دخل على قلت له مثل ذٰلك ودخل على صفية

فقالت له مثل ذٰلك فلما دخل علٰی حفصة ، قالت له یارسول الله الا سقیك منه قال لاحاجة لی ، قال تقول سودة سبحان الله لقد حرمناه قال قلت لها اسكتی

''ہشام اپنے باپ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونین شیرینی اور شہد کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ نمازِ عصر کے بعد تمام ازواج کے پاس جاتے (ایک دن) آپؐ حفصہ کے ہاں معمول سے زیادہ ٹھہر گئے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حفصہ کو اس کی کسی ہم قوم عورت نے شہد کا ایک عکہ بطور تحفہ دیا ہے جس سے حفصہ نے آپؐ کو شربت پلایا ہے۔ میں نے کہا: بخدا! ہم اس کے خلاف کوئی تدبیر کریں گے۔ چنانچہ میں نے سودہ سے کہا کہ جب سرورِ کونینؐ تیرے پاس تشریف لائیں تو کہنا کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟

سرورِ کونین بدبو کو بہت ہی ناپسند کرتے تھے۔ آپ فرمائیں گے نہیں۔ حفصہ نے مجھے شہد پلایا ہے تو کہنا کہ پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ میں بھی یہی کہوں گی اور صفیہ تو بھی یہی کہنا۔ سودہ کہا کرتی تھی کہ بخدا میں تو آپ کے ڈر کے مارے ابھی آپ دروازے پر ہی تھے۔ کہنے لگی تھی ـــــ جب آپؐ میرے قریب تشریف لائے تو میں نے کہا:

سودہ: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟

سرورِ کونینؐ: نہیں تو۔

سودہ: پھر یہ بُو کیسی ہے؟

سرورِ کونینؐ: حفصہ نے شہد پلایا ہے۔

سودہ: پھر شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔

آپؐ جب صفیہ کے پاس گئے۔ اس نے بھی یہی کہا۔ پھر جب حفصہ کے پاس گئے تو اُس نے کہا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کو اس سے نہ پلاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں مجھے ضرورت نہیں۔ سودہ نے کہا: سبحان اللہ! بخدا ہم نے آپ کو محروم کردیا ہے۔ میں نے کہا: چپ رہ۔

(۱۷) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۱۹، حدیث ۲۰۰

هشام عن ابيه عن عائشة كان رسول الله اذا انصرف من العصر دخل على نسائه فيدنومن احديهن فدخل على حفصة فاحتبس اكثر ما كان يحتبس

"ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نمازِ عصر کے وقت گھر تشریف لاتے تو تمام بیبیوں کے پاس جاتے (ایک دن) آپ حفصہ کے گھر معمول سے زیادہ ٹھہر گئے۔

محترم قارئین

یہ چھ احادیث ہیں:

* جلد دوم، حدیث ۲۰۱۹، راوی عبید ابن عمیر، کتاب التفسیر
* جلد سوم، حدیث ۲۴۸، راوی عبید ابن عمیر، کتاب الطلاق، باب لم تحرم ما احل الله لك۔
* جلد سوم، حدیث ۲۴۹، راوی زبیر، کتاب الطلاق، باب لما تحرم ما احل الله لك
* جلد سوم، حدیث ۱۵۹۵، راوی عبید ابن عمیر، کتاب الایمان، اذا حرم طعامه۔

* جلد سوم، حدیث ۱۸۶۰، راوی عروہ ابن زبیر، کتاب الحیل، باب ما یکرہ من احتیال المرأۃ علی الزوج والضرائر۔
* جلد سوم، حدیث ۲۰۰، راوی عروہ ابن زبیر، کتاب النکاح، باب ایک دن میں تمام بیبیوں کے پاس جانا۔

تجزیہ

* عبید ابن عمیر کی تینوں روایات میں شہد پلانے والی اُم المومنین زینب بنت جحش ہے اور مغافیر کا پروگرام بنانے والی اُم المومنین عائشہ اور اُم المومنین حفصہ ہیں۔
* زبیر اور عروہ ابن زبیر کی دو احادیث یعنی جلد سوم، نمبر ۲۴۹ اور ۱۸۶۰ میں شہد پلانے والی اُم المومنین حفصہ ہے۔ مغافیر کا پروگرام بنانے والی اُم المومنین عائشہ ہے اور اس پر عمل کرنے والی اُم المومنین سودہ اور اُم المومنین صفیہ ہے۔
* عروہ ابن زبیر کی ایک حدیث یعنی جلد سوم، نمبر ۲۰۰ میں سرورِ کونینؐ کے خانۂ حفصہ میں معمول سے زیادہ ٹھہرنا مذکور ہے۔
* جلد دوم، نمبر ۲۰۱۹ میں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُم المومنین عائشہ اور اُم المومنین حفصہ دونوں نے اپنے پروگرام پر عمل کیا ہے، جبکہ جلد سوم، نمبر ۱۵۹۵ میں یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ کس اُم المومنین نے سرورِ کونینؐ سے مغافیر کی بُو محسوس کی۔ صرف یہی کچھ بتایا گیا ہے کہ دونوں میں سے ایک کے پاس سرورِ کونین تشریف لائے اور اسی نے کہا۔ البتہ جلد سوم، نمبر ۲۴۸ میں اُم المومنین عائشہ نے دبے لفظوں میں یہ بتانے کی کوشش فرمائی ہے کہ آپ اُم المومنین حفصہ کے پاس آئے اور انہی نے آپؐ سے بوئے مغافیر کا ذکر کیا۔
* جلد سوم، نمبر ۲۴۹ مفصل حدیث ہے جس میں آپؐ کی داستان موجود ہے۔ سرورِ کونینؐ اُم المومنین حفصہ کے گھر جاتے ہیں ، معمول سے زیادہ ٹھہرتے ہیں۔

اُم المومنین عائشہ غیرت کھاتی ہیں، جاسوسی کرتی ہیں۔ حقیقت حال معلوم ہو جانے کے بعد، کوئی چال چلنے کی قسم کھاتی ہیں۔ پلان بن جاتا ہے۔ اپنے گروپ کی دیگر دو اُمہات المومنین سودہ اور صفیہ کو ساتھ ملا کر انھیں پلان سے مطلع کرتی ہیں اور پھر سرورِ کونینؐ کے ان کے ہاں تشریف لانے پر اُم المومنین سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق آپ سے کہتی ہے کہ آج آپؐ سے بدبو کیسی ہے؟ کہیں مغافیر تو نہیں کھایا؟ آپؐ مغافیر کھانے کی نفی کرتے ہیں۔ اُم المومنین عائشہ کی ہدایات کے مطابق سرورِ کونینؐ کو اُم المومنین سودہ اور صفیہ کی طرف سے ایک ہی جواب ملتا ہے کہ اگر مغافیر نہیں تو شہد کی مکھی نے ضرور عرفط چوسا ہوگا جس کی بدولت آپ سے بدبو آتی ہے۔

امام بخاری کی تقسیم در کتب و ابواب

- ..... جلد دوم، نمبر ۲۰۱۹ کو امام بخاری نے سورۂ تحریم کے ذیل میں نقل کیا ہے۔
- ..... جلد سوم، نمبر ۲۰۰ کو امام بخاری نے کتاب النکاح کے باب ''مرد کا ایک دن تمام بیویوں کے پاس جانا'' میں ذکر کیا ہے۔
- ..... جلد سوم، نمبر ۲۴۸ کو کتاب الطلاق، باب ''اللہ نے جو آپؐ کے لیے حلال کیا ہے کیوں حرام کرتے ہو؟'' میں لکھا ہے۔
- ..... جلد سوم، نمبر ۲۴۹ کو بھی کتاب الطلاق کے اسی مذکورہ باب میں لکھا ہے۔
- ..... جلد سوم، نمبر ۱۵۹۵ کو کتاب الایمان، باب ''جب کوئی اپنے پر ہر کسی چیز کو حرام کرلے'' میں لکھا ہے۔
- ..... اور جلد سوم، نمبر ۱۸۶۰ کو کتاب الحیل، باب ''سوکن اور شوہر کے خلاف ناپسندیدہ حیلہ گری'' میں لکھا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان چھ احادیث میں سے قرآن اور بخاری کی تائید کسے

حاصل ہے کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ بعض احادیث میں شہد زینب بنت جحش پلاتی ہے اور عائشہ اور حفصہ باہم مشورہ کرکے آنحضورؐ سے بدبُو کے نام پر ناک سکیڑتی ہیں۔ اور بعض احادیث میں شہد حفصہ پلاتی ہے اور آنحضورؐ سے بدبُو کا کہنے والی عائشہ، سودہ اور صفیہ ہیں۔ بنابریں بخاری شریف سے پوچھیں گے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ تو لیجیے:

(۱۸) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۵۰، حدیث ۲۰۲۱

ابن عباس يقول اردت ان اسأل عمر فقلت يا امير المومنين من المراء تان اللتان تظاهرتا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فما اتممت كلامي ، حتّى قال عائشة وحفصة قوله ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما وان تظاهرا عليه فان الله مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذٰلك ظهير

''ابن عباس کہتا ہے کہ میں نے عمر سے کچھ پوچھنا چاہا اور کہا: اے امیر المومنین وہ دو عورتیں کون سی تھیں جنھوں نے سرورِ کونینؐ کے خلاف پلان بنا لیا تھا۔ ابھی میری بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ (عمر) نے کہا کہ وہ دونوں عورتیں عائشہ اور حفصہ تھیں (جن کے متعلق یہ آیت آئی) یقیناً تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ بارگاہِ ایزدی میں توبہ کرو اور اگر نبی اکرمؐ کے خلاف تمہاری کارروائیاں جاری رہیں (تو یاد رکھو) اللہ جبریل، صالح المومنین اور ملائکہ نبی کے مددگار ہیں''۔

اس سلسلہ میں بخاری شریف کی احادیث نمبر ۲۰۲۰، ۲۰۲۲ اور ۲۰۲۳ کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔ میں تطویل سے بچنے کی خاطر انہیں چھوڑ رہا ہوں۔

نتیجہ:۔۔۔ کتنا حسین اتفاق ہے کہ ہمیں ازخود یہ تعین نہیں کرنا پڑا کہ مذکورہ احادیث میں شہد پلانے والی کون ہے؟ زینب بنت جحش، یا حفصہ بلکہ خود امام بخاری ہی نے جلد دوم کی مذکورہ احادیث میں عمر صاحب کی زبانی خود ہی تعیین کردی کہ:

- ......ٹیڑھے دل والیاں عائشہ اور حفصہ ہیں۔
- ......اللہ نے براہِ راست عائشہ اور حفصہ کو کج قلب کہا ہے۔
- ......اللہ نے براہِ راست انہیں توبہ کی دعوت دی ہے۔
- ......اللہ نے براہِ راست صرف ان دو ہی کو آئندہ تخریبی کارروائیاں نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

لہٰذا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کی نص، عمر صاحب کی وضاحت اور امام بخاری کی روایت نے ان دو روایات جن میں حفصہ کے شربت پلانے کا تذکرہ ہے، کو سفید جھوٹ کہہ دیا اور انہی روایات کی تصدیق کردی جن میں شہد پلانے والی زینب بنت جحش ہے۔

بنابریں جن روایات میں حفصہ کی طرف شہید کو منسوب کیا گیا ہے وہ صرف واقعہ کو خلط ملط کرنے اور حفصہ کا دامن بچانے کے لیے کیا گیا ہے۔ گویا زینب بنت جحش نے شربت پلایا۔ عائشہ اور حفصہ نے پلان بنایا اور سودہ صفیہ نے اس پلان میں شرکت کی۔

چند سوالات

※ نصِ قرآن، وضاحت عمر اور روایت بخاری کے مطابق عائشہ اور حفصہ دونوں کے دل ٹیڑھے ہیں اور انہیں توبہ کا حکم دیا گیا ہے اور بصورت عدم توبہ طلاق کی کھلی دھمکی دی گئی ہے۔ خود ساختہ طہارت کا بھانڈا تو قرآن نے پھوڑ دیا ہے، عمر نے تصدیق کردی ہے۔

* اب ان دونوں نے توبہ کی یا نہیں؟ اگر کی تو کب؟ کیسے؟ اور کہاں؟ اگر نہیں کی تو گویا طلاق پر عمل کر دیا گیا۔ اگر توبہ کی ہے تو کیا اللہ نے قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے؟ اگر توبہ کا ذکر ہے تو کہاں؟ اگر توبہ کا ذکر نہیں تو گویا توبہ ہی نہیں۔

ہاں یہ یاد رکھیے کہ اگر قرآن کسی کو نامزد گناہگار کرتا ہے اور اسے توبہ کا حکم دیتا ہے تو متعلقہ فرد کے توبہ کرنے کے بعد اس کا اعلان بھی قرآن ہی کو کرنا ہوگا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اس واقعہ میں تمام ازواج ملوث نہں بلکہ صرف اور صرف دونوں خلیفوں کی صاحبزادیاں ہیں لہٰذا توبہ کی قبولیت کا قرآنی اعلان بھی صرف انہی دو کے لیے چاہیے۔ بصورت دیگر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔

* اگر عائشہ نے قرآنی سرزنش کے بعد توبہ کر لی تھی تو پھر بعد میں مزے لے لے کر اس واقعہ کا ذکر کیوں کیا؟
* کیا اس واقعہ کا تذکرہ اس بات کی دلیل نہیں کہ عائشہ اپنے فعل پر فخر کرتی ہے۔
* ذات احدیت کی اس واضح سرزنش کے باوجود عائشہ کے توبہ نہ کرنے اور بار بار تذکرہ کرنے سے حکمِ قرآن کا مذاق اڑانا نہیں ہوگا؟
* کیا مغافیر کا جھوٹا پلان عائشہ کی صداقت کا خودساختہ محل مسمار نہیں کر دے گا۔
* عسٰی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرًا منکن مسلمات مومنات قانتات تائبات عابدات، سائحات ثیبات وابکارًا

"عنقریب اگر تمہیں یہ طلاق دے دے تو رب نبی تمہاری عوض ایسی بیویاں دے دے جو اسلام، ایمان، انکساری، توبہ، عبادت اور میانہ روی میں تم سے بہتر ہوں اور وہ بیوہ بھی ہوسکتی ہیں اور کنواری بھی ہوسکتی ہیں"۔

یہ حکم قرآن اسی سابقہ آیات جس میں عائشہ اور حفصہ کو حکمِ توبہ دیا گیا ہے کے بعد کی آیت ہے۔ ذاتِ احدیت نے اس آیت میں جعلی تقدس وطہارت کا بھانڈا بیچ چوراہے

دلِ توڑ دیا ہے اور صراحت سے بتا دیا ہے کہ "اس وقت اُمت رسولؐ میں ایسی بیوہ اور کنواری عورتوں کی کمی نہیں، جن کی عبادت تمہاری عبادت سے، جن کا اسلام تمہارے اسلام سے، جن کا ایمان تمہارے ایمان سے، جن کی انکساری تمہاری انکساری سے، جن کی توبہ تمہاری توبہ سے اور جن کی میانہ روی تمہاری میانہ روی سے بدرجہا افضل ہے"۔

میرے دوستو! اب فیصلہ آپ خود فرمائیں کہ قرآن کے اس حتمی فیصلہ کے بعد کے تمہاری نسبت ایمان، اسلام، عبادت، توبہ اور انکساری میں کئی نسائے اُمت بہتر موجود ہیں۔ اب عائشہ یا حفصہ کو 'نسائے اُمت' سے افضل ماننا قرآن کی مخالفت نہیں اور کیا قرآن کی کھلی مخالفت کفر نہیں؟

* کیا سابقہ حکمِ توبہ اور مندرجہ بالا آیت انتباہ کے بعد اگر از روئے قرآن عائشہ اور حفصہ کی توبہ ثابت نہ ہو تو پھر مذکورہ آیت انتباہ رہے گا یا اس کی عملی شکل بھی ہوگی؟
* اگر یہ انتباہ برائے انتباہ ہے تو کیا یہ جہنم کی دھمکیاں بھی کھوکھلی نہیں ہوں گی؟
* اگر یہ انتباہ نہیں تو ماننا ہوگا کہ اس کی عملی شکل بھی سامنے آئی ہے۔ اگر آئی ہے تو وہ کون سی؟
* باتیں دو ہیں جو قدرت نے بتا دی ہیں کہ یا عائشہ اور حفصہ توبہ کریں۔ اگر توبہ نہ کریں تو تم طلاق دے دو۔ اگر توبہ قرآن سے ثابت نہ ہو تو کیا طلاق ماننا نہیں پڑے گی؟
* توبہ تو یقیناً ثابت نہیں ہے، اگر توبہ ہوتی تو عائشہ اس واقعہ کا تذکرہ نہ کرتی اور اسے چھپانے کی کوشش کرتی۔ اب دوسری بات آپ خود سوچ لیں کہ کیا ہوا؟
* کہیں حضرت علیؑ سے مخالفت اسی جرمِ گواہی کی تو نہیں؟

تحفے، سودہ کا ہبہ اور ازواج میں گروہ بندی

تحفے

(۱۹) جلداول، کتاب الہبہ، ص ۸۸۷، حدیث ۲۳۹۸

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان النّاس يتحرون بهداياهم يومي ، وقالت اُم سلمة ان صواحبي اجتمعن فذكرت له فاعرض عنها

''ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ لوگ نبی اکرمؐ کو تحفے دینے میں میری باری کا انتظار کرتے تھے۔ اُم سلمہؓ کہتی ہیں کہ میری ساتھی (ازواج) اکٹھی ہوئیں۔ میں نے سرورِ کونینؐ سے تذکرہ فرمایا تو آپؐ نے منہ پھیرلیا''۔

(۲۰) جلداول، کتاب الہبہ، ص ۸۸۶، حدیث ۲۳۹۲

هشام عن ابيه عن عائشة ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بها او يبتغون بذٰلك مرضاة رسول اللّٰه

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ لوگ سرورِ کونینؐ کو تحفے دینے کے لیے عائشہ کی باری کا انتظار کرتے

تھے جس سے ان کا مقصد عائشہ یا سرورِ کونینؐ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا''۔

(۲۱) جلد اول، کتاب الھبہ، ص ۸۸۶، حدیث ۲۳۹۹

هشام عن ابيه عن عائشة ان نساء النبي صلى الله عليه وآله وسلم كن حزبين فحزب فيه عائشة وحفصة وصفية وسودة ، والحزب الآخر أم سلمة وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان المسلمون قد علموا احبّ رسول الله عائشة فاذا كان عند احدهم هدية يريد ان يهديها الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخرها حتى اذ كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في بيت عائشة بعث صاحب الهديتم الى رسول الله في بيت عائشة فكلم حزب أم سلمة فقلن لها كلمي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكلّم النّاس فيقول من اراد ان يهدى الى رسول الله صلى الله وآله وسلم هدية فليهده حيث كان من بيوت نسائه فكلمته أم سلمة بما قلن فلم يقل لها شيئًا فسألنها فقالت ما قال لي شيئًا فقلن لها فكلميه حتى يكلمك فدار اليها فكلمته حين دار اليها ايضا فلم يقل لها شيئًا فسالنها فقالت ما قال لي شيئًا فقلن لها كلميه حتى يكلمك فدار اليها فكلمته فقال لها لا تؤذبني في عائشة فان الوحي لم يأتني وانا في ثوب امرأة الا عائشة

، قالت فقالت اتوب الی اللّٰہ من ایذاك یارسول اللّٰہ ثم انھن دعون فاطمة بنت رسول اللّٰہ فارسلن الی رسول اللّٰہ ، تقول ان نساء ك ینشدنك اللّٰہ العدل فی بنت ابی بکر ، فکلمته فقال یابنیة الا تجین ما احب قالت بلٰی فرجعت الیھن فاخبرتھن فقلن ارجعی الیه فابت ان ترجع فارسلن زینب بنت جحش فاتته فاغلظت وقالت ان نسائك ینشدنك اللّٰہ العدل فی بنت ابن ابی قحافه فرفعت صوتھا حتّٰی تناولت عائشة وھی قاعدة فسبتھا حتّٰی ان رسول اللّٰہ لینظر الی عائشة ھل تکلم قال فتکلمت سلمة بما قلن لھا فلم یقل شیئًا فسالنھا فقالت فنظر النبیؐ الی عائشة فقال انھا بنت ابی بکر

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ازواجِ نبیؐ کے دو گروہ تھے۔ ایک گروپ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں جبکہ دوسرے گروپ میں اُم سلمہ اور دیگر ازواج تھیں۔ تمام مسلمانوں کو سرورِ کونینؐ کے عائشہ سے پیار کا علم تھا اس لیے جو بھی سرورِ کونین کو کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتا تو عائشہ کی باری کا انتظار کرتا تھا۔ چنانچہ جس دن آپؐ خانۂ عائشہ میں ہوتے اس دن وہ تحفہ پیش کرتے۔

اُم سلمہؓ کے گروپ نے اُم سلمہؓ سے کہا: آپ سرورِ کونینؐ کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ تمام مسلمانوں سے فرمادیں کہ جس کے پاس کوئی تحفہ دینے کو ہو وہ جس بی بی کے گھر بھی آپ ہوں

پیش کر دے۔ اُم سلمہؓ نے آپؐ سے گزارش کی تو آپؐ نے اُم سلمہؓ کو کوئی جواب نہ دیا۔ ازواج نے اُم سلمہؓ سے پوچھا تو اُم سلمہؓ نے کہا کہ میں نے عرض تو کیا ہے لیکن مجھے آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ازواج نے کہا: آپ پھر کہیں۔ جب پھر اُم سلمہؓ کی باری آئی تو اُم سلمہؓ نے پھر کہا: آپؐ پھر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ازواج نے پوچھا: تو اُم سلمہؓ نے کہا کہ میں نے کہا تو ہے لیکن آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج نے کہا: آپ اس وقت تک بات کرتی رہیں جب تک آنحضورؐ کوئی جواب نہ دیں۔

اُم سلمہؓ نے اپنی باری پر پھر کہا تو آنحضورؐ نے فرمایا: مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت مت دو۔ عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں آتی۔

اُم سلمہؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپ کو اذیت پہنچانے سے اللہ کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ ازاں بعد ازواج نے فاطمہ بنت رسول کو بلایا اور کہا کہ آپ آنحضورؐ سے یوں کہیں: ''آپؐ کی بیویاں آپؐ سے اللہ کے نام پر ابوبکر کی بیٹی کے مقابلہ میں انصاف چاہتی ہیں''۔

بنتِ رسولؐ نے جا کر کہا تو آپؐ نے فرمایا: بیٹی! کیا تجھے اس سے محبت نہیں جس سے مجھے ہے؟

بنتِ رسولؐ نے عرض کی: کیوں نہیں؟ بنتِ رسول پلٹ آئی۔ ازواج نے پھر جانے کو کہا تو بنتِ رسولؐ نے دوبارہ جانے سے

انکار کر دیا۔ پھر ازواج نے زینب بنت جحش کو بھیجا۔ بنت جحش نے آ کر خوب سخت وسُست کہا اور کہا: آپؐ کی بیویاں اللہ کے نام پر آپؐ سے ابوقحافہ کی بیٹی کے مقابلہ میں انصاف مانگتی ہیں۔ زینب بنت جحش کی آواز بلند ہوگئی اور اس نے عائشہ کو خوب سنائیں اور گالیاں بھی دیں۔ عائشہ بیٹھی ہوئی تھی اور سرورِ کونینؐ عائشہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کیا وہ بھی بولتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ عائشہ نے ازواج کے اعتراضات کا جواب دیا۔ سرورِ کونینؐ نے عائشہ سے کچھ بھی نہ کہا۔ آپ نے عائشہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: آخر ابوبکر کی بیٹی ہے۔

(۲۲) جلد اول، کتاب الھبہ، ص ۸۹۴، حدیث ۲۴۱۰

عروة عن عائشة قالت كان رسول الله اذا اراد سفرًا اقرع بين نساءه فايتهن خرج سهمها خرج بها معه وكان يقسم لكل امرأة منها يومها وليلتها غير اِنَّ سودة بنت زمعة وهبت يومها وليلتها لعائشة تبتغي بذٰلك رضا رسول الله

”عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب کبھی سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے اور آپ ہر بی بی کو ایک دن اور رات دیتے تھے۔ البتہ سودہ بنت زمعہ نے اپنا شب و روز اُم المومنین عائشہ کو ہبہ کر رکھا تھا جس میں اس کا مقصد سرورِ کونینؐ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا“۔

(۴۳) جلد اول، کتاب الشہادات، ص ۹۲۹، حدیث ۲۴۹۷

عروة عن عائشة قالت كان رسول الله اذا اراد سفرًا اقرع بين نسائه فايتهن خرج سهمها خرج بها معه وكان يقسم لكل منهن يومها وليلتها غير ان سودة بنت زمعة وهبت يومها وليلتها لعائشة

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب کبھی سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ویسے ہر بی بی کو ایک دن رات دیتے تھے۔ البتہ سودة بنت زمعہ نے اپنی باری اُم المومنین عائشہ کو ہبہ کر رکھی تھی''۔

محترم قارئین! یہ ہیں پانچ احادیث:

جلداول: نمبر ۲۳۹۸، جلد اول: نمبر ۲۳۹۲، جلداول: نمبر ۲۳۹۹، جلداول: نمبر ۲۴۱۰ اور جلد اول: نمبر ۲۴۹۷۔ تمام احادیث کا راوی اُم المومنین عائشہ کا بھانجا، اسماء بنت ابوبکر اور زبیر کا فرزند ہے۔

جلداول: نمبر ۲۳۹۸ اور جلداول: نمبر ۲۳۹۲ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو سرورِ کونینؐ کی اس محبت کا علم تھا جو اُم المومنین عائشہ سے آپ کو تھی۔ اسی بناء پر تمام لوگ اپنے تحائف دینے میں صرف اُم المومنین عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے اور جس دن سرورِ کونینؐ بی بی کے گھر ہوتے، اسی دن اپنے تحفے پیش کرتے تھے۔

جلداول: نمبر ۲۳۹۹ میں انہی مذکورہ دو احادیث کے اجمال کی تفصیل ہے جس میں بی بی عائشہ نے خانۂ نبیؐ میں گروہ بندی، ہر گروپ کی لیڈر بی بی، اور اس کی ہمنوا ازواج کا نام بتانے کے بعد بتایا ہے کہ میرے ہاں تحفے آتے تھے جس کی بدولت

اُم سلمہؓ کا گروپ نالاں تھا۔ انہوں نے احتجاج کیا۔ تین مرتبہ اُم سلمہؓ نے اپنے گروپ کے مطالبہ پر سرورِ کونینؐ سے احتجاج کیا۔ دو مرتبہ تو آنحضورؐ نے خاموشی کو جواب بنایا۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے اُم سلمہ سے فرمایا کہ خبردار! عائشہ کے معاملہ میں مجھے اذیت مت دو۔ جب جبریلؑ ابھی اسی وقت آتا ہے جب میں عائشہ کے ساتھ ایک کپڑے میں ہوتا ہوں تو پھر تحفہ دینے والے لوگوں کا کیا قصور ہے؟

اُم سلمہؓ اپنی اس اذیت دینے کی توبہ کرتی ہے۔ ملاحظہ فرمالیا آپ نے۔

اُم سلمہؓ نے صرف سرورِ کونینؐ کے ارشادِ گرامی کے فوراً بعد اپنی توبہ کا اعلان کر دیا جس کی حکایت بی بی عائشہ نے کر دی۔ اب اُم سلمہؓ کی توبہ کو نہ ماننا بی بی عائشہ کو جھٹلانا ہوگا۔ چونکہ بی بی عائشہ کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لہٰذا اُم سلمہؓ کی توبہ مسلم ہے۔ لیکن خود بی بی عائشہ نے بروایت حضرت عمر ذاتِ احدیت کے واضح اور غیر مبہم حکم کے مطابق (سابقاً نبیؐ سے بُو کے زیرِ عنوان گزر چکی ہے) اپنی توبہ کا اعلان نہیں کیا۔ اگر کبھی کیا ہوتا تو نہ اپنے جرم کا بار بار اعلان کرتیں اور نہ ہی اپنی توبہ پر پردہ ڈالتیں۔ جب ازواج کو اس بات کا علم ہوگیا کہ عائشہ کے معاملہ میں سرورِ کونینؐ سے گفتگو آپ کے لیے باعثِ اذیت ہے اس کے باوجود اُم سلمہؓ کا گروپ خاموش نہیں بیٹھا اور بقول بی بی عائشہ کے اُم سلمہ کے گروپ نے بنتِ رسولؐ کو بیچ میں ڈالا اور بات عدالت رسولؐ پر جا پہنچی۔ بنت رسولؐ نے جب آپؐ کی خدمت میں گزارش کی تو آپؐ نے اپنی بیٹی کو یہ فرما کر خاموش کر دیا کہ بیٹی! جسے میں چاہتا ہوں کیا تو اسے نہیں چاہتی؟

بنتِ رسولؐ حرف بلیٰ کہہ کر واپس ہوگئی اور پھر ازواج کے اصرار کے باوجود اس سلسلہ میں آپؐ سے بات نہ کی۔

اُم سلمہؓ کے جواب اور بنتِ رسولؐ کے انکار کے باوجود ازواج نے ہمت نہیں ہاری اور پھر اُم المومنین زینب بنت جحش جو کہ اُم سلمہ کے گروپ سے تھیں، کو اپنا ترجمان

بنا کر بھیجا۔ چنانچہ اُم المومنین زینب نے خانہ بی بی عائشہ میں آ کر پہلے تو سرورِ کونینؐ کی عدالت پر ماتم کیا۔ پھر اُم المومنین عائشہ کو وہ صلواتیں سنائیں کہ رہے نام اللہ کا! بی بی عائشہ بیٹھی سن رہی ہیں، سرور کونینؐ خود تو مہر بلب ہیں۔ زینب کو کوئی جواب نہیں دیتے۔ نہ تو اُم سلمہؓ جیسا جواب دیا کہ مجھے عائشہ کے معاملہ میں اذیت نہ دے اور نہ ہی اپنی بیٹی جیسا جواب دیا کہ جسے میں چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، بلکہ اپنی عدالت کا جنازہ نکلتے ہوئے انتہائی بیچارگی کے ساتھ کنکھیوں سے بی بی عائشہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ بی بی عائشہ نے بھی سمجھا کہ ہمارا شوہر تو کچھ نہیں بولتا۔ البتہ مظلومانہ خاموشی کے ساتھ مجھے دیکھے جا رہا ہے۔ گویا مجھے دعوت ہے کہ تجھے جواب دینے کی کھلی چھٹی ہے۔ چنانچہ اب جو میں نے زینب کو ترکی بہ ترکی جواب دینے شروع کیے اور اس سے بڑھ بڑھ کر حملے کیے تو زینب کو خاموشی اختیار کرنا پڑی۔

قربان جاؤں اس بے چارے شوہر پر جس کی دونوں بیویاں اس کی موجودگی میں ایک دوسرے کو کوسنے دے رہی ہیں لیکن وہ کسی کو کچھ نہیں کہتا بلکہ انتہائی اطمینان سے پوری کارروائی سن رہا ہے۔

جب زینب خاموش ہوگئی اور بی بی عائشہ نے اپنے ''جوہر'' دکھا کر اس کے ہونٹ سی دیئے تو سرورِ کونینؐ کی جان میں جان آئی، سانس سیدھی ہوئی اور بی بی عائشہ کو بہ نگاہِ تحسین دیکھ کر تھپکی دی اور فرمایا: آخر کیوں نہ ہو ابوبکر کی بیٹی ہے، کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ اصحابِ باوفا جنہوں نے خانۂ نبوت سے گلشنِ نبوت کی اس بہار کی مہک مسجد میں بیٹھ کر سنی ہوگی۔ جب سرورِ کونینؐ نے بی بی عائشہ کو دادِ تحسین دے دی تو پھر وہ جو تحفے بھیجنے میں بی بی کی باری کا انتظار کرتے تھے کیسے نہ مسکرا اُٹھے ہوں گے اور ان کی زبان داد دیئے بغیر کیسے خاموش رہی ہوگی۔

اب کتاب الہبہ، نمبر ۲۴۱۰ اور کتاب الشہادت نمبر ۲۴۹۷ میں غور فرمایئے۔

اُم المومنین عائشہ کے بقول اُم المومنین سودہ خوشنودیٔ سرورِ کونینؐ حاصل کرنے کی خاطر اپنی باری مجھے ہبہ کر دیا کرتی تھی اس لیے میری دو راتیں اور دو دن بن جاتے تھے جبکہ دیگر ازواج کی ایک رات اور ایک دن ہوتا تھا اور اُم المومنین سودہ بغیر سرورِ کونینؐ کے گزارتی تھیں۔

ان دو احادیث میں بی بی عائشہ نے بی بی سودہ کے ایثار کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایثار کا سبب حصولِ رضائے رسولؐ بتایا ہے۔ اس ایثار کو سامنے رکھ کر ذرا سابقہ عنوان "نبی سے بیر" میں جلد سوم، حدیث ۲۴۹ اور حدیث ۱۸۶۰ کو ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں جن میں بی بی عائشہ کے پلان بنانے اور سودہ اور صفیہ کو پلان پر عمل کرنے کی ہدایت دیتی ہیں۔ وہاں آپ کو اُم المومنین سودہ کی مجبوری کا اندازہ ہوگا۔ فرماتی ہیں:

فو اللّٰہ ما هو الا ان قام علی الباب فاردت ان اباديه بما امرتنی فرقا منك (سوم، نمبر ۲۴۹)

"(سودہ کہا کرتی تھیں) بخدا ابھی وہ دروازہ ہی پر کھڑے تھے کہ میں نے تیرے ڈر سے تیرے حکم کی تعمیل کرنا چاہی"۔

والذی لا الٰه الا هو لقد كدت ان اباديه بالذی قلت لی وانه لعلی الباب فرقًا منك (۱۸۶۰)

"(سودہ کہا کرتی تھیں) اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تیرے ڈر سے قریب تھا کہ میں تیرے کہنے پر عمل اس وقت کر دیتی جبکہ آپؐ ابھی دروازہ پر تھے"۔

محترم دوستو! ان دونوں احادیث کے مذکورہ الفاظ اُم المومنین سودہ کے ہیں جو بی بی عائشہ نے روایت کیے ہیں اور ہبہ کی دونوں احادیث بھی بی بی عائشہ کی نقل کردہ ہیں۔ مغافیر کی احادیث میں بی بی عائشہ بتاتی ہیں کہ اُم المومنین سودہ کو میرا اتنا ڈر رہتا تھا۔

ان احادیث میں بی بی بتاتی ہیں کہ رضائے رسولؐ حاصل کرنے کی سودہ نے اپنے شب و روز مجھے ہبہ کر رکھے تھے۔

اب فیصلہ فرمایئے کہ ان میں سے کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟ چونکہ ''نبی سے بُو'' کی احادیث کی تصدیق قرآن کریم، امام بخاری اور عمر صاحب نے کردی ہے، اس لیے لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ ان ہبہ کی روایات میں ہبہ کی داستان خودساختہ ہے اور جناب اُم المومنین سودہ نے جس طرح بی بی عائشہ کے حوالہ کردینے میں بھی بی بی عائشہ کا رعب و دبدبہ اور اُم المومنین سودہ کی مرعوبیت اور بزدلی شامل ہیں ـــــ یا رضائے رسولؐ کے حصول کا نظریہ غلط ہے بلکہ اُم المومنین سودہ نے جس طرح مغافیر پلان میں بی بی عائشہ سے ڈر کر ساتھ دیا تھا۔ ہوسکتا ہے شب و روز کے ہبہ میں بھی بی بی عائشہ کی خوشامد کرنا چاہتی ہوں۔

اب چند سوالات

میری طرح آپ بھی ان احادیث کو پڑھ کر یہی فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ان پانچ احادیث میں بی بی عائشہ کا مرکزی نقطہ، سرورِ کونینؐ کا اپنے ساتھ پریم ہے۔

- لوگ اگر ہدیے دیتے تو سرورِ کونینؐ کے پریم کو مدنظر رکھ کر۔
- ازواج اگر جذبۂ رقابت میں تڑپ تڑپ جاتی ہیں تو بھی سرورِ کونینؐ کا بی بی سے پیار دیکھ کر۔
- اور اُم المومنین سودہ اگر اپنے شب و روز بی بی کو ہبہ کرتی ہے تو بھی سرورِ کونینؐ کی محبت کے پیشِ نظر۔

گویا سابقاً ''گیارہ عورتیں'' کے زیرعنوان بیان کردہ داستانِ محبت اور ان احادیث خمسہ میں بیان کردہ محبت کا مرکزی نقطہ ـــــ بی بی عائشہ کا یہ تاثر دینا ہے کہ آنحضورؐ کو جتنی محبت مجھ سے تھی اور کسی سے نہ تھی اور میری محبت کے مقابلہ میں آپؐ اپنی

دختر اور دیگر ازواج سب کو ہیچ سمجھتے تھے۔

ان احادیث کا مرکزی کردار معین کر لینے کے بعد اب بتایئے کہ:

* سابقاً احادیث مغافیر میں یہ محبت کس دلدل میں پھنس گئی تھی؟
* یہ تحفے دینے والے صاحبان کون تھے، مسلمان یا کافر؟
* اگر تحفے دینے والے کافر تھے تو ان کے تحفے کس قسم کے ہوتے تھے؟
* اگر تحفے دینے والے مسلمان تھے تو انھیں کیسے پتہ چلا کہ سرورِ کونینؐ کو بی بی عائشہ سے زیادہ محبت ہے؟
* تحفے دینے والوں کو کیسے پتہ چلتا تھا کہ آج بی بی کی باری ہے؟
* کیا سرورِ کونینؐ صحابہ کو اپنی باریوں کی فہرست مہیا کرتے تھے؟
* اگر سرورِ کونینؐ صحابہ کو نہیں بتاتے تھے اور یقیناً نہیں بتاتے ہوں گے تو پھر ازواج کی باریوں کی فہرست کون دیتا تھا، کیا ازواج خود یہ کوشش کرتی تھیں؟
* اگر ازواج کی اپنی کوشش نہیں تھی تو باریاں بتانے والی ایجنسی کا نام کیا ہے؟
* صحابہ کو باریاں بتانے میں کیا فائدہ تھا؟
* جب اصحاب تحفے دیتے ہی بی بی کی باری میں تھے تو مغافیر پلان بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
* کیا بی بی کو تحفہ میں کبھی شہد نہیں ملا تھا؟
* اگر شہد ملتا تھا تو کہاں جاتا تھا؟
* جبکہ بی بی سے رسول اکرمؐ کی محبت بھی اور بی بی کی اپنی روایت کے مطابق سرورِ کونینؐ شہد کو پسند بھی فرماتے تھے تو کیا وجہ تھی کہ بی بی نے آپ کو کبھی شہد نہیں پلایا؟
* خانۂ رسولؐ میں گروہ بندی کا مکروہ دھندہ کب سے شروع ہوا؟ کس نے شروع کیا

اور کیوں؟

* صحابہ تحفوں میں کیا پیش کرتے تھے؟
* پوری بخاری سے کوئی ایک حدیث جس میں کسی تحفہ کا نام لیا گیا ہو؟
* اپنی باری ہبہ کرنے والی اُم المومنین سودہ کو آنحضورؐ سے کیا رنجش تھی؟
* کیا سودہ کو آنحضورؐ کا قرب ناپسند تھا؟
* اگر ناپسند تھا تو کیوں؟ اور اگر پسند تھا تو ہمیشہ کے لیے اپنی باری ہبہ کر دینے کا کیا مقصد؟
* کہیں یہ سب کچھ عظمتِ رسولؐ کو پامال کرنے کی منظّم سازش تو نہیں؟
* کہیں یہ عیسائی یا یہودی شکست خوردہ ذہنیت کا پرتو تو نہیں؟
* جو زوجہ جذبۂ رقابت سے مغلوب ہو کر مقامِ رسالت، عظمتِ نبوت اور احکامِ الٰہیہ تک کا پاس نہیں کرتی اور مغافیر پلان مرتب کر سکتی ہے اس زوجہ سے کیا کچھ ممکن نہیں؟

زندہ باد عداوت اہلِ بیتؑ اور محبتِ اصحاب و ازواج

عظمتِ نبویہ رہے یا نہ رہے!!

عدالتِ نبیؐ پامال ہو جائے

عزت رسولؐ خاک میں مل جائے پرواہ نہیں ـــــــ

لیکن اُم المومنین عائشہ کی داستان پریم مجروح نہ ہو۔

یہ ہے حقیقی اسلام اور یہ ہے ـــــــ خدمتِ مذہب!

یومِ بعاث بزمِ موسیقی اور مسجد میں تماشا

یومِ بعاث

(۲۴) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۲۳، حدیث ۹۶۳

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان يوم بعاث يومًا قدمه الله لرسوله وقد افترق ملؤهم وقتلت سراتهم وجرحوا فقدمه الله لرسوله في دخولهم الاسلام

''ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ذات احدیت نے یومِ بعاث کو سرورِ کونینؐ کی تمہید قرار دیا۔ ان کی جمعیت ٹوٹ گئی، اُن کے سردار مارے گئے یا زخمی ہوگئے۔ گویا ان کے اسلام میں داخل ہونے کی تمہید بن گئی''۔

(۲۵) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۴۶، حدیث ۱۰۲۷

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان يوم بعاث يوم قدمه الله لرسوله الله قدم رسول الله وقد افترق ملؤهم وقتلت سراتهم وجرحوا قدمه الله لرسوله في دخولهم الاسلام

''ہشام اپنے والد کے ذریعہ سے روایت کرتا ہے کہ یومِ بعاث وہ دن تھا جسے اللہ نے سرورِ کونینؐ کی تمہید قرار دیا۔ ان کے سردار مارے گئے یا زخمی ہوگئے اور ان کی جمعیت ٹوٹ گئی''۔

(۴۶) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۸۸، حدیث ۱۱۰۹

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان يوم بعاث يومًا قدمه الله لرسوله فقدم رسول الله المدينة وقد افترق ملؤهم وقتلت سراتهم في دخولهم الاسلام

"ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ اللہ نے یومِ بعاث کو سرورِ کونینؐ کے لیے تمہید قرار دیا۔ سرورِ کونینؐ اس وقت داخل مدینہ ہوئے۔ جب ان کی جمعیت ٹوٹ چکی تھی اور ان کے سردار مارے جاچکے تھے"۔

محترم قارئین! یہ تین احادیث ہیں جن میں یومِ بعاث کا ذکر ہے:

* خدا معلوم امام بخاری نے ان تین فرامین کو احادیث کی فہرست میں کیوں لکھا ہے کیونکہ حدیث کی تعریف جو بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ:
* سرورِ کونینؐ کا ارشادِ گرامی ہو یا سرورِ کونینؐ کا عمل ہو ـــــ اور یا سرورِ کونینؐ کسی کو کوئی کام کرتا ہوا دیکھیں اور منع نہ فرمائیں اس کام کی حکایت ہو۔ میری طرح آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ یومِ بعاث۔
* نہ تو سرورِ کونینؐ کا ارشاد ہے ـــــ نہ سرورِ کونینؐ کا عمل ہے ـــــ اور نہ ہی سرورِ کونینؐ نے کسی کو یومِ بعاث کا عمل کرتے دیکھ کر سکوت اختیار کیا ہے۔ البتہ اُم المومنین نے یومِ بعاث کے سلسلہ میں کہے گئے اشعار کا گانا سنا ہے جو اگلے عنوان بزمِ موسیقی میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں کوئی دوسری خصوصیت ان میں نہیں ملتی۔ بہرصورت کچھ بھی ہو یہ ہیں تینوں احادیث۔

یومِ بعاث کیا ہے؟

تاریخِ اسلام میں اس کا کوئی ذکر نہیں، البتہ مولانا شبلی نعمانی نے یومِ بعاث کا تذکرہ سیرت النبیؐ، جلد ا، ص ۳۰۱ میں ان الفاظ سے کیا ہے:

> "انصار کے جو دو قبیلے تھے یعنی اوس اور خزرج ان میں باہم جو اخیر معرکہ ہوا تھا (جنگِ بعاث) اس نے انصار کا زور بالکل توڑ دیا تھا۔ یہود اس مقصد کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے تھے کہ انصار باہم کبھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان اسباب کی بناء پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو پہلا کام یہ کیا تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات واضح اور منضبط ہو جائیں۔ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر حسبِ ذیل شرائط پر ایک معاہدہ لکھوایا جس کو دونوں فریقوں نے منظور کیا"۔

یہ ہے جنگِ بعاث یا یومِ بعاث جس کا تذکرہ مولانا شبلی نے کیا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آیا کہ:

- ❊ جنگِ بعاث کے وقت اوس اور خزرج مسلمان تھے یا کافر؟
- ❊ یہ لڑائی اسلام کی خاطر لڑی گئی یا قبائلی عصبیت کی بناء پر۔
- ❊ البتہ مولانا شبلی کے مطابق اس جنگ نے انصار کو کمزور کر دیا تھا؟
- ❊ اگر یہ جنگ اسلام کے لیے لڑی گئی تھی تو اسلامی جنگوں میں اس کا نام کیوں نہیں؟
- ❊ اگر اس جنگ کا محرک قبائلی عصبیت تھی تو بی بی عائشہ کو کیوں دلچسپی تھی؟
- ❊ اگر انصار کو اس جنگ نے کمزور کر دیا تھا؟
- ❊ اگر یہودیوں کو فائدہ ہوا تھا تو جنگِ باعث میں کہے گئے اشعار میں کیا خوبی تھی جس کی بناء پر بی بی عائشہ سنتی تھی؟

* اگر انصار کو فائدہ ہوا تھا تو پھر علامہ شبلی انہیں کمزور کس بناء پر کہتے ہیں؟

(۱۴) جلد اول، کتاب صلوٰۃ الخوف، ص ۳۹۲، حدیث ۹۰۰

عروۃ عن عائشۃ قالت دخل علی النبیؐ وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجھہ ودخل ابوبکر فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عندالنبیؐ فاقبل علیہ رسول اللّٰہ فقال دعھما فلما غفل غمزتھما فخرجتا - وکان یوم عید یلعب السودان بالدرک والحراب فاما سألت رسول اللّٰہ واما قال تشتھین تنظرین فقلت نعم فاقامنی وراءہٗ وخدی علی خدہ وھو یقول دونکم یانبی اوفدہ حتّٰی اذا مللت قال لی حسبک قلت نعم قال فاذھبی

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ (ایک دن) سرورِ کونینؐ میرے ہاں تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں (یوم) بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ آپؐ بستر پر لیٹ گئے اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ پھر ابوبکر داخل ہوا اور مجھے ڈانٹا (اور کہا) یہ شیطانی باجہ (اور وہ بھی) رسول پاکؐ کے پاس؟ سرورِ کونینؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: انہیں کچھ نہ کہہ۔ جب (ابوبکر) غافل ہوئے میں نے ان دونوں کو (آنکھ سے) اشارہ کیا۔ وہ چلی گئیں۔

یہ دن عید کا تھا۔ حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے درخواست کی اور یا سرورِ کونینؐ نے پوچھا: کیا دیکھنا

چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا۔ میرا رخسارہ آپؐ کے رخسارہ پر تھا اور آپؐ فرما رہے تھے: اے بنی ارفدہ کھیلے جاؤ حتیٰ کہ جب میں تھک گئی تو فرمایا: بس کافی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا۔ پھر جاؤ''۔

(۲۸) جلد اول، کتاب صلوٰۃ الخوف، ص ۳۹۳، حدیث ۹۰۲

هشام عن ابیه عن عائشة قالت دخل ابوبکر وعندی جاریتان من جواری الانصار تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث قالت ویستا بمغنیتین فقال ابوبکر بمزامیر الشیطان فی بیت رسول اللّٰه وذٰلك فی یوم عید فقال رسول اللّٰه یا ابابکر لکل قوم عید وهذا

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ابوبکر آئے تو پہلے سے انصار کی دو ایسی لڑکیاں جو پیشہ ور گانے بجانے والی نہیں تھیں۔ بیٹھ کر انصار کے جنگِ بعاث میں کہے جانے والے اشعار گا رہی تھیں۔
ابوبکر نے کہا: یہ شیطانی باجے خانۂ رسولؐ میں؟
دن عید کا تھا۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری ہے''۔

(۲۹) جلد اول، کتاب العیدین، ص ۴۰۲، حدیث ۹۳۳

عروة عن عائشة انا ابابکر دخل علیها وعندها جاریتان فی ایّام منی تدففان وتضربان والنبیؐ متغش ثبوبه فانتهرهما ابوبکر فکشف النبیؐ عن وجهه فقال

دعهما يا ابابكر فانها ايام عيد وتلك الايام ايام مِني
وقالت عائشة رأيت النبيّ يسترني وانا انظر الى
الحبشة وهم يلعبون في المسجد فزجرهم عمر فقال
النبيّ دعهم امنًا نبي ارفده

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ایامِ منیٰ میں ابوبکر
میرے ہاں آئے تو میرے پاس دو لڑکیاں دف (ڈھولک) اور
باجا بجا رہی تھیں جبکہ سرورِ کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے تھے۔
ابوبکر نے ان دونوں لڑکیوں کو ڈانٹا۔ سرورِ کونینؐ نے منہ سے کپڑا
ہٹایا اور فرمایا: عید کے دن ہیں۔ اے ابوبکر انہیں کچھ نہ کہو۔
اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ سرورِ کونینؐ نے
مجھے ڈھانپ رکھا ہے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کا تماشا
دیکھ رہی ہوں۔ عمر نے ڈانٹ کر حبشیوں کو منع کیا تو سرورِ کونینؐ
نے فرمایا: (اے عمر) منع نہ کر (حبشیوں سے مخاطب ہوکر) اے
نبی ارفدہ اطمینان سے کھیلو''۔

(۴۰) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، ص ۹۵، حدیث ۱۲۷

عروه عن عائشة دخل علي رسول الله وعندى
جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش
وحول وجهه فدخل ابوبكر فانتهرني وقال مزمارة
الشيطان عند رسول الله فاقبل عليه رسول الله فقال
دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا وكان يوم عيد يلعب
السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول الله واما

قال تشتھین ان تنظری فقلت نعم فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ ویقول دونکم نبی ارفدہ حتّٰی اذا مللت قال حسبك قلت نعم قال فاذھبنی

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ میرے گھر آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ آپ منہ دوسری طرف کر کے بستر پر لیٹ گئے۔ پھر ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا: یہ شیطانی باجہ اور وہ بھی رسولؐ کے پاس؟

سرورِ کونینؐ نے فرمایا: اے ابوبکر انہیں کچھ نہ کہو۔

جب ابوبکر غافل ہوئے تو میں نے انہیں آنکھ سے اشارہ کیا۔ وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا اور حبشی چھڑی گتکے سے کھیل رہے تھے (اب مجھے یاد نہیں) کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے دعوتِ نظارہ دی اور میں نے کہا: جی ہاں! یا میں نے دیکھنے کی درخواست کی۔ آپؐ نے مجھے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسارہ آپؐ کے رخسارہ پر تھا اور فرماتے رہے: اے نبی ارفدہ کھیلے جاؤ حتیٰ کہ جب میں تھک گئی تو آپؐ نے فرمایا: بس کافی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں!

(۳۱) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۳۳۹، حدیث ۷۴۲

عروہ عن عائشۃ ان ابابکر دخل علیھا وعندھا جاریتان فی ایّام منٰی قد ففان وتضریان والنبیؐ متغش بثوبہ فانتھرھما ابوبکر فکشف النبیؐ عن وجھہ فقال دعھما یا ابابکر فانھا ایام عید وتلك الایّام ایام

منی وقالت رأیت النبیؐ یسترنی وانا انظر الی الحبشة وھم یلعبون فی المسجد فزجرھم (عمر) فقال النبیؐ دعھم ، امنًا نبی ارفدہ

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ایام منیٰ میں ابوبکر میرے ہاں آیا اور دولڑکیاں بیٹھی دف اور باجا بجا رہی تھیں اور سرورِ کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے تھے۔ ابوبکر نے انہیں ڈانٹا۔ سرورِ کونینؐ نے منہ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: اے ابوبکر! عید کے دن ہیں انہیں کچھ نہ کہہ۔

اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ میں (چشمِ تصور سے) دیکھ رہی ہوں کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے چھپایا ہوا ہے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کو دیکھ رہی ہوں۔ عمر نے انہیں منع کیا تو آپؐ نے فرمایا: انہیں مت روکو، اے بنی ارفدہ اطمینان سے کھیلو''۔

(۴۳) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۸۹، حدیث ۱۱۱۰

ھشام عن ابیه عن عائشة اباابکر دخل علیھا والنبیؐ عندھا یوم فطر اوضحی وعندھا قینستان تغنیان بما تقاذفت الانصار یوم بعاث فقال ابوبکر مزمار الشیطان مرتین فقال دعھما یا اباابکر ان لکل قوم عیدوان عیدنا ھذا الیوم

''ھشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر میرے ہاں آئے۔ سرورِ کونینؐ پہلے موجود تھے (یہ نہیں یاد کہ) دن عید الفطر کا تھا یا عیدالاضحیٰ اور میرے پاس دو کنیزیں

انصار کی وہ گالی گلوچ گا رہی تھیں جو انہوں نے جنگِ بعاث میں ایک دوسرے کو دیا تھا۔ ابوبکر نے دو مرتبہ کہا: یہ شیطانی باجہ۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: ابوبکر انہیں نہ روک۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے"۔

جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۹۹، حدیث ۱۴۸

عروة عن ابيه عن عائشة انها زفت امراءة الى رجل من الانصار فقال نبي الله ياعائشة ما كان معكم لهو فان الانصار يعجبهم اللهو

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک لڑکی کی شادی ایک انصاری مرد سے کرائی۔ سرورِ کونینؐ نے پوچھا: اے عائشہ! انصار کو سرود سے بہت محبت ہے تمہارے پاس بھی آلات سرود تھے؟

تماشا بینی

(۳۴) جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، ص ۲۴۰، حدیث ۴۳۸

عن عروة عائشة قالت لقد رأيت رسول الله يومًا على باب حجرتي والحبشة يلعبون في المسجد ورسول الله يسترني بردائه انظر الى لعبهم

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک دن سرورِ کونینؐ کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا۔ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے اور سرورِ کونینؐ نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور میں ان کا تماشا دیکھ رہی تھی"۔

(۳۵) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۰۸، حدیث ۱۷۵

عروة عن عائشة قالت كان الحبش يلعبون بحرابهم فسترني رسول الله وانا انظر فما زلت انظر حتّٰى كنت انا انصرف فاقدروا قدر الجارية الحديثة السن تسمع اللّهو

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ حبشی چھڑی گتکا کھیل رہے تھے۔ سرورِ کونینؐ نے مجھے ڈھانپ لیا اور میں دیکھنے لگی۔ میں دیکھتی رہی حتیٰ کہ تھک گئی۔ آپ خود اندازہ لگالیں کہ نوخیز لڑکی کتنی دیر تک سرود سن سکتی ہے''۔

(۳۶) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۲۵، حدیث ۲۲۰

عروة عن عائشة قالت رأيت النبيؐ يسترني بردائه انا انظر الى الحبشة يلعبون في المسجد حتّٰى اكون انا الذى اسأم فاقدروا قدر الجارية الحديثة السن الحريصة على اللهو

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا ہے اور میں مسجد میں کھیلتے ہوئے حبشیوں کو دیکھ رہی ہوں۔ حتیٰ کہ میں ہی تھک جاتی۔ خود ہی اندازہ کرلو کہ ایک ایسی نوخیز لڑکی جو تماشا دیکھنے کی شوقین ہو کتنی دیر تک دیکھ سکتی ہے؟''

(۳۷) جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۴۰۱، حدیث ۱۰۶۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كنت العب بالنبات

عند النبیؐ وکان لی صواحب یلعبن معی فکان رسول
اللّٰہ اذا دخل یتقمعن منہ فیسربھن الی فیلعبن معی

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلتی تھی۔ جب سرورِ کونینؐ آتے تو میری سہیلیاں شرما کر دوڑ جاتیں۔ سرورِ کونینؐ انھیں ڈھونڈ کر لاتے اور پھر وہ میرے ساتھ کھیلتیں''۔

ماحصل:

●● جلد اوّل، حدیث ۹۰۰ کے مطابق اُم المومنین عائشہ کے پاس دو لڑکیاں جنگِ بعاث کا گانا گا رہی ہیں۔

❋ سرورِ کونینؐ تشریف لاتے ہیں۔ گانا سن کر بستر پر لیٹ جاتے ہیں اور منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں۔

❋ ابوبکر اُم المومنین کو شیطانی باجہ اور رسولؐ کے پاس کہہ کر ڈانٹتا ہے۔

❋ سرورِ کونینؐ ابوبکر کو ڈانٹنے سے روکتے ہیں۔

❋ جب ابوبکر غافل ہو جاتا ہے تو اُم المومنین گانے والیوں کو آنکھ سے نکل جانے کا اشارہ کرتی ہے۔

❋ حبشی گتکا کھیلتے ہیں۔

❋ سرورِ کونینؐ اُم المومنین کو اپنی پشت پر سوار کر کے اُم المومنین کو کھیل بھی دکھاتے ہیں اور حبشیوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔

نوٹ: میں نے پشت پر سوار کرنا لکھا ہے کیوں؟

اُم المومنین کے الفاظ میں غور فرمایئے، فرماتی ہیں:

فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ

"آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسارہ آپؐ کے رخسارہ پر تھا"۔

ذرا غور کیجیے۔ سرورِ کونینؐ کی عمر اور اُم المومنین کی عمر دیکھتے ہوئے سرورِ کونینؐ کا قد بی بی سے بڑا ہوگا یا برابر ہوگا اور یا چھوٹا ہوگا۔ اگر اُم المومنین کا قد آپؐ کے برابر ہو یا آپ سے چھوٹا ہو تو بی بی کا رخسار آپ کے رخسارہ پر اسی صورت میں آ سکتا ہے جب بی بی سرورِ کونینؐ کی پشت پر سوار ہو۔

جہاں تک سرورِ کونینؐ اور اُم المومنین کی عمر کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ کونینؐ سے بی بی کا قد بڑا نہیں تھا کیونکہ مسلمہ تاریخوں کے مطابق سرورِ کونینؐ کا قد درمیانہ تھا اور آپؐ کی عمر ڈھل رہی تھی۔ عمر کے لحاظ سے قد میں اضافے کا وقت ختم ہو چکا تھا جب کہ بی بی نو برس کی عمر میں بیاہی گئی اور بی بی کا قد ابھی اضافہ کی منزل میں تھا جو یقیناً درمیانہ سے کم تھا۔

اب خود اندازہ لگائیے کہ چھوٹے قد کا آدمی بڑے قد والے کے پیچھے کھڑے ہو کر کس طرح رخسارے پر رخسارہ رکھ سکتا ہے۔ اگر رخسارے پر رخسارہ رکھنا ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بڑے قد والا چھوٹے قد والے کو اپنی پشت پر سوار کر لے۔

●● جلد اوّل، حدیث ۹۰۲ کے مطابق سرورِ کونینؐ کے متعلق یہ نہیں بتایا گیا کہ آپؐ پہلے سے آرام فرما رہے تھے یا گانا پہلے ہو رہا تھا۔ یہ وضاحت بھی نہیں کہ آپؐ کا رخِ انور گانے والوں کی طرف تھا یا کسی دوسری طرف اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپؐ نے منہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا یا نہیں۔

* گانے والی لڑکیاں انصار کی تھیں اور پیشہ ور نہیں تھیں۔
* گانا یومِ بعاث میں کہے گئے اشعار کا گایا جا رہا تھا۔

* دن عید کا تھا۔
* ابوبکر نے جلداول، نمبر۹۰۰ کی طرح نہ تو اُم المومنین کو مخاطب کر کے ڈانٹا اور نہ ہی گانے والیوں کو مخاطب کیا بلکہ یونہی کہا: رسولؐ کے گھر میں شیطانی باجہ۔
* سرورِ کونینؐ نے جلداول نمبر۹۰۰ کی طرح ابوبکر کو ڈانٹنے سے یونہی منع نہیں کیا بلکہ ابوبکر کو یاد دلایا کہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔
* علاوہ ازیں یہ تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ان دونوں احادیث کو امام بخاری نے ''کتاب صلوٰۃ الخوف'' میں لکھا ہے:

●● جلداوّل، حدیث ۹۴۳ میں سرورِ کونینؐ منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے ہیں۔

* اُم المومنین کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی گا رہی ہیں۔
* یہ خیال رکھیں کہ سابقہ احادیث میں گائے جانے والے اشعار یومِ بعاث سے متعلق تھے لیکن زیرِ نظر حدیث میں گائے جانے والے اشعار کے متعلق اس قسم کی کوئی وضاحت نہیں۔
* سابقہ دونوں احادیث میں صرف گانا تھا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ڈھولک اور کوئی دوسرا آلۂ غنا ہے کیونکہ غنا میں ضرب کا استعمال بالعموم سارنگی، رباب اور بینجو وغیرہ کے لیے ہوتا ہے چونکہ اُم المومنین نے ڈھولک کے ساتھ والی چیز کا نام نہیں لیا۔ اس لیے ہم بھی یہ جسارت نہیں کر سکتے کہ وہ دوسری چیز کیا تھی، البتہ تھی ضرور۔
* جلداول، حدیث ۹۰۰ میں ابوبکر نے اُم المومنین کو ڈانٹا تھا۔ جلداول، حدیث ۹۰۲ میں ابوبکر کا مخاطب نہ اُم المومنین تھی اور نہ ہی گانے والیاں تھیں جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ابوبکر کا مخاطب گانے والیاں ہیں۔
* جلداول، حدیث ۹۰۰ اور جلداول، حدیث ۹۰۲ میں ابوبکر نے گانے کو شیطانی باجہ سے تعبیر کیا تھا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ابوبکر نے شیطانی باجہ سے تعبیر نہیں کیا بلکہ

یونہی ڈانٹ پلائی ہے۔

ممکن ہے ان دونوں احادیث میں چونکہ صرف گانا تھا اس لیے ابوبکر کو وہ شیطانی باجہ نظر آیا ہو اور زیرِ نظر حدیث میں صرف گانا نہیں بلکہ گانے کے ساتھ بجانا بھی ہے۔ اس لیے ابوبکر نے محفلِ سماع کو کامل سمجھ کر شیطانی باجہ نہ کہا ہو۔

* جلد اول، حدیث ۹۰۲ کی طرح زیرِ نظر حدیث میں سرورِ کونینؐ کا تذکرہ ضمناً نہیں کیا گیا بلکہ وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ آپ پہلے سے منہ پر کپڑا ڈالے سو رہے تھے۔
* حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے۔
* سرورِ کونینؐ اُمّ المومنین کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور بی بی محوِ تماشا ہیں۔
* عمر حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے سے روکتے ہیں۔
* سرورِ کونینؐ عمر کو روکتے ہیں اور کھیلنے والوں کو اطمینان سے کھیلنے کی تلقین کرتے ہیں۔
* جلد اول، حدیث ۹۰۰ میں حبشیوں کے کھیلنے کی جگہ نہیں بتائی گئی جبکہ زیرِ نظر حدیث میں جگہ بتا دی گئی ہے کہ یہ کوئی معمولی جگہ نہ تھی بلکہ مسجدِ نبویؐ تھی۔ جلد اول، حدیث ۹۰۰ میں کھیل کا سامان گتکا بتایا تھا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ایسی کوئی وضاحت نہیں۔
* جلد اول، حدیث ۹۰۰ میں اُمّ المومنین نے بوقت تماشا بینی اپنی کیفیت بتا دی تھی کہ میں کیسے کھڑی تھی لیکن زیرِ نظر حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں۔
* زیرِ نظر حدیث میں اُمّ المومنین نے بتایا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے ڈھانپ رکھا تھا، البتہ یہ نہیں بتایا کہ کیسے ڈھانپا اور کیوں ڈھانپا؟
* جلد اول، حدیث ۹۰۰ میں حبشیوں کو کھیل سے روکنے والا کوئی نہیں تھا۔

* جبکہ زیرِ نظر حدیث میں عمر حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے سے روکتا ہے۔
* جلد دوم، حدیث ۱۶۷، جلد اول، حدیث ۹۰۰ کی طرح ہے۔
* جلد دوم، حدیث ۲۴۷، جلد اول، حدیث ۹۰۲ کی طرح ہے۔
* جلد دوم، حدیث ۱۱۱۰ میں عید کا تعین نہیں کہ کون سی تھی جبکہ سابقہ احادیث میں ایامِ منیٰ کا ذکر ہے یا صرف عید کا تذکرہ ہے۔ جبکہ زیرِ نظر حدیث میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اشتباہ ہے۔
* سابقہ احادیث میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ یومِ بعاث میں انصار کے کہے گئے اشعار گائے جا رہے تھے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں لفظ تقاذفت سے ہلکی توضیح ہے۔ تقاذف، قذف کا باب تفاعل ہے۔ قذف کا معنی ہے کسی مرد یا عورت کو تہمت زنا دینا اور تقاذف کا معنی ہے: تہمت زنا کا باہمی تبادلہ کرنا، یعنی دو افراد یا دو قبائل میں سے ہر ایک دوسرے پر زنا کی تہمت لگائے۔ بالفاظ دیگر جنگِ بعاث میں انصار اور ان کے ساتھ لڑنے والوں نے ایک دوسرے کی بیویوں، بہنوں اور ماؤں پر اشعار میں جو تہمت زنا لگائی تھی انہی اشعار کو وہ لڑکیاں ڈھولک اور کسی دوسرے آلۂ غنا کی مدد سے گا رہی تھیں۔
* سابقہ احادیث میں ابوبکر نے صرف ایک مرتبہ شیطانی باجہ کہا جبکہ زیرِ نظر حدیث میں ابوبکر نے ایک مرتبہ کہنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ دو مرتبہ محفلِ سماع کو شیطانی باجہ کہا۔
* جلد اول، حدیث ۴۳۸ میں سرورِ کونین اُم المومنین عائشہ کو اپنی چادر میں چھپائے ہوئے بی بی کے حجرہ کے دروازے پر کھڑے مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کا خود بھی تماشا دیکھ رہے ہیں اور بی بی کو بھی تماشا دکھا رہے ہیں۔
* جلد سوم، حدیث ۱۷۵ میں حبشی کھیل رہے ہیں۔ یہ نہیں بتایا کہ کہاں کھیل رہے ہیں۔

* سرورِ کونینؐ نے اُم المومنین کو چھپا لیا۔ یہ نہیں بتایا کہ کیسے چھپایا اور کیوں چھپایا؟
* سرورِ کونینؐ اُم المومنین کو چھپا کر تماشا دیکھتے ہیں۔
* بی بی نوخیز ہے۔
* بی بی نے اپنے سننے والوں کو دعوت دی ہے کہ یہ اندازہ خود لگاؤ کہ میں کتنا وقت کھیل دیکھتی رہی۔ کیونکہ فرماتی ہیں ایک نوخیز لڑکی جب لہو ولعب دیکھنے یا سننے لگے تو اندازہ کرلو کہ وہ کتنی دیر تک دیکھتی ـــــ اور سنتی رہے گی۔
* زیرِ نظر حدیث میں اُم المومنین ایک طرف تو اپنا وقت بتانا چاہتی ہیں کہ میں کتنی دیر تک دیکھتی رہی اور دوسری طرف سرورِ کونین کا حوصلہ اور قوت برداشت بتانا چاہتی ہیں کہ جب تک تماشا دیکھتے دیکھتے میں نہ تھکی کیا مجال جو سرورِ کائناتؐ نے اپنی تھکاوٹ کا اظہار کیا ہو یا حوصلہ ہارا ہو بلکہ مجھے لیے کھڑے رہے حتیٰ کہ میں خود تھک گئی۔
* جلد سوم، حدیث ۲۲۰، جلد سوم، حدیث ۱۷۵ کی طرح ہے۔ لیکن صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ بی بی اپنی نوخیزہ اور نوعمری کے علاوہ یہ بتا رہی ہیں کہ میں بھی ان لڑکیوں میں سے تھی جنہیں تماشا بینی کا شوقِ حرص کی حد تک ہوتا ہے اور تماشا دیکھتے دیکھتے کبھی نہیں تھکتیں۔
* جلد سوم، حدیث ۱۰۶۲ میں نہ بی بی تماشا دیکھتی ہیں اور نہ گانا سنتی ہیں، نہ کوئی روکنے والا ہے اور نہ ہی کوئی ٹوکنے والا ہے۔ بلکہ بی بی اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڈی، گڈے کا کھیل کھیلتی ہے۔ سرورِ کونینؐ تشریف لاتے ہیں تو بی بی کی سہیلیاں آپؐ سے شرما کر چھپ جاتی ہیں۔ سرورِ کونینؐ جاتے ہیں۔ بی بی کی چھپی ہوئی سہیلیوں کو ڈھونڈتے ہیں اور ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔ لاکر بی بی کے پاس بٹھاتے ہیں۔ پھر بی بی اور اس کی سہیلیوں میں گڈی گڈے کا کھیل شروع ہو جاتا ہے۔

البتہ یہ نہیں بتایا کہ جب آپؐ بی بی کی سہیلیاں ڈھونڈ کر لاتے تھے تو کیا انہیں بی بی کے پاس بٹھا کر پھر باہر تبلیغ رسالتؐ کے لیے چلے جاتے تھے؟ یا پڑ کر سو رہتے تھے؟ اور یا خود بھی گڈی، گڈے کے کھیل میں شریک ہو کر تبلیغ رسالتؐ کی تھکان دُور فرماتے تھے؟

مغالطہ نمبر ا

احادیث کا مطالعہ کر لینے کے بعد مناسب ہوگا اگر مترجمین کے دو مغالطوں پر بھی غور کر لیں۔ پہلا مغالطہ دینے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ ہے:

جلد اول، حدیث ۹۰۰، جلد دوم، حدیث ۱۶۷ میں لفظ ورق وحراب اور جلد سوم، حدیث ۱۷۵ میں لفظ حراب موجود ہیں۔ مترجمین نے ترجمہ میں تو ان کا چھری گتکا لکھا ہے اور بریکٹس میں جنگی مشقیں کیا ہے۔

اگر حبشی مسجد میں جنگی مشقیں ہی کر رہے تھے تو میری طرح ہر صاحب ہوش چند سوال پوچھے گا ممکن ہے کوئی علامہ جواب دے سکے:

* کیا جنگی مشقوں کے لیے مسجد کا انتخاب صرف حبشیوں نے کیا تھا؟
* حبشیوں کی جنگی مشقوں سے پہلے یا بعد تاریخِ اسلام کوئی ایسا واقعہ بتا سکتی ہے جس میں صحابہ نے مسجد میں جنگی مشقیں کی ہوں؟
* اگر صحابہ نے جنگی مشقوں کے لیے مسجد کو منتخب کیا ہوا تھا تو کس تاریخ میں ہے؟
* مسجد میں جنگی مشقیں کرنے والے مسلمان تھے یا غیر مسلم؟
* اگر غیر مسلم حبشی تھے تو اس وقت دیگر صحابہ بالعموم اور اصحابِ صفہ بالخصوص کہاں تھے؟
* اگر دیگر اصحاب بھی مسجد ہی میں تھے تو وہ بھی ان جنگی مشقوں میں شریک تھے یا نہ؟
* اگر شریک نہ تھے تو کیوں؟ اور اگر شریک تھے تو کس تاریخ میں ہے؟
* اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو عمر صاحب کو ان جنگی مشقوں سے کیا دکھ تھا جس کی

بناء پر انھوں نے حبشیوں کو ڈانٹ پلائی؟

* کیا عمر صاحب کو مسلمانوں کی جنگی مہارت حاصل کرنے پر اعتراض تھا؟
* اگر کوئی اعتراض تھا تو کیوں؟
* اگر کوئی اعتراض نہیں تھا تو منع کیوں کیا؟
* اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو سرورِ کونینؐ نے عمر کو روکنے سے منع کرتے وقت جنگی کرتبوں کا حوالہ کیوں نہ دیا؟
* اگر یہ جنگی مشقیں ہی تھیں تو اُم المومنین عائشہ کے لیے ان میں کیا دلچسپی تھی؟
* کیا سرورِ کونینؐ بی بی کو جنگ کی ٹریننگ دینا چاہتے تھے؟
* اگر آپ بی بی کو جنگ کی ٹریننگ دینا چاہتے تھے تو کیوں؟
* جنگی کرتبوں کے دیکھنے کا حق صرف بی بی کو تھا یا دیگر ازواجِ نبیؐ اور ازواجِ اصحاب بھی یہ کارِ خیر دیکھ سکتی تھیں؟
* اگر بی بی کے سوا دوسرا کسی کو دیکھنے کا حق نہ تھا تو کیوں؟
* اگر دوسری ازواج بھی دیکھ سکتی تھیں تو کسی زوجۂ صحابی کا نام بتایا جائے؟

علاوہ ازیں ایک مرتبہ پھر احادیث میں غور فرمائیے۔ خود بی بی عائشہ نے اپنے مریدوں کی ان بے ہودہ تاویلات کو غلط کر دیا ہے۔

* جلد اول، حدیث ۹۰۰...... یلعب السودان ''حبشی کھیل رہے تھے''۔
* جلد اول، حدیث ۹۴۳...... وھم یلعبون فی المسجد ''جبکہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے''۔
* جلد دوم، حدیث ۱۶۷...... یلعب السودان ''حبشی کھیل رہے تھے''۔
* جلد دوم، حدیث ۷۴۲...... وھم یلعبون فی المسجد ''جبکہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے''۔

* جلداول، حدیث ۴۳۸...... الحبشة يلعبون في المسجد ''حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے''۔
* جلدسوم، حدیث ۱۷۵...... كان الحبش يلعبون ''حبشی کھیل رہے تھے''۔
* ایضاً...... فاقدروا قد الجارية الحديثة السن تسمع اللهو ''نوخیز نوعمر لڑکی جو لہو سنتی ہے کے وقت کا اندازہ کرلو''۔
* جلدسوم، حدیث ۲۲۰...... كان الحبش يلعبون ''حبشی کھیل رہے تھے''۔
* ایضاً...... فاقدروا قد الجارية الحديثة السن الحريصة على اللهو ''نوخیز نوعمر، ایسی لڑکی جو لہو میں حریص ہو، کے (تماشا دیکھنے کے وقت کا اندازہ خود کرلو''۔

سات احادیث میں بی بی بتا رہی ہیں کہ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے یا ویسے کھیل رہے تھے۔ بھلا لعب کا معنی جنگی کرتب یا جنگی مشقیں کہیں اور بھی استعمال ہوا ہے یا صرف اندھی عقیدت نے یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کیا ہے؟

جلدسوم، حدیث ۱۷۵ اور ۲۲۰ میں حدیث کا اختتامیہ فقرا جو اُوپر ایضاً سے علیحدہ لکھا گیا ہے کیا اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ حبشی جنگی کرتب نہیں بلکہ مسجد نبوی میں تفریحی کھیل کھیل رہے تھے اور بی بی کھیل دیکھنے کی شوقین تھی۔ جیسا کہ اس نے اپنے پیروکاروں کو بتایا ہے کہ اس وقت کا اندازہ تم خود کرلو جو ایک ایسی نوخیز اور نوعمر لڑکی جو تماشا دیکھنے میں حریص ہو صرف کرتی ہے۔

امید ہے قارئین کرام کے ذہن میں جنگی کرتبوں کی پوری ہیئت آجانے کے ساتھ مقامِ مصطفیٰؐ بھی آ گیا ہوگا۔

مغالطہ نمبر ۲

جلدسوم، حدیث ۱۰۶۲ میں مترجمین نے كنت العب بالبنات عند النبيؐ

میں سرورِکونینؐ کے ہاں گڑیوں سے کھیلتی تھی کا معنی کیا ہے ــــ میں سرورِکونینؐ کے ہاں لڑکیوں سے کھیلتی تھی۔ حالانکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد والی بات ہے۔ مذکورہ فقرہ میں بنات کا معنی لڑکیاں کیا ہے اور پھر اگلے لفظ کان لی صواحب یلعبن معی ''میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں'' کا معنی گول کر گئے۔ اگر معنی ویسے کیا جاتا جیسے بی بی خود فرماتی ہیں۔ بی بی کا بھانجا ہشام کا باپ عروہ روایت کرتا ہے اور امام بخاری لکھتے ہیں تو سیدھا سادا ترجمہ تھا۔ نہ تکلف کی ضرورت تھی اور نہ ہی کسی خیانت کی۔

کنت العب بالبنات ''میں گڑیوں سے کھیلتی تھی''۔

کان لی صواحب یلعبن معی ''میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں''۔

اُم المومنین سودہ کی اپنی باری اُم المومنین عائشہ کو ہبہ کر دینے کے ذیل میں چند سوالات ہیں جو مجھے سمجھ نہیں آتے۔

* اُم المومنین سودہ نے اپنی باری کے شب و روز اُم المومنین عائشہ کو کیوں ہبہ کیے؟
* اگر یہ ہبہ اُم المومنین عائشہ کی خوشنودی کے لیے تھا تو اس کی وجہ کیا تھی؟
* اگر یہ ہبہ سرورِکونینؐ کی خوشنودی کے لیے تھا تو آپؐ کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ صرف یہی تھا؟
* اگر سرورِکونینؐ کی خوشنودی کا ذریعہ صرف یہی تھا تو دیگر ازواج نے اپنی باریاں بی بی عائشہ کو ہبہ کر کے رضائے رسول کیوں نہ حاصل کی؟
* کیا دیگر ازواج خوشنودی رسولؐ نہیں چاہتی تھیں؟
* اگر نہیں چاہتی تھیں تو ان کا احترام کیوں؟
* اگر چاہتی تھیں تو اپنی باری ہبہ کیوں نہ کی؟
* کیا اُم المومنین سودہ اپنی باری کے روز و شب میں سرورِکونینؐ کی خدمت کر کے

آپ کو خوش نہیں رکھ سکتی تھی؟

* اگر خوش نہیں رکھ سکتی تھی تو کیوں؟
* اگر خوش رکھ سکتی تھی تو اسے سرورِ کونینؐ کو ایک دن اور رات اپنے گھر رکھنے میں کیا تکلیف تھی؟
* کہیں ایسا تو نہیں کہ اُم المومنین سودہ کسی مجبوری کے تحت خانہ نبویہ میں آ گئی اور وہ سرورِ کونینؐ کو پسند نہ کرتی ہو اور نہ ہی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر سکتی ہو؟
* کہیں اُم المومنین سودہ نے اپنے سے سرورِ کونینؐ کو دُور رکھنے کی خاطر یہ صورت تو پیدا نہیں کی تھی۔ شادی والی حدیث میں چند سوال ایسے ہیں جن کی سمجھ نہیں آئی۔ ممکن ہے، آپ سمجھے ہیں۔
* وہ عورت کون تھی جس کی شادی بی بی نے کرائی تھی؟
* کس مصلحت کی بناء پر اس کا نام نہیں لیا گیا؟
* وہ انصاری مرد کون تھا جس کی شادی بی بی نے کرائی تھی؟
* ان دونوں میاں بیوی کے نام صیغۂ راز میں کیوں رکھے گئے؟
* کہیں سُرود کو جائز ثابت کرنے کے لیے یہ فرضی داستان تو نہیں؟

سرورِ کونین ﷺ کی فاقہ کشی

(۳۸) جلد اول، کتاب المساقات، ص ۸۲۳، حدیث ۲۲۲۰

اسود عن عائشة ان النبیؐ اشتری طعامًا من یهودی الی اجل ورهنه درعًا من حدید

"اسود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ایک یہودی سے مدت معینہ تک کے لیے زرہ گروی رکھ کر کھانا خریدا"۔

(۳۹) جلد اول، کتاب الرہن، ص ۸۶۶، حدیث ۲۳۳۵

اسود عن عائشة قالت اشتری رسول اللّٰه من یهودی طعامًا ورهنه درعه

"اسود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروہ رکھ کر کھانا خریدا"۔

(۴۰) جلد اول، کتاب المکاتب، ص ۸۸۳، حدیث ۲۳۸۵

عروة عن عائشة انها قالت یابن اختی ان کنا لننظر الی الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة فی شهرین وما او قدت فی ابیات رسول اللّٰه نار فقلت یاخالة ما کان یعیشکم قالت الاسودان التمر والماء الا انه قد کان لرسول اللّٰه جیران من الانصار کانت لهم منائح وکانوا یمنحون رسول اللّٰه من البانهم فیسقینا

عروۃ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:
میرے بھانجے! ہم ایک چاند کے بعد دوسرے چاند تک پھر تیسرے چاند تک انتظار کرتے گزار دیتے لیکن سرورِ کونینؐ کے گھروں میں آگ تک نہ جلتی تھی۔ میں نے عرض کی: خالہ جان! پھر آپ کی زندگی کیسے گزرتی تھی؟ فرمانے لگیں: کھجور اور پانی سے۔ البتہ سرورِ کونینؐ کے انصار میں سے پڑوسی تھے اور ان کی دودھ والی ناقائیں تھیں۔ وہ سرورِ کونینؐ کو دودھ دیتے تھے جو آپؐ ہمیں پلاتے تھے''۔

(۴۱) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، ص ۹۹، حدیث ۱۷۶

اسود عن عائشة قالت توفي رسول الله ودرعه مرهونة عند يهودى بثلاثين صاعًا من شعير

''اسود اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ تیس صاع جَو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی''۔

(۴۲) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۱۸، حدیث ۱۳۹۰

عكرمه عن عائشة قالت لما فتحت خيبر قلنا الآن نشبع من التمر

''عکرمہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب کھجوریں پیٹ بھر کر کھائیں گے''۔

(۴۳) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۶، حدیث ۱۵۸۴

اسود عن عائشة قالت توفي النبيؐ ودرعه مرهونة عند

یھودی بثلاثین

''اسود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ تیس کے عوض رہن تھی''۔

(۴۴) جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص ۱۷۷، حدیث ۳۵۰

منصور عن امه عن عائشة (قالت) توفي النبيؐ حين شبعنا من الاسودين – التهر الماء

''منصور اپنی ماں کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کی وفات اس وقت ہوئی جب ہم پانی اور کھجور سے سیر ہو چکے''۔

(۴۵) جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص ۱۸۶، حدیث ۳۸۱

اسود عن عائشة ما شبع آل محمد منذ قدم المدينة من طعام البر ثلاث ليال تباعًا حتى قبض

''اسود اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سے سرورِ کونینؐ مدینہ تشریف لائے آپؐ کی وفات تک آلِ محمدؐ نے تین راتیں متواتر گندم نہیں کھائی''۔

(۴۶) جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص ۱۹۳، حدیث ۴۰۳

عبدالرحمٰن ابن عباس عن ابيه عن عائشة قالت ما فعله الا في عام جاع الناس ارادان يطعم الغني الفقير وان كنا لنرفع الكراع بعد خمس عشرة وما شبع آل محمد من خبز ما دوم ثلاثا

''عبدالرحمٰن ابن عابس اپنے والد (عابس) کے ذریعے اُم المومنین

عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے ایسا صرف اس سال کیا تھا جس سال قحط تھا۔ آپ کا مقصد فقط یہ تھا کہ دولت مند ناداروں کو کھلائیں ورنہ ہم تو (قربانی کے گوشت سے) پندرہ پندرہ دن بعد تک بھی گوشت کے ٹکڑے رکھ لیتے تھے اور آلِ محمدؐ نے تین دن مسلسل کبھی بھی روٹی اور سالن نہیں کھایا"۔

(۴۷) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۱۴، حدیث ۱۳۷۴

اسود عن عائشة قالت ما شبع آل محمد منذ قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعًا حتّٰى قبض

"اسود اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کی مدینہ سے وفات تک آلِ محمدؐ نے تین شب مسلسل گندم کا کھانا نہیں کھایا"۔

(۴۸) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۱۴، حدیث ۱۳۷۵

عروه عن عائشة قالت ما اكل آل محمد اكلتين في يوم الا احدٰيهما

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آلِ محمدؐ نے (ایک وقت) دو چیزیں کبھی نہیں کھائیں (ہمیشہ) ایک چیز میسر آتی ہے"۔

(۴۹) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۱۴، حدیث ۱۳۷۶

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان فراش رسول الله من ادم وحشوه من ليف

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا

ہے کہ سرورِ کونینؐ کا گدا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے"۔

(۵۰) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۱۴، حدیث ۱۳۷۸

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان يأتي علينا الشهر ماتو قد فيه نارًا انما هو التمر والمآء الا ان نوتى باللحيم

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہمارے گھر مہینہ گزر جاتا تھا اور چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی، صرف پانی اور کھجور ہوتے تھے حتیٰ کہ کبھی ہمیں (تھوڑا) سا گوشت مل جاتا"۔

(۵۱) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۱۴، حدیث ۱۳۷۹

عروة عن عائشة انها قالت لعروة يابن اختي انا كنّا لننظر الى الهلال ثلاثة اهلة في شهرين وما او قدت في ابيات رسول الله نار فقلت ما كان يعيشكم قالت الاسودان التمر والماء الا انه قد كان لرسول الله جيران من الانصار كان لهم منائح وكانوا يمنحون من البانهم رسول الله فيسقينا

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا: اے بھانجے! ہم دو دو ماہ تک دیکھتے اور خانہ ہائے نبیؐ میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا: پھر کیسے گزرتی تھی تو فرمایا بس کھجور اور پانی سے۔ البتہ سرورِ کونینؐ کے انصار پڑوسی تھے جن

کی ناقائیں تھیں اور آپ کو ان کا دودھ دیتے تھے جو آپ ہمیں پلاتے تھے"۔

(۵۲) جلد اول، کتاب الزکوٰۃ، ص ۵۳۲، حدیث ۱۳۲۸

عروة عن عائشة قالت دخلت امرأة معها ابنتان لها تسئل فلم تجد عندی شيئًا غير تمرة فاعطيتها اياها فقسمتها بين ابنيتها ولم تاكل منها ثم قامت فخرجت ودخل النبیؐ علينا فاخبرته فقال النبیؐ من ابتلی من هذه البنات بشی ء كن له سترًا من النار

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی بیٹیاں تھیں اور وہ کچھ مانگ رہی تھی مگر میرے ہاں ایک دانہ کھجور کے سوا کچھ نہ تھا جو میں نے اسے دے دیا۔ اس نے خود نہ کھایا اور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا۔ وہ چلی گئی اور سرورِ کونینؐ تشریف لائے۔ میں نے آپؐ سے ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ جو کوئی ان لڑکیوں میں مبتلا کیا جائے تو اس کے لیے لڑکیاں آتشِ جہنم کی ڈھال ہوں گی"۔

(۵۳) جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۳۵۹، حدیث ۹۴۳

عروة ابن الزبير اخبره ان عائشة حدثته قالت جاء تنی امرأة معها ابنتان تسألنی فلم تجد عندی غير تمرة واحدة فاعطيتها فقسمتها بين ابنيتها ثم قامت فخرجت فدخل النبیؐ فحدثته فقال من يلی من هذه البنات شيئًا فاحسن اليهن كن له سترًا من النار

"عروہ ابن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے اُم المومنین عائشہ نے روایت سنائی ہے کہ میرے پاس ایک عورت کچھ مانگنے کے لیے آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں لیکن میرے گھر سے اسے ایک دانہ کھجور سے زیادہ نہ ملا، میں نے اسے دیا۔ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کردیا۔ پھر اُٹھ کر چلی گئی۔ بعدازاں سرورِ کونینؐ تشریف لائے، میں نے آپؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: جسے ان لڑکیوں سے کچھ ملے اور وہ ان پر احسان کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے آتشِ جہنم کی ڈھال ہوں گی"۔

ماحصل

ان سولہ احادیث کا حاصلِ مطالعہ یہ ہے:

* جلد اول، حدیث ۲۲۲۰، ۲۲۳۵، جلد دوم، حدیث ۱۷۶ اور حدیث ۱۵۸۴ میں سرورِ کونینؐ کی ناداری کا تذکرہ ہے اور انتہائے ناداری یہ بتائی گئی ہے کہ وقتِ وفات سرورِ کونینؐ کی ذرّہ تک چند کیلو جو کے عوض رہن تھی۔
* جلد سوم، حدیث ۴۰۳، حدیث ۳۸۱، حدیث ۱۳۷۴ اور حدیث ۱۳۷۵ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب سے آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تا وفات آلِ محمدؐ نے سیر ہو کر نہیں کھایا۔
* جلد اول، حدیث ۲۳۸۵، جلد سوم، حدیث ۱۳۷۸ اور حدیث ۱۳۷۹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ سرورِ کونینؐ کے گھر ناداری کی یہ حالت تھی کہ دو دو ماہ تک چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔
* جلد دوم، حدیث ۱۳۹۰ اور جلد سوم ۳۵۰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا کب نصیب ہوا۔

* جلد سوم، حدیث ۱۳۷۶ میں سرورِ کونینؐ کے گدیلے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔
* جلد اول، حدیث ۱۳۲۸ اور جلد سوم، حدیث ۹۴۳ میں ایک ایسی بھکارن کا واقعہ ہے جو اُم المومنین عائشہ کے گھر کچھ مانگنے آئی۔ مگر ایک دانہ کھجور کے سوا اسے کچھ حاصل نہ ہوا جسے لے کر اس نے خود نہ کھایا بلکہ آدھا آدھا کر کے دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا۔

چند سوالات

گذشتہ اوراق میں آپ، تحفے کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ صحابہ سرورِ کونین کو کچھ پیش کرنے کی خاطر اُم المومنین عائشہ کی باری کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ صحابہ اور سرورِ کونینؐ کی اس جانبداری کے خلاف ازواج نے احتجاج بھی کیا۔ اُم المومنین اُم سلمہ، اُم السادات دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہؑ اور اُم المومنین زینب بنت جحش نے ازواج کی ترجمانی بھی کی لیکن سرورِ کونینؐ نے کسی کی نہ مانی اور صحابہ سے صرف اتنا تک نہ فرمایا کہ تحفے دینے کی خاطر جانب داری سے کام نہ لیا کرو۔

اُم المومنین عائشہ کی محبت میں سرورِ کونین نے تمام دیگر ازواج کو ناراض کر دیا۔ گھر کا نظام درہم برہم ہونا گوارا کر لیا لیکن نہ صحابہ سے کچھ کہا اور نہ ہی بی بی عائشہ کو کچھ کہا۔

پھر آپ کو تاریخ میں یہ بھی متعدد مقامات پر ملے گا کہ سرورِ کونینؐ کے سُسر ابوبکر نے مدینہ سے باہر مقام سُخ میں کارخانہ لگا رکھا تھا اور وہ بہت بڑے کاروباری آدمی تھے۔

آپ تاریخ میں یہ بھی دیکھتے ہوں گے کہ عثمان ابن عفان نے راہِ اسلام میں سب کچھ قربان کر دیا اور وقتاً فوقتاً سرورِ کونینؐ کی امداد بھی کیا کرتا تھا۔

بخاری شریف کی مسلمہ احادیث تحفہ جات، ابوبکر کے کارخانہ اور عثمان کی مالی

قربانیوں کے پیش نظر ہر صاحبِ فکر کے ذہن میں چند سوالات سامنے آئیں گے۔ امید ہے سقیفائی گروپ کے وکلاء ان کے جوابات مرحمت فرمائیں گے۔

* جن مسلمانوں کو تحفہ جات پیش کرنے کی خاطر اُم المومنین عائشہ کی باری کا علم ہو جاتا تھا انہیں سرورِ کونینؐ اور آپؐ کی ازواج کی اس فاقہ کشی کا علم کیوں نہ ہوتا تھا؟
* اُم المومنین عائشہ کے باپ ابوبکر جو کارخانہ دار تھے انہیں سرورِ کونینؐ کی فاقہ کشی کا علم کیوں نہ ہوتا تھا۔
* کیا وہ کبھی سرورِ کونینؐ کے دکھ درد پوچھنے نہیں آتا تھا؟
* اگر آتا تھا تو کیا اس فاقہ کشی کا مداوا بھی کرتا تھا؟
* اگر ابوبکر اپنی آمد سے فاقہ کشی کا مداوا کرتا تھا تو کیا اُم المومنین یہ درست کہتی ہے کہ سرورِ کونینؐ زرہ گروی رکھ کر یہودیوں سے کھانے کا سامان خریدتے تھے؟
* اگر درست ہے تو ابوبکر نے کیا مداوا کیا؟
* اگر غلط ہے تو ان احادیث کے راوی، اُم المومنین عائشہ اور امام بخاری کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا؟
* کیا ان احادیث نے صحابیٔ رسولؐ اور سُسرِ نبی کی قربانیوں کو پامال نہیں کر دیا؟
* عثمان صاحب نے جو مدینہ کے دولت مندوں میں شمار ہوتے تھے اور بقول سوادِ اعظم سرورِ کونینؐ کے داماد بھی تھے، نے سرورِ کونینؐ کی اس فاقہ کشی میں کیا امداد کی؟
* اگر اسے معلوم نہ ہو سکا تو کیسے؟
* اگر اسے معلوم ہوتا تھا تو پھر اس کی طرف سے کیا ردِ عمل ہوا؟
* اگر کچھ بھی ردِ عمل نہ ہوا جیسا کہ اُم المومنین بتا رہی ہے تو کیوں؟

- کیا اُم المومنین عائشہ کی یہ سولہ احادیث صحیحہ عثمان کی مالی قربانیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کے منہ پر طمانچا نہیں؟
- سرورِ کونینؐ کے بیان کردہ فاقہ کشی کے سلسلہ میں دیگر ازواجِ نبی کیوں مہر بلب ہیں؟
- اُم المومنین عائشہ نے جس زرہ گروی ہونے کا تذکرہ کیا ہے؟ آپؐ کی وفات کے بعد وہ لی گئی تھی یا نہیں؟
- اگر لی گئی تھی تو کس نے لی تھی اور کسے دی تھی؟
- اگر نہیں لی گئی تو کیوں؟
- یہ بھکارن کون تھی جو اُم المومنین عائشہ کے پاس آئی؟
- مدینہ کی تھی یا بیرونِ مدینہ کی کسی دوسری بیوی سے بھی اس نے کچھ مانگا یا نہیں؟
- کیا فاقہ کشی کے واقعات صرف اس لیے نہیں سنائے گئے کہ لوگوں کے دلوں سے سرورِ کونینؐ کی عظمت کم ہو جائے؟
- اگر ان واقعات سنانے کا مقصد درسِ قناعت دینا تھا تو بطور داستان گوئی کے کیوں بیان کیے گئے؟ کسی فضول خرچی کے موقع پر کیوں نہ سنائے گئے؟
- سائلہ کے سوال اور بی بی کی فیاضانہ عطا کے بعد اس واقعہ کا تذکرہ سرورِ کونینؐ سے کیوں ضروری سمجھا گیا؟ اگر مقصد اذنِ رسولؐ تھا تو وہ آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ وہ جائز ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد تھا؟ تو وہ بتایا جائے کہ کیا تھا؟
- کیا یہ واقعہ صرف اُم المومنین کی داستانِ سخاوت بیان کرنے کی خاطر تو نہیں گھڑا گیا؟
- کیا یہ واقعات فاقہ کشی بھی ـــــ سابقہ احادیث ـــــ مغافیر ـــــ بزمِ موسیقی تماشا بینی ـــــ یومِ بعاث ـــــ ازواج میں گروہ بندی اور تحفہ جات کی طرح عظمت نبویہ کو کم کرنے کی باقاعدہ اسکیم کا حصہ تو نہیں؟

اُم المومنین عائشہ کا سنہری فیصلہ

(۵۴) جلد اول، کتاب الجنائز، ص۵۲۲، حدیث ۱۳۰۲

هشام عن ابیه عن عائشة انها اوصت عبدالله ابن الزبیر لا تدفننی معهم وادفننی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی به ابدًا

"ہشام اپنے والد عروہ ابن زبیر کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بی بی نے عبداللہ ابن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ میری سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا۔ میں آپؐ کے ساتھ دفن کیے جانے کے سبب پاک نہیں کی جاؤں گی"۔

محترم قارئین! ـــــ دیکھ لیا ہے آپ نے حدیث کو بھی اور حدیث کے ترجمہ کو بھی۔ شیعوں کو کافر کہہ لینا آسان ہے۔ رافضی کہہ لینا کوئی مشکل نہیں۔ مسجد بھی آپ کی اپنی، منبر بھی اپنا، مصلّی بھی اپنا، اسپیکر بھی اپنا، گلا بھی اپنا اور سننے والے بھی۔ لم یجعہ شیئًا مذکورا کوئی روکنے والا ہے نہ ٹوکنے والا۔

لیکن یہ یاد رکھیں جب کبھی اماں جی کے سامنے آنے کی کوشش کی تو وہ جوتیاں پڑیں گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا ـــــ بھلا بتایئے ہشام رافضی ہے یا ہشام کا باپ عروہ رافضی ہے یا عروہ کا باپ زبیر رافضی ہے۔ بی بی عائشہ رافضن ہے یا امام بخاری رافضی ہے۔ ترجمہ کرنے والا محمد عادل خان رافضی ہے یا چھاپنے والی مشین رافضی ہے۔

چلو نہ سہی، یہ بتا دو۔ ہشام سبائی ہے، یا ہشام کا باپ عروہ سبائی ہے یا عروہ کا باپ اور بی بی کا بہنوئی زبیر سبائی ہے۔ بی بی عائشہ کا سبائیوں سے رابطہ ہے یا امام بخاری سبائی تھے۔ ترجمہ کرنے والا محمد عادل خان سبائی ہے یا چھاپنے والی مشین سبائی تھی حالانکہ طبری کے مفروضہ عبداللہ ابن سبا کی ایجاد اختراع سے قبل بی بی عائشہ اور عروہ ابن زبیر یہ حدیث نقل کر چکے تھے۔ جبھی تو امام بخاری نے پورے بھروسے اور اعتماد کے ساتھ اپنی صحیح میں لکھا ہے۔

یقین جانئے آپ ان میں سے نہ تو کسی کو سبائی کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی رافضی۔ اب جبکہ آپ کو یقین ہو چلا ہے کہ یہ حدیث کسی رافضی کی بیان کردہ نہیں بلکہ سقیفائی گروپ کے انتہائی اہم رکن نے نقل کی ہے تو آیئے اور سوچیے کہ اُم المومنین اس وصیت کے ذیل میں کیا سبق دینا چاہتی ہیں۔

* اُم المومنین اپنے عزیز بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو وصیت فرماتی ہیں کہ:
* دیکھو بیٹا! مجھے روضۂ رسولؐ میں دفن نہ کرنا۔
* روضۂ رسولؐ میں دفن ہو جانے سے میرے گناہوں کی تختی نہیں دُھلے گی۔
* روضۂ رسول میں دفن ہونا میری تطہیر کا موجب نہیں بن سکے گا؟
* مجھے جنت البقیع میں میرے ساتھ والیوں کے ساتھ دفنانا۔
* روضۂ رسولؐ میں اتنی طاقت کہاں کہ میری لغزشوں کو دامن عفو مہیا کر سکے۔
* کسی کے گناہوں پر مقامِ دفن پردہ نہیں ڈال سکتا۔
* مقام دفن کی خوبی سے کوئی گناہگار بخشا نہیں جاتا۔
* جب روضۂ رسولؐ میں دفن ہونا اُم المومنین عائشہ کے لیے بقول اُم المومنین سود مند نہیں تو دوسرے دفن ہونے والوں کا کیا فائدہ ہوگا؟
* وہ محبت کیا ہوئی جو سرورِ کونینؐ کو اُم المومنین سے تھی؟

* اس عشقِ رسولؐ کا کیا بنا جس کی داستانیں امام بخاری بیان کرتے ہیں؟
* کیا اُم المومنین نے روضۂ رسولؐ میں دفن نہ کرنے کی وصیت کر کے ابوبکر و عمر کی توہین تو نہیں کی؟
* کیا اب بھی شیخین کے سر پر روضۂ رسول میں دفن ہونے کی دستارِ فضیلت موجود ہے؟
* کیا شیخین اور دیگر اُمت مسلمہ کی نسبت مذکورہ وصیت سے اُم المومنین کا ضعف عقیدہ ثابت نہیں ہوتا؟ جبکہ روضۂ رسولؐ میں دفن ہونے کی خواہش شیخین نے کی اور آج تک اُمت مسلمہ کی واضح اکثریت گلے پھاڑ پھاڑ کر روضۂ رسول میں دفن کو مقامِ افتخار سمجھتی ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ جو روضۂ رسول میں دفن ہو گیا اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے۔
* کیا اُم المومنین نے اپنے تمام ماننے والوں کی عقیدت کے منہ پر طمانچہ نہیں مارا کہ خبردار یہ مت سمجھو کہ روضۂ رسولؐ میں دفن ہونا، کسی کو اس کے گناہوں سے بچا لے گا بلکہ صرف اعمال ہی گناہ سے بچا سکتے ہیں۔
* کیا بی بی کی اس حدیث نے سرورِ کونینؐ کے مقامِ مصطفیٰؐ کی توہین تو نہیں کی؟
* اگر توہین نہیں تو کیسے؟
* اگر توہین ہے تو کیا اُمت مسلمہ کے پاس اس توہین کا جواز ہے؟
* اگر کوئی جواز ہے تو لِلّٰہ ہمیں بھی بتا دیا جائے کہ وہ کیا ہے؟
* اگر اس توہین کا کوئی جواز نہیں تو پھر کیا اُمت مسلمہ بھی کچھ غور کرے گی؟

جادوزدہ نبیؐ

(۵۵) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۲۰۳، حدیث ۴۱۲

هشام عن ابيه عن عائشة ان النبيّ سحر كان يُخيل اليه انّه صنع شيئًا ولم يصنعه

"ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُمّ المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا) آپؐ کسی ایسے کام کو جسے انہوں نے نہ کیا ہوتا خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں"۔

حاصل مطالعہ: آپؐ نے نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی۔ خیال کرتے پڑھ چکا ہوں۔ قرآن نہیں پڑھا ہوتا تھا خیال کرتے پڑھ چکا ہوں۔ لوگوں کو وعظ نہیں کیا ہوتا تھا، خیال کرتے کر چکا ہوں۔ کسی بی بی کی باری نہیں گزاری ہوتی اور خیال کرتے کہ گزار چکا ہوں۔

(۵۶) جلد دوم، کتاب بدؤ الخلق، ص ۲۳۵، حدیث ۵۰۰

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سحر النبيّ وقال الليث كتب الى هشام انّه سمعه ووعاه عن ابيه عن عائشة قالت سحرالنبيّ حتّٰى كان يخيل اليه ان يفعل الشيئى وما يفعله حتّٰى كان ذات يوم دعا ودعا ثم قال أشعرت ان اللّٰه افتاني فيما فيه شفائي ، اتاني رجلان فقعد

احدهما عند رأسي والآخر عند رجلي فقال احدهما ما وجع الرجل قال مطبوب قال ومن طبه قال لبيد ابن الاعصم قال فيما ذا قال في مشط ومشاقة وجف طلعه ذكر قال فاين هو قال في ئبر ذروان فخرج اليها النبيﷺ ثم رجع فقال لعائشة حين رجع نظها كانها رؤس الشياطين فقلت استخرجته فقال لا ، اما انا فقد شفاني الله وخشيت ان يثير ذٰلك على الناس شرًا ثم دفيت الئبر

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا۔ لیث کا کہنا ہے کہ مجھے ہشام نے لکھا کہ میں نے اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے سنا ہے اور اسے یاد کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا حتیٰ کہ آپ کو خیال آتا تھا کہ میں فلاں کام کر رہا ہوں حالانکہ کرنہیں رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ ایک دن آپ نے بہت طویل دعا کی اور پھر (مجھے) فرمایا (اے عائشہ) کیا تجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے ایسی بات بتا دی ہے جس میں میری شفا ہے۔ میرے پاس دو مرد آئے۔ ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے کہا: اس آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: یہ جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا: جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی، روئی کے گالے اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا: یہ چیزیں اب کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: چاہِ ذروان میں۔ آپؐ

وہاں تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو اُم المومنین عائشہ سے کہا کہ اس کنوئیں کے قریب کھجور کے درخت ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے شیطان کی کھوپڑیاں۔ میں نے عرض کی: وہ چیزیں آپؐ نے نکلوالیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں اللہ نے مجھے شفا عطا فرمادی ہے اور یہ اندیشہ تھا کہ لوگوں میں شور وفساد نہ پھیل جائے پھر وہ کنواں بند کردیا گیا''۔

حاصلِ مطالعہ:

* ہشام ابن عروہ نے لیث کو باقاعدہ طور پر سرورِ کونینؐ کی جادو زدگی کا حال لکھ کر بھیجا۔ خدا معلوم دوسرے کتنے افراد کے پاس یہ اشتہار بھیجا ہوگا۔
* سرورِ کونینؐ پر لبید ابن اعصم نے کنگھی، روئی کے گالے اور کھجور کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں جادو کر کے ان چیزوں کو چاہِ ذروان میں ڈال دیا۔ سرورِ کونینؐ پر اثر یہ ہوا کہ آپؐ نے مثلاً: نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی خیال کرتے کہ پڑھ چکا ہوں۔ تلاوتِ قرآن نہیں کی ہوتی تھی خیال کرتے کہ کرچکا ہوں وغیرہ وغیرہ۔
* آپ کو یہ معلوم تھا کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک دن آپ مصلّٰی پر بیٹھ گئے اور بڑی طویل دعا مانگی۔ پھر اُم المومنین عائشہ سے مخاطب ہوئے اور کہا: اے عائشہ! کیا تجھے بھی معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے میری دوا بتادی ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ انہوں نے باہمی گفتگو سے مجھے سب کچھ بتادیا۔ آپ چاہِ ذروان پر گئے۔ پلٹ کر آئے تو کہا: اے عائشہ! چاہِ ذروان کی کھجوریں تو شیطان کے سر معلوم ہوتی ہیں۔
* اُم المومنین نے پوچھا وہ چیزیں آپ نے نکلوالیں؟ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: مجھے تو اللہ میاں نے شفا دے دی ہے لیکن خطرہ تھا کہ کہیں لوگوں میں فساد نہ پھیل جائے

اس لیے نہیں نکلوائیں۔

چند باتیں جو سمجھ میں نہیں آتیں:

* سرورِ کونینؐ دیگر امور میں تو خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں لیکن یہ جو دعا مانگی اس میں انہیں یہ خیال کیوں نہ آیا کہ مانگ چکا ہوں؟ پھر بی بی عائشہ کو بتاتے ہوئے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ بتا چکا ہوں؟ اور چاہِ ذروان پر جاتے ہوئے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ جا چکا ہوں؟
* سرورِ کونینؐ نے صرف بی بی عائشہ ہی کو کیوں بتانا مناسب سمجھا۔ دیگر ازواج کے سامنے یہ تذکرہ کیوں نہ کیا؟
* سرورِ کونینؐ نے جادو کا اثر اتارنے کے لیے کیا کیا؟ نہ تو ان چیزوں کو وہاں سے نکالا، نہ کوئی دم پڑھا۔ نہ کوئی سورت پڑھی۔ صرف چاہِ ذروان پر جا کر واپس پلٹ آئے اور بی بی عائشہ کے سامنے چاہِ ذروان کی وحشت کا قصیدہ پڑھا اور جادو کا اثر ختم ہو گیا۔
* سرورِ کونینؐ نے تو اس واقعہ جادو سے بچنے کی کوشش کی کہ کہیں عوام میں پھیل کر موجب فساد نہ بن جائے لیکن اُم المومنین عائشہؓ، آپ کے بھانجے عروہ اور بھانجے کے بیٹے ہشام بن عروہ نے اس واقعہ کو شہرت دینے میں کیوں دلچسپی لی۔

(۵۷) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۹۳، حدیث ۷۱۳

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سحر رسول الله رجل
من بني زريق يقال له لبيد ابن الاعصم حتى كان
رسول الله يخيل اليه انّه يفعل الشيئ وما فعله حتى
اذا كان ذات او ذات ليلة وهو عن .... دعا
ودعا ثم قال ياعائشة اشعرت ان الله افتاني فيما

استفتيه فيه اتاني رجلان فقعد احدهما عند رأسي والأخر عند رجلي فقال مطبوب قال من طبه قال لبيد ابن الاعصم قال في اى شيئي قال في مشط ومشاطة وجف طلعة نخل ذكر قال و اين هو، قال في ئبر ذروان فاتاها رسول الله في ناس من اصحابه فجاء فقال ياعائشة! كان ماء ها نقاعة الحناء او كان رؤس نخلها رؤس الشياطين قلت يارسول الله افلا استخرجته قال قدعا فاني الله فكرهت ان اثور علي الناس فيه شرًا فامربها فدفنت

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر بنی زریق کے لبید ابن اعصم نامی شخص نے جادو کیا، حتیٰ کہ سرورِ کونینؐ کسی ناکردہ کام کے متعلق خیال کرتے کہ میں اسے کر چکا ہوں۔ ایک دن میری باری تھی۔ دن تھا یا رات، سرورِ کونینؐ نے طویل وقت تک دعا مانگی۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے بھی کچھ پتہ چلا ہے کہ جس چیز کے متعلق میں نے ذات احدیت سے پوچھا تھا، اللہ نے مجھے وہ چیز بتا دی ہے میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے کہا: یہ جادو زدہ ہے۔ دوسرے نے کہا: کس نے کیا ہے؟ پہلے نے کہا: لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا: کس چیز میں؟ دوسرے نے کہا: کنگھی۔ کنگھی سے گرے ہوئے بالوں اور نر کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا: یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے

نے کہا: چاہِ ذروان میں۔ سرورِ کونینؐ کچھ صحابہ کو لے کر چاہِ ذروان پر آئے۔ پھر واپس لوٹے اور کہا: اے عائشہ! چاہِ ذروان کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح تھا اور اس کے گرد کھجور کے درختوں کے سر شیطانی سروں جیسے تھے۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! کیا میں اس کی تحقیق نہ کروں؟ آپؐ نے کہا: مجھے اللہ نے شفا دی ہے۔ اب لوگوں میں اس کی برائی کو مشہور کرنا مجھے پسند نہیں۔ پھر آپؐ نے اس (کنگھی) کے دفن کرنے کا حکم دیا''۔

حاصلِ مطالعہ:

- جلد دوم، حدیث ۵۰۰ سے مختلف حدیث ہے۔
- زیرِ نظر حدیث میں باری بی بی عائشہ کی ہے۔
- زیرِ نظر حدیث میں لبید ابن اعصم کا قبیلہ بھی بتا دیا گیا ہے۔
- زیرِ نظر حدیث میں تیسری چیز کنگھی سے گرے ہوئے بال بتائے گئے ہیں جبکہ جلد دوم، حدیث ۵۰۰ میں روئی کا گالہ بتایا گیا تھا۔
- جلد دوم، حدیث ۵۰۰ میں سرورِ کونینؐ کے چاہِ ذروان پر جانے کے وقت کسی صحابی کا ذکر نہیں کہ کوئی اور بھی آپؐ کے ساتھ گیا یا آپ تنہا گئے لیکن زیرِ نظر حدیث میں آپؐ کے ساتھ چند صحابہ بھی جانے والے ہیں۔ خدا معلوم بی بی عائشہ کو معلوم ہی نہیں کہ کون کون تھے یا بی بی ان کے نام لینا پسند نہیں کرتی یا ویسے کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے ان کے نام نہیں لیے۔
- جلد دوم، حدیث ۵۰۰ میں بی بی پوچھتی ہیں کہ ان جادو کردہ چیزوں کو آپؐ نے نکلوایا، یا نہیں؟ لیکن زیرِ نظر حدیث میں بی بی سرورِ کونینؐ سے تفتیش کی اجازت لیتی ہیں اور عرض کرتی ہیں اگر اجازت دیں تو میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کہ

ایسا کیوں ہوا؟

یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ بی بی کس بات کی تفتیش کرنا چاہتی تھی جبکہ جادو کرنے والے اور جادو کردہ چیزوں کے نام تو آنے والے دو مرد سرورِ کونینؐ کو بتائے گئے تھے اور سرورِ کونینؐ نے بی بی کو چاہِ ذروان پر جانے سے قبل بتا دیا تھا۔ اب تفتیش کس کی کرنا تھی؟

البتہ ایک چیز قابلِ تفتیش تھی اور وہ جادو کردہ چیزوں کی لبید ابن اعصم تک رسائی تھی۔ تعویذ گنڈوں والے حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جن چیزوں کا نام لیا گیا ہے۔ یہ چیزیں اسی فرد کے زیرِ استعمال ہوتی ہیں۔ جس پر جادو کرنا ہو اور چونکہ سرورِ کونینؐ کو کنگھی کرنے کا کام بالعموم بی بی کرتی تھیں جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہوگا۔ اس لیے بی بی کے لیے یہ مسئلہ ضرور قابلِ غور تھا کہ کنگھی تو سرورِ کونینؐ کو میں کرتی ہوں۔ کنگھی کرنے سے جو بال جھڑتے ہیں وہ بھی میرے پاس ہوتے ہیں۔ پھر یہ چیزیں لبید ابن اعصم تک کیسے پہنچ گئیں؟

یہ خیانت کس نے کی؟

سابقاً احادیثِ وحی، احادیثِ مغافیر، احادیثِ تماشا بینی اور احادیثِ گانا نقل کر لینے کے بعد اب تو میرا دل دھڑکتا ہے، ہاتھ کانپتا ہے اور قلم لرزتا ہے کہ ان احادیثِ جادو لبید ابن اعصم تک کنگھی، کنگھی سے گرے ہوئے بال یا روئی کا گالہ پہنچنے اور بی بی کی پریشانی کے متعلق کیا لکھوں؟ آپ خود سوچ لیں کہ بی بی کیا بتا رہی ہیں اور کیا چھپا رہی ہیں؟

۵۸ جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۹۵، حدیث ۷۱۵

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كان رسول الله سحر حتى كان يرىٰ انه يأتي النساء ولم يأتيهن قال سفيان هذا اشد ما يكون من السحر اذا كان كذا – فقال ياعائشة أعلمت ان الله قد افتاني فيما استفتيه فيه –

اتانی رجلان فقعدا احدهما عند رأسي والأخر عند رجلي - فقال الذی عند رأسي للآخر ما بال الرجل قال مطبوب قال وما طبه قال لبيد ابن الاعصم من رجل بني زريق حليف ليهود كان منافقًا ـــــ قال في جف طلعة ذكر تحت رعوفة في ئبر ذروان قالت فاتي النبيُّ الئبر حتّٰى استخرجه فقال هذه الئبر التي اريتها وكان ماء ها نقاعة الحناء وكأن نخلها رؤس الشياطين قال فاستخرج قالت فقلت افلا تنشرت فقال أما واللّٰه فقد شفاني واكره ان اثير علي احد من الناس شرًا

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہؓ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا) آپ خیال کرتے کہ میں ازواج کے پاس ہو آیا ہوں۔ حالانکہ آپؐ ازواج کے پاس نہیں آئے ہوتے تھے۔ سفیان کا کہنا ہے کہ جس جادو کا یہ اثر ہو وہ جادو کی سخت ترین قسم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ کیا تجھے معلوم ہے جو کچھ میں نے اللہ سے پوچھا تھا اللہ نے مجھے بتا دیا ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ سرہانے بیٹھے ہوئے نے دوسرے سے کہا: اس آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: بنی زریق جو یہودیوں کے حلیف ہیں کے ایک آدمی لبید ابن اعصم نے کیا ہے جو منافق تھا (پہلے نے پوچھا: جادو کس چیز میں کیا گیا ہے) دوسرے نے جواب دیا: کنگھی اور ان بالوں پر جو کنگھی سے جھڑتے ہیں۔ پہلے نے

پوچھا: (یہ چیزیں کہاں ہیں) دوسرے نے کہا: چاہِ ذروان میں کھجور کی جھلّی میں پتھر کے نیچے ہیں۔ آپؐ اس کنویں پر گئے تاکہ اس کنگھی وغیرہ کو نکال لیں۔ آپؐ نے (وہاں پہنچ کر) فرمایا: یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح بالکل سرخ ہے اور کھجور کا درخت شیطان کے سروں کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ اُم المومنین عائشہ کہتی ہے: میں نے کہا آپؐ نے اس کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: بخدا مجھے تو شفا ہوگئی ہے اور مجھے ناپسند ہے کہ میں کسی کی برائی کو مشہور کروں"۔

حاصل مطالعہ

جلد دوم، حدیث ۵۰۰ اور جلد سوم، حدیث ۱۳ا۷ سے قطعی مختلف حدیث ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ آپ پر جادو کا اثر یہ ہوا کہ نہ کیے ہوئے کام کے متعلق خیال فرماتے کہ کرچکا ہوں۔ تفصیل معلوم نہیں تھی لیکن اس حدیث نے وہ راز کھول دیا ہے اور بی بی نے کھلے لفظوں میں وہ کچھ بتا دیا ہے جو سابقہ حدیثوں میں بوجوہ نہ بتا سکی تھی۔

آپؐ نے ازواج کی باری نہ گزاری ہوتی اور خیال کرتے کہ گزار چکا ہوں۔

یہ تھا وہ راز اور یہ تھی وہ حقیقت جس کی تلاش تھی۔ اب میرا خیال ہے قارئین کرام اس حقیقت کے قریب پہنچ جائیں گے۔ جس کی آپ کو اور مجھے ضرورت تھی کیونکہ صرف اسی راز کی بدولت نہ تو لبید ابن اعصم تک کنگھی اور کنگھی سے جھڑے ہوئے سرورِ کونینؐ کے بال پہنچانے والے ہاتھ مل رہے تھے اور نہ دیگر ازواج کی وجہ سکوت مل رہی تھی۔

صحاحِ ستہ کے خلاف مزاج اس حدیث نے ایک اور مسئلہ بھی حل کر دیا ہے اور وہ

ہے لبید ابن اعصم کا منافق ہونا۔ میرے خیال میں اب تاریخ اسلام کے طلبہ کے لیے منافقین کی جستجو بھی آسان ہوجائے گی۔ کیونکہ اُم المومنین عائشہ نے ایک منافق کو معین کردیا ہے۔ اب تو صرف تاریخ سے یہ پوچھنا ہے کہ لبید ابن اعصم کی سوسائٹی میں کون کون لوگ شامل تھے؟ سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد بھی لبید ابن اعصم موجود تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو اس کا تعلق مسلمانوں کے کون سے گروہ سے تھا؟ اگر آپ کی زندگی ہی میں آنجہانی ہوگیا تھا تو اس کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟ وغیرہ وغیرہ۔

جلد دوم، حدیث ۵۰۰ اور جلد سوم، حدیث ۷۱۳ کی نسبت زیرنظر حدیث اس لحاظ سے بھی مختلف ہے کہ جلد دوم، حدیث ۵۰۰ میں سرورِ کونینؐ نے جادو کردہ اشیاء کو نکالا ہی نہیں تھا بلکہ کنوئیں کو ہی دفن کردیا۔ جلد سوم، حدیث ۷۱۳ میں صرف کنگھی نکالی گئی جسے دفن کردیا گیا۔ زیرنظر حدیث میں آپؐ نے تمام جادو کردہ چیزوں کو نکال تو لیا لیکن ان کے دفن کرنے کا ذکر نہیں۔

زیرنظر حدیث اس لحاظ سے بھی سابقہ احادیث سے مختلف ہے کہ سابقہ احادیث میں آپ چاہ ذروان پر چلے گئے لیکن اس حدیث میں جب آپ چاہِ ذروان پر جاتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا یعنی عالمِ خواب میں۔

سابقہ احادیث کی نسبت زیرنظر حدیث اس اعتبار سے بھی مختلف ہے کہ ان میں جادو کا اثر بتانے پر اکتفا کی گئی ہے جبکہ زیرنظر حدیث میں جادو کی نوعیت بیان کرکے سفیان کا تصدیقی سرٹیفیکیٹ بھی چسپاں کیا گیا ہے کہ جب انسان پر جادو کیا جائے اور اسے جادو کے اثر سے ازواج کی باری ہی بھول جائے تو یہ جادو کی سخت ترین قسم ہوتی ہے۔

۵۹ جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۹۵، حدیث ۷۱۶

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سحر رسول الله حتّٰى
انه يخيل اليه انه يفعل الشيئ وما فعله حتّٰى اذا كان

ذات يوم وهو عندي دعا والله ثم قال أشعرت ياعائشة ان الله قد افتاني فيما استفتيه فيه قلت وما ذاك يارسول الله قال جاء ني رجلان فجلس احدهما عند رأسي والاخر عند رجلي ثم قال احدهما لصاحبه ما وجع الرجل قال مطبوب ، قال من طبه ، قال فذهب لبيد ابن الاعصم اليهودي من بني زريق – قال فيماذا قال في مشط ومشاطة وجف طلعة ذكر قال فاين هو – قال في ئبر ذروان قال فذهب النبيؐ في اناس من اصحابه الى الئبر فنظر اليها وعليها نخل ثم رجع الى عائشة فقال والله لكان ماء ها نقاعة الحناء ولكأن نخلها رؤس الشياطين قلت يارسول الله أفا خرجته قال لا أما انا فقدعا فاني الله وشفاني وخشيت ان اثور على الناس منه شرًا وأمربها فدفنت

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا جس کے اثر سے آپ نہ کیے ہوئے کام کے متعلق خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ میرے ہاں تھے۔ آپؐ نے اللہ سے بہت بہت دعا کی۔ پھر کہا: اے عائشہ! کیا تجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ جو کچھ میں نے اللہ سے پوچھا تھا، اس نے مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا یارسولؐ اللہ؟ آپؐ نے فرمایا: دو آدمی میرے پاس آئے، ایک سرہانے اور دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس

آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا: کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: بنی زریق سے لبید ابن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی۔ کنگھی سے جھڑے ہوئے بالوں اور کھجور کی کلی کے چھلکے میں۔ پہلے نے کہا: یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: چاہِ ذروان میں۔ چنانچہ آپؐ چند صحابہ کے ساتھ چاہِ ذروان پر آئے۔ آپؐ نے کنوئیں کو دیکھا۔ اس پر کھجور کے درخت تھے۔ پھر آپؐ اُم المومنین عائشہ کی طرف واپس پلٹے اور کہا: بخدا اس کا پانی گویا مہندی کا نچوڑ تھا اور اس کے کھجور کے درخت گویا شیطانوں کے سر تھے۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے ان چیزوں کو نکالا نہیں؟ آپؐ نے کہا: نہیں، مجھے تو اللہ نے تندرست کر دیا ہے اور میں اس آدمی کے شر کو لوگوں میں مشہور کرنے سے ڈرا۔ پھر آپؐ نے اس جادو کی چیز کو دفن کرنے کا حکم دیا"۔

حاصل مطالعہ

- جلد دوم، حدیث ۵۰۰، جلد سوم، حدیث ۱۳ے۷ اور جلد سوم، حدیث ۱۵ے۷ سے بالکل مختلف ہے۔
- جلد دوم، حدیث ۵۰۰ میں لبید ابن اعصم غیر معروف ہے۔
- جلد سوم، حدیث ۱۳ے۷ میں لبید ابن اعصم یہودیوں کے حلیف قبیلہ بنی زریق سے ہے۔
- جلد سوم، حدیث ۱۵ے۷ میں لبید ابن اعصم منافق ہے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں لبید ابن اعصم کو یہودی بتایا گیا ہے۔

- جلد سوم، حدیث ۱۳۱۷ کی طرح زیرِ نظر حدیث میں بھی سرورِ کونینؐ تنہا تشریف نہیں لے گئے بلکہ صحابہ کی ایک تعداد بھی آپؐ کے ساتھ ہے۔
- سابقہ کسی بھی حدیث میں جب بی بی عائشہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے میرا مقصود بتا دیا ہے تو بی بی عائشہ کی طرف سے کوئی جواب مثبت یا منفی نہیں ملتا۔ لیکن زیرِ نظر حدیث میں بی بی عائشہ نے پوچھ لیا کہ وہ کیا ہے؟

(۹۰) جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۳۸۰، حدیث ۱۰۰۰

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة قالت مكث النبيؐ كذا وكذا حتّٰى يخيل اليه انه يأتي اهله ولا يأتي قالت عائشة فقال لي ذات يوم ياعائشة ان اللّٰه افتاني في امر استفتيه فيه اتاني رجلان فجلس احدهما عند رجلي والاٰخر عند رأسي فقال الذي عند رجلي للذي عند رأسي ما بال الرّجل قال مطبوب يعني مسحور قال من طبه قال لبيد ابن الاعصم قال وفيما قال في جف طلعة ذكر في مشط ومشاقة تحت رعوفة في ئبر ذروان فجاء النبيؐ فقال هذه البئر التي اريتها كان رؤس نخلها رؤس الشياطين وكان ماء ها نقاعة الحناء فامر به النبيؐ فاخرج قالت عائشة قلت! يارسول اللّٰه فهلا؟ تعني تنشرت فقال النبيؐ اما واللّٰه فقد شفاني واما انا فاكره ان اثير على الناس شرًا قالت ولبيد ابن الاعصم رجل من بني زريق حليف اليهود

”ہشام ابن عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ

اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ زوجہ کے پاس سے ہو آیا ہوں، حالانکہ ہو نہیں آئے ہوتے تھے۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا: عائشہ جو چیز اللہ سے میں نے پوچھی تھی، اللہ نے بتا دی ہے۔ دو مرد میرے پاس آئے، ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ پائنتی بیٹھنے والے نے سرہانے بیٹھے ہوئے سے پوچھا کہ اس آدمی کو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: جادو زدہ ہے یعنی مسحور ہے۔ پہلے نے پوچھا: جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید ابن اعصم نے۔ پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور بالوں کو نر کھجور کے چھلکے میں ڈال کر چاہ ذروان میں ایک پتھر کے نیچے رکھ کر۔ چنانچہ سرورِ کونینؐ اس کنوئیں پر آئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا۔ اس کے پاس کھجوروں کے درخت گویا شیطانوں کے سر ہیں اور اس کا پانی گویا مہندی کا دھوون ہے۔ آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! پھر آپؐ نے کیوں نہیں نکالا؟ یعنی آپؐ نے اسے مشتہر کیوں نہیں کیا؟ آپؐ نے کہا: اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے کسی کے شر کو مشتہر کروں۔ بنی زریق جو یہودیوں کا ایک حلیف قبیلہ تھا، لبید ابن اعصم اسی قبیلہ کا ایک فرد تھا"۔

حاصلِ مطالعہ

سابقہ پانچ احادیث کے خلاف اس حدیث میں بی بی عائشہ نے ایامِ جادو زدگی

بھی بتائے ہیں اگرچہ ہشام ابن عروہ نے ہم بدنصیب پڑھنے والوں کو ان دنوں کی تعداد سے آگاہ نہیں کیا، تاہم بی بی نے کذا و کذا کہہ کر غالباً عروہ کو انگلیوں سے دنوں کی تعداد کا اشارہ کر دیا ہے۔

زیرِ نظر حدیث میں سرورِ کونینؐ کی دعا کا کوئی ذکر نہیں۔

زیرِ نظر حدیث میں سرورِ کونینؐ کو جادو سے آگاہ کرنے کی خاطر آنے والوں میں سے ابتدائے کلام پائنتی بیٹھنے والا کرتا ہے جبکہ سابقہ احادیث میں ابتدائے کلام سرہانے بیٹھنے والا کرتا رہا ہے۔

زیرِ نظر حدیث میں، مطبوب کا معنی مسحور بھی بتا دیا گیا ہے۔

(۶۱) جلد سوم، کتاب الدعوات، ص ۴۹۰، حدیث ۱۳۱۴

هشام عن ابيه عن عائشة ان رسول الله طب حتى انه يخيل اليه قد صنع الشيء وما صنعه وانه دعا ربه ثم قال أشعرت ان الله قد افتاني فيما استفتيه فيه فقالت عائشة فما ذاك يارسول الله قال جاء في رجلان فجلس احدهما عند رأسي والآخر عند رجلي فقال احدهما لصاحبه ما وجع الرجل؟ قال مطبوب، قال من طبه؟ قال لبيد ابن الاعصم – قال فيماذا___؟ قال في مشط ومشاطه وجف طلعة قال فاين هو؟ قال في ذروان ئبرني بني زريق – قالت فاتاها رسول الله ، فرجع الى عائشة ، فقال والله لكان ماؤها نقاعة الحناء ولكان نخلها رؤس الشياطين قالت فاتي رسول الله فاخبرها عن الئبر فقلت يارسول الله! فهلا اخرجته؟ قال اما انا

بھی بتائے ہیں اگرچہ ہشام ابن عروہ نے ہم بدنصیب پڑھنے والوں کو ان دنوں کی تعداد سے آگاہ نہیں کیا، تاہم بی بی نے کذا وکذا کہہ کر غالباً عروہ کو انگلیوں سے دنوں کی تعداد کا اشارہ کر دیا ہے۔

زیرِنظر حدیث میں سرورِکونینؐ کی دعا کا کوئی ذکر نہیں۔

زیرِنظر حدیث میں سرورِکونینؐ کو جادو سے آگاہ کرنے کی خاطر آنے والوں میں سے ابتدائے کلام پائنتی بیٹھنے والا کرتا ہے جبکہ سابقہ احادیث میں ابتدائے کلام سرہانے بیٹھنے والا کرتا رہا ہے۔

زیرِنظر حدیث میں، مطبوب کا معنی مسحور بھی بتا دیا گیا ہے۔

(۶۱) جلد سوم، کتاب الدعوات، ص ۴۹۰، حدیث ۱۳۱۴

هشام عن ابيه عن عائشة ان رسول الله طب حتى انه يخيل اليه قد صنع الشيئ وما صنعه وانه دعا ربه ثم قال أشعرت ان الله قد افتاني فيما استفتيه فيه فقالت عائشة فما ذاك يارسول الله قال جاء في رجلان فجلس احدهما عند رأسي والآخر عند رجلي فقال احدهما لصاحبه ما وجع الرجل؟ قال مطبوب، قال من طبه؟ قال لبيد ابن الاعصم – قال فيماذا___؟ قال في مشط ومشاطه وجف طلعة قال فاين هو؟ قال في ذروان ثبرني بني زريق – قالت فاتاها رسول الله ، فرجع الى عائشة ، فقال والله لكان ماؤها نقاعة الحناء ولكان نخلها رؤس الشياطين قالت فاتي رسول الله فاخبرها عن الثبر فقلت يارسول الله! فهلا اخرجته؟ قال اما انا

فقد شفاني الله وكرهت ان اثير على النّاس شرًّا

ہشام اپنے باپ عروہ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر جادو کیا گیا جس کے اثر سے آپؐ کسی بھی کام کے لیے جسے نہ کیا ہوتا تھا خیال کرتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ آپؐ نے اللہ سے دعا کی پھر کہا: (اے عائشہ!) کیا تجھے بھی پتہ چلا ہے کہ اللہ سے جو کچھ میں نے پوچھا تھا مجھے بتا دیا ہے۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! وہ کیا ہے؟ آپؐ نے کہا: میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: جادو زدہ ہے۔ پہلے نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی سے گرے ہوئے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ پہلے نے کہا: یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: چاہ ذروان میں! ذروان بنی زریق کا کنواں تھا۔ سرورِ کونینؐ چاہِ ذروان پر آئے۔ پھر عائشہ کے پاس واپس گئے اور کہا: بخدا! اس کا پانی مہندی کے نچوڑ اور اس کی کھجوریں شیطان کے سروں کی طرح ہیں۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپ نے اس کو نکالا کیوں نہیں؟ آپؐ نے کہا: اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے اور میں نے لوگوں میں شر کو برانگیختہ کرنا اچھا نہیں سمجھا۔

حاصلِ مطالعہ

زیرِ نظر حدیث سابقہ احادیث سے اس لیے مختلف ہے کہ بی بی نے انتہائی سادگی اور اختصار کے ساتھ آپ کی دعا، سرورِ کونینؐ پر جادو کے اثر بتانے والوں کی آمد، ان کا

باہمی مکالمہ، جادو کردہ اشیاء وغیرہ کا تذکرہ کر دیا ہے۔

جائزہ

انفرادی مطالعہ کے بعد آیئے ذرا ان بکھری ہوئی احادیث کو جمع کر لینے کے بعد ان کا اجتماعی جائزہ بھی لے لیں تاکہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھ سکے۔

- تمام احادیث سحر کے راوی صرف ہشام اور اس کا باپ عروہ ابن زبیر ہے۔ عروہ بی بی عائشہ کا بھانجا، ابوبکر کا نواسہ اور اسماء بنت ابوبکر کا بیٹا ہے۔
- تمام احادیث کی بیان کنندہ بلا شرکت غیرے تنہا بی بی عائشہ ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ کو جادو زدہ بتایا گیا ہے۔
- مجموعی طور پر تو تمام احادیث میں جادو کا اثر یہ بتایا گیا ہے کہ نہ کیے ہوئے کام کے متعلق آپ سمجھتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ البتہ جلد سوم، حدیث ۷۱۵ میں نا کردہ کاموں میں سے ایک کا نام بھی لے لیا گیا ہے اور وہ یہ کہ سرورِ کونینؐ اپنی تمام ازواج یا کسی زوجہ کے پاس نہ آئے ہوتے تھے اور خیال یہ کرتے تھے کہ تمام ازواج یا کسی زوجہ کی باری گزار چکا ہوں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ ہی کے گھر میں اللہ سے دعا کرتے ہیں۔
- تمام احادیث میں جادو کی تفصیلات بتانے کے لیے آنے والے بی بی عائشہ ہی کے گھر میں آ کر بتاتے ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ جادو کی تفصیل سے صرف بی بی عائشہ ہی کو آگاہ کرتے ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ چاہِ ذروان پر بی بی عائشہ ہی کے گھر سے جاتے ہیں اور پھر بی بی عائشہ ہی کے گھر واپس پلٹتے ہیں۔
- تمام احادیث میں جادو کی تفصیل بتانے کے لیے خواب میں آنے والے دونوں

باہمی مکالمہ، جادو کردہ اشیاء وغیرہ کا تذکرہ کردیا ہے۔

جائزہ

انفرادی مطالعہ کے بعد آیئے ذرا ان بکھری ہوئی احادیث کو جمع کر لینے کے بعد ان کا اجتماعی جائزہ بھی لے لیں تاکہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھ سکے۔

- تمام احادیث سحر کے راوی صرف ہشام اور اس کا باپ عروہ ابن زبیر ہے۔ عروہ بی بی عائشہ کا بھانجا، ابوبکر کا نواسہ اور اسماء بنت ابوبکر کا بیٹا ہے۔
- تمام احادیث کی بیان کنندہ بلاشرکت غیرے تنہا بی بی عائشہ ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ کو جادو زدہ بتایا گیا ہے۔
- مجموعی طور پر تو تمام احادیث میں جادو کا اثر یہ بتایا گیا ہے کہ نہ کیے ہوئے کام کے متعلق آپ سمجھتے تھے کہ کر چکا ہوں۔ البتہ جلد سوم، حدیث ۷۱۵ میں ناکردہ کاموں میں سے ایک کا نام بھی لے لیا گیا ہے اور وہ یہ کہ سرورِ کونینؐ اپنی تمام ازواج یا کسی زوجہ کے پاس نہ آئے ہوتے تھے اور خیال یہ کرتے تھے کہ تمام ازواج یا کسی زوجہ کی باری گزار چکا ہوں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ ہی کے گھر میں اللہ سے دعا کرتے ہیں۔
- تمام احادیث میں جادو کی تفصیلات بتانے کے لیے آنے والے بی بی عائشہ ہی کے گھر میں آکر بتاتے ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ جادو کی تفصیل سے صرف بی بی عائشہ ہی کو آگاہ کرتے ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ چاہِ ذروان پر بی بی عائشہ ہی کے گھر سے جاتے ہیں اور پھر بی بی عائشہ ہی کے گھر واپس پلٹتے ہیں۔
- تمام احادیث میں جادو کی تفصیل بتانے کے لیے خواب میں آنے والے دونوں

افراد کو سرورِ کونین نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں؟

- تمام احادیث میں جادو کی تفصیل بتانے کی خاطر آنے والے دونوں مرد سرورِ کونین کو نبی یا رسول نہیں سمجھتے بلکہ ایک عام انسان سمجھ کر آ بیٹھتے ہیں کیونکہ آپ ایک مرتبہ احادیث میں غور کریں۔ آنے والے دونوں نہ تو آپ کو سلام کرتے ہیں۔ ایک چپکے سے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور دوسرا پائنتی۔ اور نہ ہی باہمی گفتگو میں یہ اظہار کرتے ہیں کہ آپ رسول ہیں۔ پوچھنے والا خواہ جو بھی ہے وہ کہتا ہے: مَا وَجْعُ الرَّجُلِ؟ "اس آدمی کو کیا ہے؟"
- تمام احادیث میں جادو کرنے والا تنہا لبید ابن اعصم ہے۔
- تمام احادیث میں جادو کردہ اشیاء چاہِ ذروان میں رکھی جاتی ہیں۔
- تمام احادیث میں سرورِ کونین خود چاہِ ذروان پر جاتے ہیں۔
- تمام احادیث میں دیگر ازواج کا کردار خاموش ہے۔
- تمام احادیث میں آپ پر جان چھڑکنے والے، ابوبکر و عمر موجود نہیں ہیں۔

امام بخاری کی بے بسی

امام بخاری بے چارے اٹھانے کو تو جمع حدیث کا بیڑا اُٹھا بیٹھے لیکن بحرِ حدیث میں یوں گھرے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والی بات بن گئی۔ دیگر احادیث کی طرح چونکہ احادیث جادو کو بھی بے انتہا شہرت دی گئی تھی اور مقامِ نبوت کو پامال کرنے کی خاطر ہر کہ دمہ کو یہ واقعہ سنا دیا گیا تھا۔ اب جو امام بخاری کے پاس مختلف ذرائع سے یہ احادیث آئیں جن کا مرکزی نقطہ سرورِ کونین کی مدہوشی، جادو کے اثر میں بے بسی اور کارہائے رسالت میں کچھ دنوں کے لیے سہی تعطل تھا ــــ اب امام بخاری اس مشکل میں پھنس گئے کہ ان تمام احادیث کو کہاں لے جائیں۔ ان کو بی بی عائشہ سے عقیدت نہ تو اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ تمام احادیث سے صرفِ نظر کر کے اپنی صحیح میں جگہ ہی

ہوتا۔ دوسری جگہ اور ترجمہ کرتے ہیں۔ یہی سلسلہ آخر تک چلتا ہے لیکن سکون پھر بھی نہیں۔ البتہ ایک چیز جو آپ بھی محسوس کریں گے، وہ ہے بی بی عائشہ کا تحفظ، سرورِ کونینؐ کی ذات نقائص سے محفوظ رہے یا نہ۔ اس کی پروا نہیں لیکن بی بی کی طرف کوئی اعتراض منسوب نہ کیا جائے۔

حالانکہ حق یہ تھا کہ چونکہ ہم بی بی عائشہ کا احترام اس لیے کرتے ہیں کہ وہ زوجۂ سرورِ کونینؐ ہے۔ سرورِ کونین کا کلمہ اس لیے نہیں پڑھتے کہ آپ بی بی عائشہ کے شوہر ہیں، یعنی بی بی کا احترام سرورِ کونینؐ کی نسبت سے ہے۔ سرورِ کونینؐ کا احترام بی بی کی بدولت نہیں۔

اس لیے حق تو یہ تھا کہ جو کوئی قولاً یا عملاً سرورِ کونینؐ کے مقامِ نبوت کو پامال کرتا۔ ہم کسی رشتہ اور نسبت کی پروا کیے بغیر اس سے ٹکرا جاتے۔ اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نے سرورِ کونینؐ کی حیثیت ثانوی بنا لی ہے۔ اب ہم سرورِ کونینؐ کو قرآن کے آئینہ میں نہیں دیکھتے بلکہ اصحاب اور ازواج کے بیانات میں دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مقامِ مصطفیؐ کو اتنا پست کر دیا ہے کہ جس کا اندازہ ہمیں اسلامی ماحول میں تو شاید نہ ہو لیکن جب ہمارے نظریات نبوت غیر مسلم مفکرین کے سامنے آتے ہیں تو وہ ہمارے نبیؐ کو اپنے سے بھی کم انسان سمجھ کر نبوت ہی سے انکار کر دیتے ہیں۔

خیر بات لمبی ہو جائے گی۔ آیئے مترجمین کی پریشانی دکھاؤں۔

* جلد دوم، حدیث ۵۰۰: فَقُلْتُ اِسْتَخْرَجْتَهُ؟ میں نے عرض کیا: وہ جادو کی ہوئی چیزیں آپ نکلوا لیں؟
* جلد سوم، حدیث ۷۱۳: قلت یا رسول اللّٰہ افلا استخرجتہ؟ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا میں اس کی تحقیق نہ کروں؟
* جلد سوم، حدیث ۷۱۵: فقلت افلا تنشرت؟ میں نے عرض کیا: آپؐ نے اس

کا اعلان کیوں نہیں کیا؟

* جلد سوم، حدیث ۷۱۶: قلت یا رسول اللّٰہ أما اخرجتہ؟ میں نے عرض کیا آپ نے اس کو ظاہر نہیں کیا۔
* جلد سوم، حدیث ۱۰۰۰: قلت یا رسول اللّٰہ فھلا تعنی تنشرت؟ میں نے عرض کیا آپ نے اسے مشتہر کیوں نہیں کیا؟
* جلد سوم، حدیث ۱۳۱۴: فقلت یا رسول اللّٰہ فھلا اخرجتہ؟ میں نے عرض کیا: آپ نے اس کو نکال کیوں نہیں دیا؟

ملاحظہ فرمایا آپ نے، جلد دوم، حدیث ۵۰۰ اور سوم، حدیث ۱۳۱۴ کے علاوہ کوئی ترجمہ درست نہیں۔ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن پلے کچھ نہیں پڑتا۔ اور یہ سب نتیجہ ہے اس اندھی عقیدت کا جو مترجمین کو بی بی کے ساتھ تھی ورنہ حدیث ۵۰۰ میں جس لفظ کا معنی نکالنا گیا ہے، حدیث ۷۱۶ میں اسی لفظ کا معنی تحقیق کرنا نہ کیا جاتا۔

جادو کنندہ لبید ابن اعصم کے متعلق دیکھئے۔ کہیں صرف نام ملے گا، کسی حدیث میں قبیلہ ملے گا، کہیں اسے منافق بتایا گیا ہے اور کہیں یہودی کہا گیا ہے۔

مجموعی جائزہ

یوں تو فرداً فرداً ہر حدیث کے ذیل میں مختصراً فکر دی جاتی رہی ہے۔ اب آیئے مجموعی طور پر ان سات احادیث کو لکھیں۔ آخر سلطان الانبیاء کا جادو زدہ ہونا معمولی بات نہ تھی، ایک بہت بڑا حادثہ تھا۔

مقامِ فکر یہ ہے کہ:

* بی بی عائشہ کے سوا اور کسی اُم المومنین نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا، آخر کیوں؟
* صحابہ میں سے بی بی کے بھانجے عروہ اور بھانجے کے صاحبزادے ہشام کے علاوہ اور کسی صحابی نے بی بی عائشہ سے بھی یہ روایت نہیں کی۔ کیا وجہ ہوگی؟

- کیا دیگر اُمہات المومنین اور صحابہ کو سرورِ کونینؐ کی مسلسل کئی دن تک جادو زدگی کا علم ہی نہیں ہوسکا یا انہیں علم ہوگیا تھا لیکن انہوں نے اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھا؟
- خدا معلوم بی بی عائشہ نے ایامِ جادو کی تعداد کیوں نہیں بتائی؟
- بی بی نے ایامِ جادو زدگی میں ازواج کی باریوں کے زیروزبر ہونے کا ذکر تو کیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس عالم میں آپ کی نمازیں کتنی قضا ہوئیں؟
- ذرا احادیث میں غور کریں سرورِ کونینؐ دیگر ازواج کی باری تو جادو کے اثر کی بدولت بھول جاتے ہیں لیکن بی بی کی باری کے متعلق خیال نہیں آیا کہ وہ بھی گزر چکی ہے بلکہ جادو کے اتارنے کی دعا بھی بی بی ہی کی باری میں مانگتے ہیں؟ کیا وجہ تھی؟
- بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اس عرصہ میں نزولِ قرآن بھی ہوا یا نہیں؟
- اگر قرآن نازل ہوا تو وہ بھی جادو کی نظر ہوگیا یا آپ نے سنایا؟
- ان سات احادیث میں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ سرورِ کونینؐ کے جادو زدہ ہونے کا علم کفار و مشرکین کو بھی ہوگیا تھا یا نہیں؟
- اگر انہیں علم ہوگیا تھا تو ان کا ردعمل کیا تھا؟
- اگر علم نہیں ہوا تھا تو کیا وجہ تھی؟
- بی بی نے ان چند خوش قسمت اصحاب کے نام بھی نہیں بتائے جو سرورِ کونینؐ کے ساتھ چاہِ ذروان پر گئے تھے؟
- یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ لبید ابن اعصم کو یہ چیزیں کس نے فراہم کی تھیں؟
- کہیں احادیث مغافیر کی طرح جادو زدگی بھی رقیبانہ جذبات کا نتیجہ تو نہیں؟
- بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جادو زدگی کے ان ایامِ مصیبت میں سرورِ کونینؐ کے جانثار ابوبکر اور ان کے ساتھی عمر صاحب کہاں تھے؟

ابوبکر و عمر نے لبید ابن اعصم کے متعلق کن جذبات کا اظہار کیا؟

جہاں تک میں سمجھا ہوں، سرورِ کونینؐ کا قرآن بھول جانا، شب قدر بھول جانا، گناہگار ہونا اور جادو زدہ ہونا جیسے واقعات صرف سرورِ کونینؐ کے قریب وفات کاغذ اور قلم دوات مانگنے کے جواب میں عمر صاحب کے قول ان الرجل لیھجر (یہ شخص تو ہذیانی باتیں کرتا ہے) پر پردہ ڈالنے کے لیے گھڑے گئے ہیں؟ تاکہ اُمت مسلمہ کو یہ باور کرایا جاسکے کہ جو ایامِ صحت میں ایسے حادثات کا شکار ہوسکتا ہے بوقتِ وفات اس سے ہذیان بھی ممکن ہے۔

میرے دوستو! یہ ہے مقامِ مصطفیٰؐ جو بی بی عائشہ نے برملا بیان کر دیا ہے۔

قرآن اور اُم المومنین

محترم قارئین! بی بی عائشہ کی صداقت کے پیش نظر یہ تو ممکن نہیں کہ ہم ان احادیثِ سحر کو ماننے سے انکار کر دیں۔ آیئے ذرا قرآن کریم کی رُو سے بھی جادو زدگیٔ نبیؐ کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ یہ پہلو بھی تشنہ نہ رہے۔

يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل، آیت ۴۷) "ظالم کہتے ہیں کہ تم تو صرف جادو زدہ شخص کی اتباع کر رہے ہو"۔

قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (فرقان، آیت ۸) "ظالموں نے کہا کہ تم تو صرف جادو زدہ شخص کی اطاعت کرتے ہو"۔

فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا (بنی اسرائیل، آیت ۱۰۱) "فرعون نے کہا: اے موسیٰؑ! میں تو تجھے جادو زدہ سمجھتا ہوں"۔

ظالم کون؟ ان الشرک لظلمٌ عظیم۔ از روئے قرآن شرک ہی ظلم ہے گویا اصطلاحِ قرآن میں مشرکین کو ظالم کہا گیا ہے۔ اب بنی اسرائیل، آیت ۴۷ اور فرقان، آیت ۸ کا معنی کیجیے۔ مشرک کہتے ہیں کہ تم جادو زدہ شخص کی اطاعت کرتے ہو۔ اب تین

گروہ انبیاءؑ کو جادو زدہ کہنے والے سامنے آئے:

۱-فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو جادو زدہ کہا ۲-مشرکین نے سرورِ کونین کو جادو زدہ کہا۔ ۳-بی بی عائشہ نے سرورِ کونین کو جادو زدہ ہونا بتایا۔ فرعون کا زمانہ اگرچہ گزر چکا تھا لیکن فرعون کا نظریہ مشرکین کے پاس موجود تھا۔ اب دو ہیں سرورِ کونین کو جادو زدہ کہنے والے: ۱-مشرکین ۲-بی بی عائشہ تو میرے دوستو! مشرکین بہرصورت مشرک ہی رہیں گے کیونکہ وہ سرورِ کونین کو جادو زدہ کہتے ہیں مگر چار دیواری کے باہر اور بی بی عائشہ بی بی عائشہ رہے گی کیونکہ اس نے چار دیواری کے اندر جادو زدہ کہا ہے۔ یہ نہ بھولنا کہ مشرکین کا جادو زدہ کہنا شرک و کفر ہے اور بی بی عائشہ کا جادو زدہ بتانا اور جادو زدہ ماننا عین اسلام ہے ـــــ سمجھ گئے ناں!

سلطان الانبیاءؐ قرآن بھول گئے

(۶۲) جلد اول، کتاب الشہادات، ص۹۱۴، حدیث ۲۴۶۷

هشام عن ابيه عن عائشة قالت سمع النبيّ رجلًا يقرأ في المسجد فقال رحمه الله لقد اذكر في كذا آية اسقطتهن من سورة كذا وكذا۔

وزاد عناد ابن عبدالله عن عائشة تهجد النبيّ في بيتي فسمع صوت عباد يصلي في المسجد فقال ياعائشة أصوت عباد هذا؟ قلت نعم، قال اللهم ارحم عبادًا

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مسجد میں کسی کو قرأت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے، اس نے مجھے اتنی آیات فلاں فلاں سورت سے یاد دلا دیں۔ عناد ابن عبداللہ نے اُم المومنین عائشہ سے مذکورہ روایت پر بطور اضافہ یوں نقل کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے میرے حجرہ میں عباد کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے کہا: اے عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو فرمایا: اے اللہ! عباد پر رحم فرما۔ (یعنی اس کی قرأت سے مجھے بھولی ہوئی آیات یاد آ گئیں)۔

(۶۳) جلد سوم، کتاب التفسیر، ص ۵۸، حدیث ۳۰

عروة عن عائشة قالت سمع النبیؐ رجلا یقرأ فی المسجد فقال یرحمه اللّٰه لقد اذکرنی کذا وکذا آیة من سورة کذا

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مسجد سے کسی آدمی کے پڑھنے کی آواز سنی تو فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی''۔

(۶۴) جلد سوم، کتاب التفسیر، ص ۵۸، حدیث ۳۲

هشام ابن عروة عن ابیه عن عائشة قالت سمع رسول اللّٰه رجلا یقرأ فی سورة باللیل فقال یرحمه اللّٰه لقد اذکرنی کذا وکذا آیة کنت انسیتها من سورة کذا وکذا

''ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے بوقت شب کسی شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت بھیجے۔ اس نے مجھے فلاں فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی، جو مجھے بھلا دی گئی تھی؟''

(۶۵) جلد سوم، کتاب التفسیر، ص ۶۰، حدیث ۳۶

هشام عن ابیه عن عائشة قالت سمع النبیؐ قاریًا یقرأ فی المسجد فقال یرحمه اللّٰه لقد اذکرنی کذا وکذا

آیۃ اسقطتھا من سورۃ کذا و کذا

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مسجد میں قرأت کرنے والے کسی آدمی کی قرأت سنی تو فرمایا: اللہ اس آدمی پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں فلاں سورۃ کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی ہے جو میں بھول چکا تھا''۔

حاصل مطالعہ

- چاروں احادیث عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے۔
- چاروں احادیث میں یاد دلانے والا کوئی قاری ہے۔
- جلد اول، حدیث ۲۴۶۷ کے ضمیمہ میں قاری کا نام عباد بتانے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ دیگر تین احادیث میں کسی قاری کا نام نہیں کہ پڑھنے والا کون تھا؟
- جلد سوم، حدیث ۳۲ میں وقت قرأت رات بتایا گیا ہے لیکن مقامِ قرأت کا علم نہیں کہ کہاں تھی؟ البتہ دیگر تین احادیث میں مقامِ قرأت مسجد ہی بتایا گیا ہے۔
- جلد اول، حدیث ۲۴۶۷ اور جلد دوم، حدیث ۳۶ میں تو سرورِ کونینؐ کھلے لفظوں اعتراف کرتے ہیں کہ فلاں فلاں صورت کی فلاں فلاں آیت میں خود ہی بھول گیا تھا جبکہ جلد سوم، حدیث ۳۰ میں کھلا اعتراف نہیں کرتے۔ دبے دبے لفظوں میں اعتراف ہے البتہ یاد دلانے کی بات واضح کی ہے۔ جبکہ جلد سوم، حدیث ۳۲ میں بھول جانا نہیں فرماتے بلکہ بھلا دینا فرماتے ہیں یعنی کسی اور نے وہ آیات میرے ذہن سے مٹا دی ہیں۔

- اب خدا معلوم یہ بھلا دینے والی ذات شریف کون ہے؟
- خداوند عالم تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر وہ بھلا دے تو پھر بھیجے کون؟

● اگر آیت ایسی ہو جس کا حکم ختم ہو جائے تو سے منسوخ کر دے، بھلا دینے کا مقصد کیا ہوگا؟

● اگر اللہ بھلا دے تو گویا وہ خود اپنی مخلوق کو اپنے نبیؐ سے بدظن کر رہا ہے کہ دیکھو اس پر زیادہ اعتماد مت کرو بلکہ کبھی کبھی بھول بھی جاتا ہے۔

● اگر خدا نے آیات نہیں بھلائیں تو پھر کیا شیطان نے بھلا دی ہوں گی؟

میرے بھائیو! خود ہی سوچو، ہم تو پریشان ہیں؟

قابلِ توجہ

سوادِ اعظم کے وہ علمائے کرام جو اپنے مذہب کے حقائق سے ناآشنائے محض ہوتے ہیں، کائیں کائیں کرتے پھرتے ہیں کہ چونکہ شیعوں کے دل میں بُغضِ صحابہ ہوتا ہے اس لیے ان کو قرآن حفظ نہیں رہ سکتا۔ اور اللہ ان کے دل سے قرآن مٹا دیتا ہے۔ اب ذرا بخاری شریف میں اپنی پیاری ماں کی ان چار احادیث کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ یہاں بی بی عائشہ نے شیعوں کی وکالت ہر دو طرح سے کر دی ہے۔

ایک حدیث میں سرورِ کونینؐ کے دل سے قرآن کسی نے اٹھا لیا ہے۔ اگر اللہ قلبِ رسولؐ سے اٹھانے والا ہے تو مبارک ہو کیونکہ بقول آپ کے اسی دل سے اللہ قرآن مٹاتا ہے جس میں بُغضِ صحابہ ہو۔ چنانچہ اللہ نے سرورِ کونینؐ کے دل سے قرآن اٹھا لیا ہے گویا سرورِ کونینؐ کے دل میں بھی بُغضِ صحابہ تھا۔ تو اب بقول آپ کے بُغضِ صحابہ سنتِ رسولؐ بن گیا۔

اور اگر اللہ نے قلبِ رسولؐ سے نہیں اٹھایا تو ذرا اس ہستی کا نام تو بتا دیجیے جس نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے اور پھر مبارکباد قبول فرمائیے کہ آپ سرورِ کونینؐ سے بڑھ گئے کیونکہ آپؐ کے دل سے قرآن نہیں مٹتا ——— یا کہہ دیجیے کہ بی بی عائشہ نے درست نہیں کہا۔ اور یا کہیے بی بی کے بھانجے راویٔ حدیث عروہ ابن زبیر نے غلط کہا ہے۔ اگر

کہیے بی بی نے درست نہیں کہا تو پھر آپ کو صدیقہ کا لقب واپس لینا پڑے گا۔ اگر کہیے راوی حدیث عروہ نے غلط کہا ہے تو پھر عروہ کی دیگر احادیث کا کیا بنے گا جبکہ بی بی عائشہ کی غالب اکثریت احادیث کا راوی یہی بھانجا بزرگوار ہے۔

اور یا کہیے کہ امام بخاری نے غلط روایت کی ہے۔ اگر ایسا کہا تو پھر بخاری صحیح بخاری کی بجائے غلط بخاری بن جائے گی اور جب بخاری صحیح نہ رہی تو بتائیے آپ کے پلّے کیا بچ جائے گا؟

ابوبکر کا عذر

شادی سے پہلے رخصتی

(۶۶) جلد سوم، کتاب النکاح، ص۲۷، حدیث۲۷

عن عروۃ ان النبیؐ خطب عائشۃ الی ابی بکر فقال له ابوبکر انما انا اخوك فقال انت اخی فی دین اللّٰہ وکتابه وهی لی حلال

"عروہ سے منقول ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر سے اُم المومنین عائشہ کا رشتہ مانگا۔ ابوبکر نے کہا: میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپؐ نے کہا تو دین اور قرآن کی رُو سے میرا بھائی ہے، جبکہ عائشہ میرے لیے حلال ہے"۔

محترم قارئین! اپنے موضوع سے ہٹ کر یہ حدیث لکھی ہے بیان کرنے والی حضرت عائشہ نہیں بلکہ بی بی کا بھانجا عروہ ہے، چونکہ بی بی کی شادی میں اس حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل تھی اس لیے عرض کر دی ہے۔

ذرا اصل حدیث میں غور کیجیے۔ انداز یہی ہے کہ ابوبکر سے رشتہ مانگتے وقت ابوبکر کا یہ نواسہ آپ کے ساتھ تھا کیونکہ عروہ نے حدیث کو کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں کیا کہ مجھے فلاں نے بتایا ہے، نہ ہی سرورِ کونینؐ سے منسوب کیا ہے بلکہ ایک واقعہ سنا

رہا ہے کہ آپؐ نے رشتہ مانگا اور میرے نانا نے یہ جواب دیا۔

اب اندازہ یہ کیجیے کہ عروہ عبداللہ ابن زبیر سے سن میں چھوٹا ہے اور عبداللہ ابن زبیر کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے جبکہ رشتہ مکہ میں ہجرت سے قبل اس وقت طے ہو چکا ہے جب بی بی کی عمر چھ برس کی تھی۔

ایک بات اور جو نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ ہے سرورِ کونینؐ اور ابوبکر کا باہمی مکالمہ۔

* سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ کا رشتہ مانگتے ہیں۔ ابوبکر آپ کو مسئلہ بتاتا ہے کہ میں آپ کا بھائی ہوں اور بی بی عائشہ آپ کی بھتیجی ہے لہٰذا یہ رشتہ نہیں ہو سکتا۔ سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں کہ نہیں تیرا اور میرا نسب جدا جدا ہے، اسلامی بھائی چارہ ہے اور یہ بھائی چارہ رشتوں سے مانع نہیں ہے۔
* کیا اس میں عروہ نے ابوبکر کو لاعلم نہیں بتایا؟ اور کیا ایسا کرنا ابوبکر کی توہین نہیں؟ میرا اندازہ تو یہ ہے کہ عروہ نے سرورِ کونینؐ سے ابوبکر کی برادری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔
* لیکن پوری اُمت مسلمہ کی تاریخ اور خود اس حدیث میں سرورِ کونینؐ کے جواب نے عروہ کی محنت پر پانی پھیر دیا ہے۔ تاریخ نے دو مرتبہ بھائی چارہ قائم کرنے کا ذکر کیا ہے اور دونوں مرتبہ سرورِ کونینؐ نے اپنا بھائی حضرت علیؑ ہی کو بتایا ہے اور سرورِ کونینؐ نے زیرِ نظر حدیث میں اسلامی بھائی چارہ کا بتا کر واضح کر دیا ہے کہ بھائی چارہ کا تعلق خدائے واحد پر اشتراک ہے۔ باقی تُو تُو اور مَیں مَیں۔

(۹۷) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۸۷، حدیث ۱۱۲

هشام عن ابيه من عائشة قالت قال لي رسول اللهؐ

رأيتك في المنام يجئي بك الملك في خرقة من حرير

فقال لی هذه امرأتك فكشفت عن وجهك الثوب فاذا انت هی فقلت ان یك هذا من عندالله یمضه

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے بتایا کہ میں نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ریشمی کپڑے میں لیے میرے پاس آیا اور کہا: یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی۔ پھر میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا"۔

(۹۸) جلد سوم، کتاب الرؤیاء، ص ۱۲۷، حدیث ۱۸۹۸

هشام عن ابیه عن عائشة قالت قال لی رسول الله اریتك فی المنام مرتین اذا رجل یحملك فی سرقة من حریر فیقول هذه امرأتك فاكشفها فاذا هی انت فاقول ان یك هذا من عندالله لیمضه۔

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا تو خواب میں مجھے دو مرتبہ دکھائی گئی۔ ایک مرد تجھے ریشمی کپڑے میں لیے ہوتا تھا اور کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے۔ جب کپڑا ہٹا تو وہ تو ہوتی تھی کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا"۔

(۹۹) جلد سوم، کتاب الرؤیاء، ص ۱۲۷، حدیث ۱۸۹۹

هشام عن ابیه عن عائشة قالت قال رسول الله اریتك قبل ان اتزوجك مرتین رأتت الملك یحملك فی سرقة من حریر فقلت له اكشف فكشف فاذا هی انت

فقلت ان یکن هذا من عند الله یمض

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین ... سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے بتایا کہ شادی ... قبل میں تجھے دو مرتبہ خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ ریشمی کپڑ ... میں لپیٹے ہوئے تھا۔ میں نے کہا: ذرا منہ کھول، اس نے ... تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا: اگر اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر ...''۔

جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۷۱، حدیث ۶۹

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة قال رسول الله اريتك في المنام مرتين اذا ... يحملك في سرقة حرير فيقول هذه امرأتك فا... فاذا هي انت فاقول ان یکن هذا من عند الله یمضه

''ہشام ابن عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل ... تا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے بتایا کہ تو خواب میں مجھے دو مر... ائی گئی تھی۔ ایک شخص تجھے ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہو... اور مجھے کہہ رہا تھا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے جب ... سے کپڑا اُٹھایا تو وہ تو تھی۔ میں کہا کرتا تھا اگر یہ چیز اللہ کی ...رف سے ہے تو ہو کر رہے گی''۔

حاصل مطالعہ

- جلد سوم، حدیث ۲۷ کے بعد: جلد سوم، حدیث ۱۱۲، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹ اور ۶۹ کو ملاحظہ فرمائیں۔
- جلد سوم، حدیث ۲۷ میں اُم المومنین عائشہ کے بھانجے نے یہ تاثر دینے کی کوشش

کی ہے کہ سرورِ کونینؐ بی بی عائشہ کا رشتہ چاہتے تھے۔ لیکن ابوبکر کو یہ رشتہ کرنے میں پس و پیش تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرورِ کونینؐ نے یہ فرمایا کہ اسلامی رشتہ بی بی عائشہ سے عقد میں رکاوٹ نہیں بنتا تو اس جواب کے بعد ابوبکر کچھ نہ بولے اور خاموش رہے۔ ابھی عنقریب بی بی کی رخصتی میں دیکھیں گے کہ رخصتی میں بھی ابوبکر شریک نہیں ہوئے۔ صرف بی بی کی ماں اُم رومان ہی نے پکڑ کر سرورِ کونینؐ کے گھر جا بٹھایا۔

اب ان احادیث کو بھی ملاحظہ فرمایئے جن میں بی بی سرورِ کونینؐ کا شوق بتانا چاہتی ہے۔ قابلِ ذکر نکتہ یہ ہے کہ جب عقیدہ یہ ہے: خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰی، ''ہر نیکی، بدی اللہ کی طرف سے ہے'' تو پھر بی بی کی تصویر سرورِ کونینؐ کو خواب میں دکھانے کے بعد، سرورِ کونینؐ کے اس جملہ کی کیا قیمت رہ جاتی ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے تو ہو کر رہے گا؟

* اگر ہو جاتا تو بھی اللہ کی طرف سے تھا اور اگر نہ ہوتا تو بھی اللہ کی طرف سے تھا۔
* چونکہ ذہن میں صرف اُم المومنین سے محبتِ رسولؐ کا اُجاگر کرنا تھا۔ اس لیے نہ تو عروہ کو یہ خیال رہا اور نہ ہی امام بخاری کو۔

بہر نوع چاروں احادیث آپ کے سامنے ہیں: ذرا ان کا تجزیہ فرمالیں۔

ا: جلد سوم، حدیث ۱۱۲ اور ۱۸۹۹ میں بی بی کو اٹھانے والا کوئی فرشتہ ہے جبکہ جلد سوم، حدیث ۱۸۹۸ اور ۶۹ میں کوئی مرد ہے۔

ب: جلد سوم، حدیث ۱۱۲ میں سرورِ کونینؐ نے صرف ایک مرتبہ دکھانے کا ذکر کیا ہے جبکہ دیگر تین احادیث میں دو مرتبہ دکھانے کا ذکر ہے۔

ج: جلد سوم، حدیث ۱۸۹۹ میں سرورِ کونینؐ بی بی کو اٹھانے والے فرشتے سے نقاب رُخ سرکانے کو کہتے ہیں اور باقی تین احادیث میں سرورِ کونینؐ خود دستِ محبت

بڑھاتے ہیں۔

چند سوالات

* یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اٹھانے والے بذاتِ خود بی بی کو بستر سے اُٹھا کر سرورِ کونینؐ کو دکھانے کے لیے لے گئے تھے یا بی بی کی تصویر ریشم میں لپیٹ رکھی تھی؟
* بذاتِ خود بی بی کا اُٹھالے جانا تو بڑا مشکل ثابت ہوگا کیونکہ بی بی کی اس گمشدگی کے وقت بی بی کی والدہ، بی بی کے والد اور بھائی بہنوں نے آہ و بکا کی ہوگی کہ ہماری ننھی منی بچی کہاں چلی گئی اور اگر ایسا ہوتا تو تاریخ ضرور اسے کہیں نہ کہیں بتا دیتی۔
* جب بذاتِ خود بی بی کا لایا جانا ثابت نہ ہو اور ہے بھی نہیں تو اب یا بی بی کی تصویر ہوگی یا بی بی کی شبیہہ ——— کیونکہ فوٹوسسٹم تو اس زمانہ میں تھا نہیں؟
* اگر تصویر ہو یا شبیہہ دونوں صورتوں میں وہ سایہ دار ہوگی۔ ایسی صورت میں معاملہ مشکل ہوجائے گا——— کیونکہ جب شیعہ شبیہہ بناتے ہیں تو بدعت بن جاتی ہے۔ اب اگر خدا خود کرنے لگے تو پھر کیا کہا جائے گا؟
* کیا دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات اتنی ہمت کریں گے کہ شبیہہ سازی کے سلسلہ میں جو فتویٰ شیعہ کے خلاف دیتے ہیں۔ اس فتویٰ میں حدیث شبیہہ لکھنے والے امام بخاری، روایت کرنے والے بی بی کے بھانجے عروہ، عروہ کو بتانے والی اُم المومنین عائشہ، اُم المومنین عائشہ کو سنانے والے سرورِ کونینؐ، سرورِ کونین کو دکھانے والے فرد اور دکھانے والے فرد کو بھیجنے والے خدائے قدوس کو بھی شریک کرلیں؟
* اٹھو میرے دوستو! بس تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ دین بچانا ہے اور بی بی کی صداقت کا بھرم رکھنا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ جو فہرست میں نے دی ہے ان

سب کو شیعہ کے ساتھ فتوٰی میں شریک کرلو۔ خدمتِ دین کے مواقع روز روز نصیب نہیں ہوتے۔ ایسے چانس کبھی کبھی ہاتھ آتے ہیں ـــــ ہاں ہاں کہہ دو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے؟

* اگر اتنی ہمت نہیں تو پھر یا ان احادیث کو بخاری سے نکال پھینکو اور اعلان کردو کہ بخاری کی احادیث صحیح نہیں۔ یہ تو آسان ہے۔

* اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو پھر شیعوں کے خلاف زہر اُگلنا چھوڑ دو۔ ملک وملّت کا اسی میں بھلا ہے اور دین کا بھرم بھی اسی میں رہے گا۔

(۱۷) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۶۶، حدیث ۱۰۷۶

هشام عن ابيه عن عائشة قالت تزوجني النبيً وانا بنت ست سنين فقدمنا المدينة - فنزلنا في بني الحارث ابن خزرج فوعكت فتمرق شعري - فوفي جميمة فاتتني أمي أم رومان واني لفي ارجوحة ومعي صواحب لي - فصرخت بي - فاتيتها لا ادري ما تريد بي - فاخذت بيدي حتى اوقفتني على باب الدار واني لا نهج حتى سكن بعض نفسي ثم اخذت شيئًا من ماء فمسحت به وجهي ورأسي ثم ادخلتني الدار فاذا نسوة من الانصار في البيت فقلن على الخير والبركة وعلى خير طائر فاسلمتني اليهن فاصلحن من شانى ، فلم يرعني الا رسول الله ضحىً فاسلمنني اليه وانا يومئذٍ بنت تسع

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا

ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو مری عمر چھ برس کی تھی۔
پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث ابن خزرج کے ہاں قیام کیا۔
مجھے بخار ہو گیا جس سے کانوں کے اُوپر کے سوا باقی تمام سر کے
بال جھڑ گئے۔ میری ماں اُم رومان میرے پاس آئی جب کہ میں
اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ میری ماں نے میرا
نام لے کر پکارا۔ میں اپنی ماں کے پاس آئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا
کہ کیوں بلایا ہے۔ میں ہانپ رہی تھی۔ جب ذرا سا سکون ہوا تو
میری ماں نے تھوڑا سا پانی لیا۔ میرے منہ اور سر پر ڈالا۔ پھر مجھے
گھر کے اندر لے گئی جہاں انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں۔
انہوں نے کہا: خیر برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ۔ میری ماں
نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ انصاری عورتوں نے مجھے سنوارا،
مجھے بالکل خوف محسوس نہ ہوا۔ مگر جب رسول اللہؐ دوپہر کو آئے
اور انصاری عورتوں نے مجھے آپ کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت
میری عمر نو برس تھی"۔

﴿۴۷﴾ جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۹۱، حدیث ۱۲۱

هشام عن ابيه عن عائشة ان النبيؐ تزوجها وهي بنت
ست وبني بها وهي بنت تسع سنين

"ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل
کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر
چھ برس تھی اور بوقتِ خلوت میری عمر نو برس تھی"۔

حاصل مطالعہ

تاریخ ہمیں جو کچھ بھی بتائے۔ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی احادیث کا پلّہ بھاری رہے گا۔ پھر صحیح بخاری کی احادیث میں سے اُم المومنین عائشہ کی احادیث دیگر محدثین کی نسبت زیادہ قابلِ اعتماد ہوں گی اور بی بی کی وہ احادیث تو ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کا تعلق سرورِ کونینؐ کے ساتھ زندگی گزارنے میں آپ بیتی سے ہے۔ بنابریں کتب تاریخ جو کچھ بھی بی بی کی رخصتی کا واقعہ سنائیں وہ بخاری شریف میں بی بی کی اپنی زبانی واقعہ کے مقابلہ میں ایک من گھڑت اور خانہ ساز افسانہ ہی ہوگا۔

رخصتی کا واقعہ بی بی نے خود سنا دیا ہے۔ ترجمہ آپ نے پڑھ لیا ہے ذرا ایک مرتبہ پھر اسی واقعہ کو تخلص انداز میں بھی دیکھ لیجیے اور ساتھ ساتھ گردوپیش کا جائزہ بھی لیتے چلیے:

- چھ برس کی عمر میں سرورِ کونینؐ سے رشتۂ زوجیت جڑ جاتا ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ یہ رشتہ مکہ میں ہوا؟ لیکن نکاح کس نے پڑھا؟ عقد میں کون کون مسلمان شامل تھے؟ چھ برس کی عمر میں عقد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ عقد کہاں پڑھا گیا؟ ابوبکر کے گھر یا سرورِ کونینؐ کے گھر یا بیت اللہ میں؟ کیا نابالغہ سے نکاح کی رسم پہلے بھی تھی یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ جیسے سوالات کے جوابات سے یہ روایت خاموش ہے۔
- ابھی تک رخصتی تک نوبت نہیں پہنچی تھی کہ ہجرت کرنا پڑی اور ابوبکر مدینہ آ کر بنی حارث ابن خزرج کے ہاں قیام پذیر ہو گئے۔

اس جملہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مدینہ آئی تھی لیکن چونکہ تاریخ نے ابوبکر کی ہجرت سرورِ کونینؐ کے ساتھ بتائی ہے اس لیے بی بی عائشہ اور دیگر افرادِ خانہ سرورِ کونینؐ کے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں

آئے۔ اب بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ ہم لوگ سرورِ کونینؐ کے بعد کتنا عرصہ مکہ میں رہے؟ کب مدینہ آئے؟ کتنے دنوں میں سفر کیا؟ کس کے ساتھ آئے؟ لانے والے غیر مسلم تھے یا مسلمان؟ اگر مسلمان تھے تو کون؟ اور اگر غیر مسلم تھے تو کون؟

- مجھے بخار ہو گیا جس کی بدولت کانوں کے اُوپر کے سوا باقی سر کے تمام بال جھڑ گئے۔ میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں اُم رومان نے میرا نام لے کر بلند آواز سے مجھے بلایا۔ میں ہانپتی ہوئی آئی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیوں بلائی گئی ہوں۔ جب سانس سیدھی ہوئی تو میری ماں نے میرے منہ اور سر پر پانی کے چھینٹے مارے، مجھے اندر لے گئیں۔ وہاں انصاری عورتوں نے مجھے دعائے برکت دی۔ میری ماں مجھے ان کے سپرد کر کے واپس چلی گئی۔ انصاری عورتوں نے مجھے سنوارا اور دوپہر کے وقت سرورِ کونینؐ کے سپرد کر دیا۔

بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ رخصتی کے وقت سر کے بال اُگ آئے تھے یا ویسے بیماری سے پیدا شدہ گنجاپن تھا؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ رخصتی کی تقریب اس انداز سے کیوں کی گئی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ بارات لے کر کیوں نہیں گئے؟

بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ میری ماں نے مجھے اپنے گھر لا کر سنوار کی بجائے سرورِ کونینؐ کے دروازہ پر کیوں لائی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ میری ماں مجھ جیسے لختِ جگر کو انصاری عورتوں کے سپرد کر کے کیوں چلی گئی؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ رخصتی کے وقت میرے شفیق ابا نے میرے سر پر ہاتھ کیوں نہیں رکھا؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ رخصتی کے اس نازک وقت میں ابوجان کہاں تھے؟ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ شفیق والدین کے گھر سے اس انوکھے اور نرالے انداز الوداع کے وقت میرے اور دوسرے بہن بھائی کہاں تھے؟

بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ مجھے اپنے ابو کے گھر سے جہیز میں کیا کیا ملا تھا؟

محترم قارئین! آپ بی بی کی زبانی سرورِ کونینؐ کا اشتیاق تو ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سرورِ کونینؐ کو خوابوں میں بھی بی بی عائشہ نظر آتی تھی۔ اب اس شوق طلب کو بھی دیکھئے جو آپ نے اپنے سُسر سے بوقت خواستگاری کیا تھا۔ پھر شدت انتظار بھی ملاحظہ فرمائیے کہ نیند میں بی بی کی تصویر نگاہوں میں رہتی تھی۔ اور اب اس رُخصتی کی تقریب کو بھی دیکھئے۔ ابوبکر کے دعوائے برادری کو بھی نگاہوں میں رکھئے اور بی بی کی رخصتی کا وہ منظر بھی دیکھئے جو بی بی اپنی زبانی سناتی ہے۔ پھر دولہا میاں کے ابتدائی شوق کو بھی دیکھئے اور رخصتی کی اس تقریب کو بھی دیکھئے اور باقی سب کچھ خود سوچئے۔

ہاں یہ مت بھولیے گا کہ امام بخاری سے لے کر بی بی عائشہ تک سلسلۂ روایت میں نہ کوئی سبائی ہے اور نہ کوئی رافضی ہے۔ نہ کوئی بقول دیوبندی مرتد ہے اور نہ کوئی کافر ہے بلکہ پورا سلسلہ روایت خالص مسلمانوں کا ہے اور مخلص چاہنے والوں کا ہے۔

سرورِ کونینؐ کے ساتھ

(۷۳) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۲۲، حدیث ۲۱۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت لي رسول الله اني لاعلم اذا كنت عني راضيه واذا كنت علي غضبي ، قالت فقلت من اين تعرف ذٰلك ، فقال اما اذا كنت عني راضية تقولين لا ورب محمد ، واذا كنت غضبى قلت لا ورب ابراهيم قالت قلت اجل والله يارسول الله ما اهجر الااسمك

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے فرمایا کہ تیری خوشی اور ناراضگی کا پتہ مجھے چل جاتا ہے۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب

تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے: لا و رب محمد۔ اور جب تو
ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے: لا و رب ابراھیم۔ میں نے کہا:
یارسولؐ اللہ! واقعاً ایسا ہی ہے۔ بخدا میں آپؐ کے نام کے سوا
کچھ ترک نہیں کرتی"۔

(۴) جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۳۸۵، حدیث ۱۰۱۲

عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ انی
لاعرف غضبك و رضاك قالت قلت وکیف تعرف ذاك
یارسول اللہ ، قال انك اذا کنت راضیۃً قلت بلٰی
و ربك محمد واذا کنت ساخطۃً قلت لا و رب ابراھیم،
قالت قلت اجل لست اھاجر الا اسمك

"عروہ اپنے باپ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا
ہے کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ مجھے تیری ناراضگی اور خوشی کا علم
ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا:
جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے: بلٰی و رب محمد اور جب
تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے: لا و رب ابراھیم۔ میں نے کہا:
واقعاً یارسولؐ اللہ! میں صرف آپؐ کا نام ترک کرتی ہوں"۔

حاصلِ مطالعہ

انتہائی سادہ اور معنی خیز احادیث ہیں۔ ہر دو احادیث کا راوی بی بی کا بھانجا عروہ بن زبیر ہے اور دونوں حدیثیں غیر سبائی راویوں کی نقل کردہ ہیں۔ احادیث بذاتِ خود کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ البتہ چند ایک سوالات ہیں جو میری طرح ہر فکر میں آ سکتے ہیں۔ اگر روحِ احادیث کے جاننے والے اہلِ حدیث اور بی بی کے انتہا پسند وکلاء توضیح

فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

- بی بی عائشہ کو سرورِ کونینؐ سے ناراض ہونے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی تھی؟
- ناراضگی کا سبب شرعی معاملات ہوتے تھے یا گھریلو؟
- ناراضگی باری قضا ہونے کی بدولت ہوتی تھی یا احادیث مغافیر کی طرح رقیبانہ جذبات کا نتیجہ؟
- بی بی کتنے کتنے دنوں تک سرورِ کونینؐ سے ناراض رہتی تھی؟
- بی بی کے ایامِ ناراضگی میں سلسلۂ وحی جاری رہتا تھا یا منقطع ہو جاتا تھا؟
- سرورِ کونینؐ سے ناراضگی کے بعد، ربِ محمدؐ اور ربِ ابراہیمؑ میں تفریق کا فلسفہ کیا تھا؟
- کیا سرورِ کونینؐ سے ناراضگی کے بعد بی بی نماز بھی پڑھتی یا ترک کر دیتی تھی؟
- اگر بی بی ایامِ ناراضگی میں نماز پڑھتی تھی تو اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ اور اللھم صل علی محمد وعلٰی اٰل محمد میں سرورِ کونینؐ کا اسمِ گرامی لیتی تھی یا نہیں؟
- اگر آپ کا نام نماز میں لیتی تھی تو پھر، میں صرف آپ کا نام ترک کرتی ہوں کا کیا معنی؟
- اگر نماز میں آپ کا نام نہیں لیتی تو کون سا نام استعمال کرتی تھی؟
- اگر کوئی نام ہی نہ لیتی تھی تو فقہ اہلِ حدیث اور فقہ حنفیہ کے مطابق بی بی کی وہ نماز درست تھی؟
- کیا سرورِ کونینؐ کی نبوت کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد کسی اُمتی کو آپ پر اس قدر ناراض ہونے کا حق ہے کہ وہ آپ کا نام چھوڑ دے؟
- کیا کبھی کوئی دوسری اُم المومنین بھی آپؐ سے ناراض ہوتی تھی؟

- اگر تاریخ میں کوئی اور اُم المومنین ہے تو اس کا نام بتایا جائے۔
- اگر دوسری کوئی اُم المومنین نہ مل سکے تو کیا یہ حق صرف بی بی کے لیے مخصوص تھا؟
- بی بی عائشہ سے جذباتی عقیدت سے بالا ہو کر ذرا سوچیے کہ بی بی کی سرورِ کونین سے ناراضگی کی کیا حیثیت ہے؟
- ہاں! بقول بی بی کے اپنے، کہ میں آپ کا نام ترک کرتی ہوں۔ ایامِ ناراضگی میں بی بی کلمہ بھی پڑھتی تھی یا نہیں؟
- اگر کلمہ پڑھتی تھی تو سرورِ کونینؐ کے نام ترک کرنے کا کیا معنیٰ؟
- اگر کلمہ نہیں پڑھتی تھی تو کیا کہا جائے گا؟

آپ خود سوچیے، ہم تو نہ کچھ لکھ سکتے ہیں اور نہ ہی لکھنے کی برداشت ہے۔

فصاحت و بلاغت میں جذبات

(۷۵) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۷۱، حدیث ۶۸

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قلت يارسول الله أرأيت لو انزلت واديا وفيه شجرة قد أُكِلَ منها – ووجدت شجرًا لم يؤكل منها في ايها كنت ترتع بعيرك قال في الذى يُرتع منها

"ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! اگر آپ سی ایسی وادی میں اُتریں جہاں دو قسم کے درخت ہوں۔ ایک ایسے درخت جن سے چرایا جا چکا ہو اور دوسرے ایسے درخت جن سے کچھ نہ چرایا گیا ہو۔ آپ اپنا اُونٹ کون سے درخت سے چرائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: اس درخت سے جس سے کچھ نہ چرایا گیا

ہو"۔

محترم قارئین! جو کچھ بی بی کہنا چاہتی ہے اور جس انداز میں بی بی نے اپنا مافی الضمیر پیش کیا ہے، آپ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں اس حدیث کی توضیح کے لیے مزید ضرورت نہیں۔ آپ خود سمجھ گئے ہوں گے۔

تعجب یہ ہے کہ سرورِ کونینؐ کی طرف سے بی بی کی باری پوری کرنے اور اُم المومنین سودہ کے اپنی باری کے ہبہ کے باوجود بی بی عائشہ کو ان جذبات کے اظہار کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

بس مزید خود سوچئے، میرے لیے کچھ اور لکھنا ناممکن ہے۔

شب قدر کا عبرت انگیز حشر

(۷۶) جلد اول، کتاب الصیام، ص ۷۱۱، حدیث ۱۸۸۱

ابوسهیل عن ابیه عن عائشة ان رسول قال تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الا واخر من رمضان

"ابوسہیل اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِکونینؐ نے فرمایا: شب قدر ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو"۔

(۷۷) جلد اول، کتاب الصیام، ص ۷۱۲، حدیث ۱۸۸۳

هشام قال اخبرنی ابی عن عائشة عن النبیؐ قال التمسوا

"ہشام نے اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ سرورِکونینؐ نے فرمایا (شب قدر) تلاش کرو"۔

(۷۸) جلد اول، کتاب الصیام، ص ۷۱۲، حدیث ۱۸۸۴

هشام ابن عروة عن ابیه عن عائشة قالت کان رسول اللّٰه یجاور فی العشر الا واخر من رمضان ویقول تحر والیلة القدر فی العشر الا واخر من رمضان

"ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِکونینؐ ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے: شب قدر ماہِ رمضان کے آخری عشرہ

نہ دیں اور نہ ہی دل مانتا تھا کہ ان احادیث کو اکٹھا لکھ کر پڑھنے والوں کو پریشان کریں۔ بی بی عائشہ کے اس گلدستہ جادو کو بکھیر دیا۔ اندازہ کیجیے۔

- جلد دوم، حدیث ۴۱۲ کو کتاب الجہاد میں جا پھینکا۔ بھلا بتایئے جادو اور جہاد کا آپس میں کیا رابطہ ہے اور کیا مناسبت؟
- جلد دوم، حدیث ۵۰۰ کو کتاب بدؤ الخلق میں گھسیڑا۔ بدؤالخلق کے معنی ہیں ابتدائے تخلیق۔ بھلا سرورِ کونینؐ پر جادو کے اثر اور ابتدائے تخلیق کی احادیث میں کیا نسبت؟
- جلد سوم، حدیث ۷۱۴، جلد سوم، حدیث ۷۱۵ اور جلد سوم، حدیث ۷۱۶ کو کتاب الطب میں جا ٹکایا۔ رکھنے کو تو ان احادیث کو، علاج معالجہ کی کتاب میں رکھ دیا لیکن پھر طبی علاج کوئی نہ بتایا کہ سرورِ کونینؐ نے کہیں سے علاج بھی کرایا یا نہیں۔ اگر کرایا تو کس جالینوس سے؟
- جلد سوم، حدیث ۱۰۰۰ کو کتاب الآداب میں پھنسا دیا۔ خود سوچیں، کتاب الآداب اور جادو زدہ شخص کا آپس میں کیا جوڑ؟ پھر کتاب الآداب میں حدیث سحر کا کیا تک؟
- جلد سوم، حدیث ۱۳۱۴ واحد حدیث ہے جسے امام بخاری اپنے مقام پر رکھ سکے اور وہ ہے کتاب الدعوات۔

مترجمین کی پریشانی

سچ ہے کسی چیز کی محبت انسان کو بہرا اور گونگا کر دیتی ہے۔ شدتِ محبت اور انتہائے عقیدت ہی کا نتیجہ ہے کہ مترجمین بے چارے احادیث کو دیکھتے ہیں تو وہ اُم المومنین عائشہ کی ہیں۔ متعلقہ فرد کو دیکھتے ہیں تو وہ سرورِ کونینؐ کی ذات ہے۔ بیچارے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ ایک ہی جملہ کا ترجمہ ایک جگہ جو کرتے ہیں، دل مطمئن نہیں

میں تلاش کرو"۔

(۷۹) جلد اول، کتاب الصیام، ص ۷۱۳، حدیث ۱۸۸۷

عن عبادة ابن صامت قال خرج النبی یخبرنا بلیلة القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال خرجت لاخبرکم بلیلة القدر فتلاحی فلان وفلان فرفعت وعسیٰ ان یکون خیرًا لکم فالتمسوها فی التاسعة والسابعة والخامسة

"عبادہ ابن صامت کہتا ہے کہ سرورِ کونین ہمیں شب قدر بتانے کے لیے گھر سے چلے (اسی اثناء میں) دو مسلمان آپس میں اُلجھ پڑے۔ آپؐ نے فرمایا: میں نکلا تو تھا تا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں جھگڑنے لگے اور شب قدر میرے ذہن سے نکل گئی۔ ممکن ہے اسی میں تمہاری بہتری ہو لہٰذا شب قدر نویں، ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو"۔

جائزہ

کل چار احادیث ہیں۔ تین تو اُم المومنین عائشہ سے منقول ہیں جن میں سے دو کا راوی آپ کا بھانجا زادہ ہشام ابن عروہ ہے اور ایک ابو سہیل کے باپ سے ہے۔ جبکہ حدیث ۱۸۸۷ میں اُم المومنین عائشہ کی نہیں بلکہ عبادہ ابن صامت کی ہے۔ لکھی اس لیے ہے کیونکہ اس میں شب قدر گم ہو جانے کی ذرا تفصیل ہے۔

یہ ہیں ہمارے خاتم الانبیاءؐ۔ اللہ بھیجتا ہے جاؤ تبلیغ کرو، میری مخلوق کو احکام بتاؤ، ہمارے پیارے نبیؐ گھر سے احکام بتانے چلتے ہیں۔ راستہ میں حکمِ خدا بھول جاتے ہیں۔ پھر اُمت سے کہتے ہیں ___ لو دوستو! چلا تو تھا تمہیں حکمِ خدا سے آگاہ کرنے لیکن

راستہ میں بھول گیا۔ اب نشانی میں بتائے دیتا ہوں تلاش خود کر لینا۔

گویا اب شب قدر تلاش کرنا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ ذاتِ احدیت نے جبریلؑ کے ذریعہ سرورِ کونینؐ تک پہنچا دی۔ ذاتِ احدیت کی ذمہ داری بھی ختم ہو گئی۔ جبریلؑ نے ڈیوٹی ادا کر دی اور سرورِ کونینؐ ابھی تک پہنچا نہ پائے تھے کہ بھول گئے۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ شب قدر میں کیا واقعتاً کوئی اہمیت ہے؟

- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت نہیں تو سرورِ کونینؐ کا بار بار یہ فرمانا کہ تلاش کرو، ڈھونڈو، چہ معنی دارد؟
- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت ہے تو پھر سرورِ کونینؐ سے ذاتِ احدیت نے کوئی باز پرس کی یا نہیں؟
- اگر آپ سے کوئی باز پرس ہوئی تو کب، کیسے اور کہاں؟
- اگر باز پرس نہیں ہوئی تو سرورِ کونینؐ نے اصحاب کو حکمِ جستجو دینے کے بجائے خود ذاتِ احدیت سے رجوع کیوں نہ کیا؟
- خود اصحاب اور بی بی عائشہ نے یہ مشورہ کیوں نہ دیا کہ قبلہ آپ خود بھی مشقت اُٹھا رہے ہیں، ہمیں بھی مشقت میں ڈال رہے ہیں۔ خود بھی تلاش شب قدر میں ماہِ رمضان کے آخری دس دن مسجد میں گزارتے ہیں۔ ہم بھی مسجد میں گزار دیتے ہیں اور نہ آپ کو حاصل ہو رہی ہے۔ نہ ہمیں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ ذاتِ احدیت ہی سے درخواست کر لیجیے وہی بتا دے؟
- کیا شب قدر بھول جانے سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ سرورِ کونینؐ دیگر احکامِ خداوندی بھی بھول جاتے ہوں گے۔
- کیا شب قدر کا بھول جانا سرورِ کونینؐ کے فرائض منصبی میں غفلت کے ذیل میں نہیں آئے گا؟

راستہ میں بھول گیا۔ اب نشانی میں بتائے دیتا ہوں تلاش خود کرلینا۔

گویا اب شب قدر تلاش کرنا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ ذاتِ احدیت نے جبریلؑ کے ذریعہ سرورِ کونینؐ تک پہنچا دی۔ ذاتِ احدیت کی ذمہ داری بھی ختم ہوگئی۔ جبریلؑ نے ڈیوٹی ادا کردی اور سرورِ کونینؐ ابھی تک پہنچا نہ پائے تھے کہ بھول گئے۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ شب قدر میں کیا واقعتا کوئی اہمیت ہے؟

- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت نہیں تو سرورِ کونینؐ کا بار بار یہ فرمانا کہ تلاش کرو، ڈھونڈو، چہ معنی دارد؟
- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت ہے تو پھر سرورِ کونینؐ سے ذاتِ احدیت نے کوئی بازپُرس کی یا نہیں؟
- اگر آپ سے کوئی بازپُرس ہوئی تو کب، کیسے اور کہاں؟
- اگر بازپُرس نہیں ہوئی تو سرورِ کونینؐ نے اصحاب کو حکمِ جستجو دینے کے بجائے خود ذاتِ احدیت سے رجوع کیوں نہ کیا؟
- خود اصحاب اور بی بی عائشہ نے یہ مشورہ کیوں نہ دیا کہ قبلہ آپ خود بھی مشقت اُٹھا رہے ہیں، ہمیں بھی مشقت میں ڈال رہے ہیں۔ خود بھی تلاش شب قدر میں ماہِ رمضان کے آخری دس دن مسجد میں گزارتے ہیں۔ ہم بھی مسجد میں گزار دیتے ہیں اور نہ آپ کو حاصل ہو رہی ہے۔ نہ ہمیں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ ذاتِ احدیت ہی سے درخواست کرلیجیے وہی بتا دے؟
- کیا شب قدر بھول جانے سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ سرورِ کونینؐ دیگر احکامِ خداوندی بھی بھول جاتے ہوں گے۔
- کیا شب قدر کا بھول جانا سرورِ کونینؐ کے فرائض منصبی میں غفلت کے ذیل میں نہیں آئے گا؟

- اگر فرائض منصبی کی بجا آوری میں غفلت شمار ہو تو عہدۂ نبوت متاثر ہو گا یا نہیں؟
- اگر نہیں ہو گا تو کیوں؟
- افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسجد میں جو دو اصحاب باہم تو تکار میں مصروف تھے عبادہ نے ان شریفوں کے نام بھی نہیں بتائے؟
- یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کے لڑنے کی وجہ کیا تھی؟
- یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کی لڑائی سے جو اتنا بڑا حکمِ الٰہی سرورِ کونینؐ بھول گئے پھر ان کی لڑائی کا نتیجہ کیا ہوا؟
- ان کی لڑائی میں سرورِ کونینؐ نے کوئی دلچسپی لی یا نہ؟
- کیا مسجد میں باہمی تو تکار مسلمانوں کا معمول تھی؟

اہم مسئلہ

مولانا صادق حسین صاحب خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی اور سرپرست خدام حق چار یار عشرۂ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ کے فوراً بعد چوبیس صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ۔

اس میں دیگر اسبابِ کفر کے علاوہ ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ شیعہ بدأ کے قائل ہیں اور کافر ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ پڑھ لیجیے۔ پمفلٹ، ص ۱۵ آخری دو سطر ہیں۔

دوسرا کفر شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بدأ ہو جایا کرتا ہے یعنی علمِ الٰہی میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عواقب امور سے جاہل ہیں (معاذ اللہ) یہ مولانا کے الفاظ ہیں۔

ملاحظہ فرما لیا ہے آپ نے بھی ـــــ اب ذرا اس عبارت کو دیکھنے کے بعد انہی احادیث شب قدر کو بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

شب قدر جس کا تذکرہ ذاتِ احدیت نے سورہ انا انزلنٰہ میں یوں فرمایا

راستہ میں بھول گیا۔ اب نشانی میں بتائے دیتا ہوں تلاش خود کر لینا۔

گویا اب شب قدر تلاش کرنا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ ذاتِ احدیت نے جبریلؑ کے ذریعہ سرورِ کونینؐ تک پہنچا دی۔ ذاتِ احدیت کی ذمہ داری بھی ختم ہوگئی۔ جبریلؑ نے ڈیوٹی ادا کر دی اور سرورِ کونینؐ ابھی تک پہنچا نہ پائے تھے کہ بھول گئے۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ شب قدر میں کیا واقعاً کوئی اہمیت ہے؟

- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت نہیں تو سرورِ کونینؐ کا بار بار یہ فرمانا کہ تلاش کرو، ڈھونڈو، چہ معنی دارد؟
- اگر شب قدر میں کوئی اہمیت ہے تو پھر سرورِ کونینؐ سے ذاتِ احدیت نے کوئی بازپرس کی یا نہیں؟
- اگر آپ سے کوئی بازپرس ہوئی تو کب، کیسے اور کہاں؟
- اگر بازپرس نہیں ہوئی تو سرورِ کونینؐ نے اصحاب کو حکمِ جستجو دینے کے بجائے خود ذاتِ احدیت سے رجوع کیوں نہ کیا؟
- خود اصحاب اور بی بی عائشہ نے یہ مشورہ کیوں نہ دیا کہ قبلہ آپ خود بھی مشقت اُٹھا رہے ہیں، ہمیں بھی مشقت میں ڈال رہے ہیں۔ خود بھی تلاش شب قدر میں ماہِ رمضان کے آخری دس دن مسجد میں گزارتے ہیں۔ ہم بھی مسجد میں گزار دیتے ہیں اور نہ آپ کو حاصل ہو رہی ہے۔ نہ ہمیں کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ ذاتِ احدیت ہی سے درخواست کر لیجیے وہی بتا دے؟
- کیا شب قدر بھول جانے سے یہ گمان نہیں ہوتا کہ سرورِ کونینؐ دیگر احکامِ خداوندی بھی بھول جاتے ہوں گے۔
- کیا شب قدر کا بھول جانا سرورِ کونینؐ کے فرائض منصبی میں غفلت کے ذیل میں نہیں آئے گا؟

- اگر فرائض منصبی کی بجا آوری میں غفلت شعار ہو تو عہدۂ نبوت متاثر ہوگا یا نہیں؟
- اگر نہیں ہوگا تو کیوں؟
- افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسجد میں جو دو اصحاب باہم تو تکار میں مصروف تھے عبادہ نے ان شریفوں کے نام بھی نہیں بتائے؟
- یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کے لڑنے کی وجہ کیا تھی؟
- یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کی لڑائی سے جو اتنا بڑا حکمِ الٰہی سرورِ کونینؐ بھول گئے پھر ان کی لڑائی کا نتیجہ کیا ہوا؟
- ان کی لڑائی میں سرورِ کونینؐ نے کوئی دلچسپی لی یا نہ؟
- کیا مسجد میں باہمی تو تکار مسلمانوں کا معمول تھی؟

اہم مسئلہ

مولانا صادق حسین صاحب خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی اور سرپرست خدام حق چار یار عشرۂ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ کے فوراً بعد چوبیس صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ۔

اس میں دیگر اسبابِ کفر کے علاوہ ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ شیعہ بدأ کے قائل ہیں اور کافر ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ پڑھ لیجیے۔ پمفلٹ، ص ۱۵ آخری دو سطر ہیں۔

دوسرا کفر شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بدأ ہو جایا کرتا ہے یعنی علمِ الٰہی میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عواقب امور سے جاہل ہیں (معاذ اللہ) یہ مولانا کے الفاظ ہیں۔

ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے بھی ـــــ اب ذرا اس عبارت کو دیکھنے کے بعد انہی احادیث شب قدر کو بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

شب قدر جس کا تذکرہ ذاتِ احدیت نے سورۃ انا انزلنہ میں یوں فرمایا

ہے کہ ایک شب قدر ہزار ماہ پر بھاری ہے۔ ظاہر ہے ذاتِ احدیت ہی نے سرورِ کونینؐ کو بتائی ہوگی کہ ماہِ رمضان میں فلاں شب شب قدر ہے اور یہ بھی طے ہے کہ ذاتِ احدیت ہی نے سرورِ کونینؐ کو بھی اجازت دی ہوگی کہ جا اور اپنی اُمت کو بھی بتا دے۔ اب جو سرورِ کونینؐ بتانے چلے تو آپ کے ذہن سے شب قدر اٹھالی گئی ۔۔۔ ذرا پڑھیے ناں۔ عبادہ کی حدیث، فرماتے ہیں: فَرُفِعَتْ پس اُٹھالی گئی۔

اب سرورِ کونینؐ سے اٹھانے والا کون ہوسکتا ہے؟ ① ذاتِ احدیت ② شیطان۔ اگر سوادِ اعظم بھائی یہ بات مان لیں تو انہیں اختیار ہے کہ اٹھانے والا شیطان تھا۔ ہم شیعہ اثنا عشریہ تو یہ تصور بھی نہیں کرسکتے کہ شیطان سرورِ کونینؐ پر مسلط ہوسکے اور ہم اپنا یہ عقیدہ قرآن کریم کی قطعی نصوص سے ثابت کرسکتے ہیں۔

اب دوسری صورت رہی۔ شب قدر ذہن نبیؐ سے ذاتِ احدیت نے اُٹھالی۔ بھلا اب بتایئے جب اُمت کو بتانے کی اجازت ملی تھی کیا اس وقت علمِ الٰہی اور تھا؟ اور جب بتانے کی اجازت سلب کرنے کے بجائے خود علم شب قدر سرورِ کونینؐ سے لے لیا تو اس وقت علمِ الٰہی اور ہوگیا یا نہیں؟ اگر علمِ الٰہی بدل گیا تو مان لو یہ بدأ ہے۔ اور اگر علمِ الٰہی نہیں بدلا تو پھر علم شب قدر ذہنِ رسولؐ سے کیوں اٹھالیا گیا؟

علاوہ ازیں ایک مرتبہ پھر حدیث عبادہ میں غور فرمائیں سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں:

عسٰی ان یکون خیرًا لکم "ممکن ہے تمہاری بہتری اسی میں ہو"۔

جب ذاتِ احدیت کی اجازت سے سرورِ کونینؐ مسلمانوں کو شب قدر سے آگاہ کرنے چلے تھے۔ اس وقت علمِ الٰہی کے مطابق، مسلمانوں کو شب قدر بتا دینے میں بہتری تھی۔

اور جب ذاتِ احدیت نے علمِ شب قدر ذہنِ رسولؐ سے اُٹھالیا تو اس وقت مسلمانوں کی بہتری شبِ قدر سے لاعلم ہونے میں ہوگئی۔ کیا یہی بدأ نہیں؟ کیا بخاری

کی ان احادیثِ صحیحہ نے شیعہ مسلک ثابت نہیں کر دیا۔

یہ تو تھا ایک الزامی جواب جو ان احادیث کے سلسلہ میں سامنے آ گیا اور راقم الحروف نے گزارش کر دی۔ ویسے مسئلہ بدأ کے متعلق انشاء اللہ فتویٰ کا مفصل جواب شائع ہونے پر آپ کو مل جائے گا۔ یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ بیچارے صادق حسین صاحب کیا جانیں کہ تغیر و تبدل علم کا مفہوم کیا ہے؟

آخری سوال

* جب بقول سرورِ کونینؐ ہماری بہتری ہی اسی میں تھی کہ آپ کے ذہن سے شب قدر کا علم اٹھا لیا جائے اور ہمیں معلوم نہ ہو تو پھر بی بی عائشہ کی تین احادیث اور عبادہ ابن صامت کی حدیث میں سرورِ کونینؐ کے اس ارشاد گرامی کا کیا مطلب کہ: تلاش کرو، ڈھونڈو؟

* جب سرورِ کونینؐ کی زندگی تک شب قدر معین نہ ہو سکی تو پھر آپ کے بعد ستائیس ماہِ رمضان کی شب کو کیسے شب قدر بنا لیا گیا؟ کب یہ شب قدر بنی؟ کس نے بنائی؟ اور کیوں بنائی؟

میرے خیال میں تو خلیفۂ چہارم حضرت علیؑ کی خبر شہادت شام میں پہنچنے کے بعد اُمت مسلمہ کے ماموں جان نے شہادتِ علیؑ کی خوشی منانے کی خاطر ایک ترکیب نکالی تھی کیونکہ مقصد جشن منانا تھا اور جشنِ شہادتِ علیؑ کے نام پر منایا نہیں جا سکتا تھا۔ ورنہ جس رات کو سرورِ کونینؐ تمام زندگی تلاش کرتے رہے اور نہ مل سکی۔ آپؐ کے بعد وہ رات کیسے ہاتھ آ گئی؟

- اور ستائیسویں ماہِ رمضان کا جشن شہادت علیؑ بالکل اسی طرح ہے جس طرح آج اُمت مسلمہ ۱۲ ربیع الاول کو جشن میلاد مناتی ہے۔

- ہمارے شیعہ اثنا عشریہ کے ہاں تو سرورِ کونینؐ کی تاریخ ولادت ۱۷ ربیع الاول

ہے۔ آپؐ کی تاریخ شہادت ۲۸ صفر ہے۔ ہم شیعہ تو ۲۸ صفر کو آپ کی شہادت اور ۱۷ ربیع الاول جشن میلاد منا لیتے ہیں۔

- لیکن سوادِ اعظم کے نزدیک یومِ ولادت اور یومِ وفات دونوں ۱۲ ربیع الاول ہیں۔
- ولادت تریسٹھ برس قبل تھی وفات تریسٹھ برس بعد میں ہوتی ہے۔
- وقتِ ولادت کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ بچہ آگے چل کر کیا بننے والا ہے جبکہ وقتِ وفات دنیا آپ کے نام کا کلمہ پڑھ رہی تھی۔
- ولادت کی مسرت بجا سہی لیکن وفات کا قلق اور غم کہیں زیادہ ہوتا ہے۔
- اسی صحیح بخاری میں احادیثِ وفات سرورِ کونینؐ کے ذیل میں آپ آگے چل کر دیکھیں گے کہ اصحاب پر آپؐ کی وفات کا اتنا شدید اثر ہوا کہ:

○ حضرت علیؑ پر سکتہ کی حالت طاری ہوگئی۔ حضرت عمر اتنا مضطرب ہوئے کہ آپ کو آپؐ کی وفات کا یقین ہی نہ آتا تھا۔ حضرت ابوبکر آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتے تھے۔

○ جب اصحاب کا یہ حال تھا تو اُمت کے لیے بھی تو کچھ ہونا چاہیے تھا لیکن جب آج اُمت مسلمہ نے سرورِ کونینؐ کے یومِ وفات کو ایک بہت بڑے جشن سے بدل ڈالا ہے۔ گویا اُمت سرورِ کونین کی وفات پر خوش ہوتی ہے۔

میرے ذاتی خیال کے مطابق: جشنِ میلاد النبیؐ، ولادت سرورِ کونین کا جشن نہیں ہوتا بلکہ حضرت ابوبکر کی تاجپوشی کا جشن ہوتا ہے۔ اگر یہ جشن میلاد ہی ہوتا تو سال کے باقی ۳۶۴ دنوں میں سے کسی دن کو منتخب کر کے سرورِ کونینؐ کی وفات کا دن بھی تو منایا جاتا۔ جس میں مسلمہ اپنے محسنِ اعظم کے جدا ہونے پر اظہارِ رنج و غم کرتی۔

اُم المومنین کا اذن جہاد

(۸۰) جلد اول، ابواب العمرۃ، ص ۶۶۷، حدیث ۱۷۳۲

عائشة بنت طلحة عن عائشة قالت قلت یا رسول اللّٰہ الا نغزو ونجاهد معكم؟ فقال ولكن احسن الجهاد واجمله الحج

"عائشہ بنت طلحہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ہم (عورتیں) آپؐ کے ساتھ (شانہ بشانہ) جہاد نہ کریں؟

آپؐ نے فرمایا: (تمہارا) حسین وجمیل جہاد حج ہے۔

(۸۱) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۵۶، حدیث ۵۳

عائشة بنت طلحة عن عائشة قالت یا رسول اللّٰہ، نری الجهاد افضل العمل افلا نجاهد؟ قال لكن افضل الجهاد حج مبرور

"عائشہ بنت طلحہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ اس نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! ہم تو جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں کیا ہم آپ کے ساتھ (دوش بدوش) جہاد نہ کریں؟

آپؐ نے فرمایا: بلکہ (تمہارے لیے) افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

(۸۲) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۸۵، حدیث ۱۳۹

عائشة بنت طلحة عن عائشة : قالت استاذنت النبیؐ
في الجهاد ، فقال جهاد كن الحج

''عائشہ بنت طلحہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ میں
نے سرورِ کونینؐ سے جہاد کی اجازت مانگی۔
آپؐ نے فرمایا: تمہارا جہاد حج ہے۔

(۸۳) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۸۶، حدیث ۱۴۰

عائشة بنت طلحة من عائشة ساله نسائه عن الجهاد
فقال نعم الجهاد الحج

''ازواجِ نبیؐ نے سرورِ کونینؐ سے اذن جہاد مانگا۔ آپؐ نے فرمایا
(تمہارا) بہترین جہاد حج ہے''۔

جائزہ

① ہر چہار احادیث کی راویہ تنہا عائشہ بنت طلحہ ہے۔

② تین احادیث میں اذن جہاد اُم المومنین عائشہ خود مانگتی ہیں۔

③ ایک حدیث میں اذن جہاد اُمہات المومنین خود مانگتی ہیں۔ اُم المومنین صرف ان کے سوال اور سرورِ کونینؐ کے جواب نقل کر دیتی ہیں۔

اندازِ احادیث سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ:

- پہلے دو مرتبہ بی بی عائشہ نے سیدھے سادے انداز میں اذن جہاد مانگا ہوگا۔
- تیسری مرتبہ بی بی نے جہاد کے فضائل سنا کر سرورِ کونینؐ سے اذن جہاد مانگا۔
- سرورِ کونینؐ کی مسلسل نفی کے بعد بی بی نے اپنے گروپ کی ازواجِ نبیؐ کو اذن جہاد مانگنے پر آمادہ کیا ہوگا اور خود خاموشی سے سرورِ کونینؐ کے جواب کا انتظار کیا

ہوگا۔

● سرورِ کونینؐ کا جواب تو آپ نے دیکھ ہی لیا ہے، ہر مرتبہ ایک ہے اور وہ ہے:

تمہارا جہاد حج ہے۔

کون سا جہاد

میرے سادہ لوح اور خوش عقیدہ قارئین ممکن ہے آپ کو علائے کرام یہ باور کرانے کی کوشش کریں کہ بی بی عائشہ تلوار بدست نیزہ بہ بغل، ڈھال بپشت، خود بسر، زرہ بجسم اور گھوڑا زیرِ راں، مردوں کی طرح میدانِ جنگ میں مقابلہ کی اجازت نہیں مانگ رہی بلکہ بی بی کی مراد مجاہدین کی خدمت، مجروحین کی مرہم پٹی اور پیاسوں کو پانی پلانا ہے تو گزارش یہ ہے کہ اس نظریہ کو خود امام بخاری کے مترجمین نے غلط کردیا ہے۔

سابقاً احادیث تماشا بینی میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ:

مترجمین نے حبشیوں کے کھیل تماشا کو جنگی کرتبوں سے تعبیر کیا ہے۔ اور حال ہی میں مولانا نورالحسن بخاری نے علامہ حسین بخش صاحب کی ترجمہ کتاب "مناظرہ بغداد" کے جواب میں "اصحابِ رسولؐ" نامی ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں موصوف نے حبشیوں کے مسجد میں کھیل تماشا کو جنگی مشقوں سے تعبیر کیا ہے؟

ان دو نظریات کی بنیاد پر بی بی عائشہ کا مجاہدین کی خدمت کی اجازت مانگنا بے جوڑ سا لگتا ہے۔ کیونکہ سرورِ کونینؐ بی بی کو جنگی مشقیں دکھاتے ہیں اور بی بی، مجاہدین کی خدمت کا اذن مانگتی ہے۔

علاوہ ازیں، ان شاء اللہ اسی نظامِ مصطفیٰؐ کے حصہ دوم میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ بی بی سے مروی احادیث افک میں امام بخاری نے بی بی کی اپنی زبانی اس خیال کو مسترد کردیا ہے کہ اذن جہاد سے مراد مجاہدین کی خدمت تھی۔ کیونکہ مجاہدین کی خدمت کے لیے تو سرورِ کونینؐ اور دیگر صحابہ اپنی ازواج کو لے جاتے تھے۔

لہٰذا ان چار احادیث میں جس جہاد کی اجازت بی بی مانگ رہی ہے وہ ہے صرف اور صرف: گھڑسواری، نیزہ بازی، تلوار زنی اور تیراندازی اور یہ سب کچھ بی بی کے سپاہیانہ جذبات اور جنگجویانہ تصورات کی عکاسی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جنگِ جمل میں:

* اُمت مسلمہ کے صحیح اور منتخب خلیفہ چہارم حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کا آغاز نہ کرتیں۔
* سرورِ کونینؐ کی صریح اور واضح ممانعت کے باوجود اُمت مسلمہ میں دروازہ جنگ نہ کھولتیں۔
* جمہوری اصول کے مطابق چنے گئے خلیفہ کے خلاف مسلح لشکرکشی کا راہ نہ دکھاتیں۔
* جنگِ صفین اور جنگِ نہروان کی بنیاد نہ رکھیں۔
* اور اُمت مسلمہ کے مصلحِ اعظم، فرزند رسولؐ امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر نہ چلاتیں۔

عذرِ لنگ:

ممکن ہے محراب ومنبر کے اجارہ دار یہ عذر پیش کریں کہ جنگِ جمل بی بی کی اجتہادی غلطی تھی جس طرح علامہ قوشجی نے، عمر صاحب کی حرمت متعہ اور اذان میں حیّ علٰی خیر العمل پر پابندی لگانے کے جواب میں کہا ہے۔ سرورِ کونینؐ کے اجتہاد سے اجتہادِ عمر کا تصادم ہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ دو مجتہد آپس میں مختلف ہو سکتے ہیں۔

راقم الحروف نے اپنے کتابچہ ''جوازِ متعہ'' میں انتہائی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بی بی کا جنگِ جمل اور عمر کا متعہ اور اذان میں حیّ علٰی خیر العمل پر پابندی عائد کرنا دو مجتہدوں کا اختلاف رائے نہیں بلکہ یہ نص اور اجتہاد کا تصادم ہے۔

* سرورِ کونینؐ نبی ہیں۔ بی بی اور عمر صاحب اُمت ہیں۔
* قولِ نبیؐ نص کہلاتا ہے کیونکہ نبیؐ کا تعلق براہِ راست ذاتِ احدیت سے ہوتا ہے، جب کہ اُمتی کا قول اجتہاد کہلاتا ہے۔ اُمتی اقوالِ نبیؐ کی روشنی میں اجتہاد کرتا ہے۔
* نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔
* جہاں بھی نص کے مقابلہ میں اجتہاد آئے گا، نص کو قبول کیا جائے گا اور اجتہاد کو ٹھکرا دیا جائے گا۔

اب اس نص اور اجتہاد کے مختصر سے فرق کے بعد بھلا بتائیں:

* بی بی عائشہ کا جنگِ جمل میں خلیفۂ وقت کے خلاف نبرد آزمائی امام بخاری کی نقل کردہ گذشتہ چار احادیثِ صحیحہ کی خلاف ورزی نہیں؟
* اگر خلاف ورزی نہیں تو اسے کیا کہا جائے گا؟
* کیا ارشادِ رسولؐ حکمِ خدا نہیں۔
* کیا فرمانِ مصطفیٰؐ کی توہین نہیں۔
* کیا زوجۂ مصطفیٰؐ کا بنفسِ نفیس میدانِ جدال میں آ کر اُمتِ مصطفیٰؐ کو دولخت کر کے ایک فریق کی کمان کرنا، نظامِ مصطفیٰؐ اور مقامِ مصطفیٰؐ دونوں کی توہین نہیں؟

اُم المومنین خدیجہؑ سے حسد

(۸۴) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۳۶، حدیث ۱۰۰۴

هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما غرت على امرأة للنبيؐ ما غرت على خديجة هلكت قبل ان يتزوجني النبيؐ لما كنت اسمعه يذكرها وأمره الله ان يبشرها ببيت من قصب

"ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ازواج نبیؐ میں سے کسی زوجہ سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنا اُم المومنین خدیجہ سے، حالانکہ میری شادی سے قبل وہ فوت ہوچکی تھی اور اللہ نے سرورِ کونینؐ کو بھی حکم دیا تھا کہ اُم المومنین خدیجہ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سنا دو"۔

(۸۵) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۳۶، حدیث ۱۰۰۵

هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما غرت على احد من نساء النبي ما غرت على خديجه وما رأيتها لكن كان النبي يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها فى صدائق خديجه فربما قلت كانه لم تكن في الدنيا امرأة الا خديجة فيقول انها كانت وكان لى فيها ولد

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ازواجِ نبیؐ میں سے مجھے کسی زوجہ سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنا اُم المومنین خدیجہ سے، حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ البتہ سرورِ کونینؐ اُم المومنین خدیجہ کا تذکرہ اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات آپؐ بکری ذبح فرماتے۔ اس کے اعضاء کاٹ کر اُم المومنین خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ بسا اوقات میں کہہ بیٹھتی دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہیں۔ آپؐ فرماتے خدیجہ ہی سے میری اولاد ہے"۔

(۸۶) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۳۶، حدیث ۱۰۰۴

هشام عن ابیه عن عائشة قالت ما غرت علی امرأة ما غرت علی خدیجة من کثرة ذکر رسولؐ الله ایاها قالت وتزوجنی النبیؐ بعدها بثلاث سنین وامره عزوجلّ او جبریل ان یبشرها ببیت فی الجنة من قصب

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنی خدیجہ سے، کیونکہ سرورِ کونینؐ کثرت سے خدیجہ کا ذکر کرتے تھے حالانکہ خدیجہ کے تین برس بعد سرورِ کونینؐ نے مجھ سے شادی کی اور آپ کو اللہ یا جبریلؑ نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خدیجہ کو موتیوں سے بنے ہوئے محل کی جنت میں بشارت دے دیں"۔

(۸۷) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۲۲، حدیث ۲۱۳

هشام اخبرنی ابی عن عائشة انها قالت ما غرت علی

امرأة من نساء النبیؐ کما غرت علی خدیجه بکثرة ذکر یارسول الله ایاها وثنائه علیها وقد اوحی الی رسول الله ان یبشرها ببیت لها فی الجنة من قصب

''ہشام نے اپنے باپ عروہ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ مجھے ازواجِ نبیؐ میں سے کسی زوجہ پر اتنی غیرت نہیں آئی، جتنی اُم المومنین خدیجہ سے، کیونکہ سرورِ کونینؐ اکثر اُم المومنین خدیجہ کا تذکرہ اور تعریف کرتے تھے حالانکہ اللہ نے بذریعہ وحی سرورِ کونینؐ کو فرمایا تھا کہ اُم المومنین خدیجہ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سنا دے''۔

(۸۹) جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۳۶۲، حدیث نمبر ۹۴۲

هشام عن ابیه عن عائشة قالت ما غرت علی امرأة ما غرت علی خدیجة ولقد هلکت قبل ان یتزوجنی بثلاث سنین لما کنت اسمعه یذکرها ولقد امرہ ربه ان یبشرها ببیت فی الجنة من قصب وان کان لیذبح الشاة ثم یهدی فی خلتها منها

''ہشام اپنے باپ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی جتنا اُم المومنین خدیجہؑ سے حالانکہ میری شادی سے تین برس قبل اس کی وفات ہو چکی تھی۔ کیونکہ میں سرورِ کونینؐ سے اکثر اس کا ذکر سنتی تھی اور اللہ نے سرورِ کونین کو حکم دیا تھا کہ اُم المومنین خدیجہؑ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی بشارت سنا دے۔ بعض اوقات

سرورِ کونینؐ بکری ذبح کرتے اور اُم المومنین خدیجہؑ کی سہیلیوں میں بانٹ دیتے تھے"۔

(۸۹) جلد سوم، کتاب التوحید، ص نمبر ۸۹۴، حدیث نمبر ۲۳۳۲

هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة ولقد امره ربه ان يبشرها ببيت في الجنة

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھ کو کبھی کسی عورت سے اتنی غیرت نہیں آئی، جتنا اُم المومنین خدیجہؑ سے حالانکہ سرورِ کونینؐ کو اللہ نے حکم دیا ہوا تھا کہ اُم المومنین خدیجہؑ کو جنت میں مکان کی خوشخبری سنا دے"۔

جائزہ

- تمام احادیث کا راوی تنہا عروہ ابن زبیر ہے۔
- سرورِ کونینؐ کی اُم المومنین عائشہ سے شادی اُم المومنین خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد ہوئی۔
- سرورِ کونینؐ اُم المومنین خدیجہ کا تذکرہ بی بی عائشہ کی قوتِ برداشت سے زیادہ فرماتے ہیں۔
- بی بی عائشہ سرورِ کونینؐ پر اعتراض کرتی ہے۔
- سرورِ کونینؐ فرماتے ہیں کہ خدیجہ میری نسل کی امینہ تھی۔
- سرورِ کونینؐ بحکم خدا اُم المومنین خدیجہ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔
- سرورِ کونینؐ اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی یاد منانے کے بطور بکری ذبح کرتے ہیں اور اُم المومنین خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے ہیں۔

غیرت کیوں؟

خود بی بی عائشہ نے اُم المومنین خدیجہ سے غیرت کے جو اسباب بتائے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

* بی بی کے لیے سرورِ کونینؐ کی زبانی اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کی تعریف نا قابلِ برداشت تھی۔
* بی بی کے لیے سرورِ کونینؐ کی زبانی اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کا کثرت سے تذکرہ نا قابلِ برداشت تھا۔
* بی بی کے لیے اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد کا وجود بصورت حضرت فاطمہؑ نا قابلِ برداشت تھا۔
* بی بی عائشہ کی اپنی آغوش کا خالی رہنا اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ سے موجب غیرت تھا۔
* خداوند عالم کا سرورِ کونینؐ کو اُم السادات خدیجہ کے لیے بشارت کا حکم دینا بی بی عائشہ کے لیے موجبِ غیرت تھا۔
* سرورِ کونینؐ کا اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجنا باعثِ غیرت تھا؟
* بی بی عائشہ احساسِ کمتری سببِ غیرت تھا۔
* سرورِ کونینؐ کا اُم المومنین خدیجہ کی زندگی میں دوسری شادی نہ کرنا اور اُم المومنین عائشہ کی زندگی میں آٹھ بیویاں اور کر لینا بھی باعثِ غیرت تھا۔

رشک یا حسد

ممکن ہے آپ تصدیق احادیث کے لیے بخاری شریف دیکھیں اور ترجمہ میں آپ کو غیرت کا لفظ نظر نہ آئے بلکہ غیرت کی جگہ قاری عادل خان کا ترجمہ، رشک نظر

آئے اور آپ مجھ غریب پر برسنے لگیں تو آئیے ابھی سے میں خود ہی یہ معاملہ بھی صاف کر دوں تاکہ اشتباہ نہ رہے۔

تمام احادیث میں بی بی فرماتی ہیں: ما غِرت۔ قاری عادل صاحب نے معنی کیا ہے۔ میں نے رشک نہیں کیا۔ جبکہ راقم الحروف نے معنی کیا ہے۔ میں نے غیرت نہیں کی۔ قاری صاحب کو چونکہ بے انتہا عقیدت تھی۔ اس لیے عقیدت ان کے علم پر غالب آ گئی اور انہوں نے مذکورہ ترجمہ کیا ہے جبکہ راقم الحروف کو سرورِ کونینؐ کی نسبت سے عقیدت تو ضرور ہے لیکن میری عقیدت میرے علم اور دیانت میں حائل نہیں ہو گی۔

آئیے ذرا پہلے رشک اور حسد میں امتیاز کر لیں۔ پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ بتائیں معنی میرا درست ہے یا قاری صاحب کا۔

* رشک میں محبت ہوتی ہے، حسد میں نفرت ہوتی ہے۔
* رشک میں اُنس ہوتا ہے، حسد میں رقابت ہوتی ہے۔
* رشک میں اپنے لیے بھی اس چیز کی خواہش کی جاتی ہے جو دوسرے کے پاس ہو۔ جبکہ حسد میں دوسرے سے چھن جانے کی خواہش ہوتی ہے خواہ آپ کو کچھ ملے یا نہ ملے۔ اس امتیاز کے بعد اب ذرا احادیث میں غور فرمائیے۔
* جلد دوم، حدیث ۱۰۰۳ اور جلد ۹۴۲ میں بی فرماتی ہے:

هلكت قبل ان يتزوجني النبي ...... سرورِ کونینؐ کے ساتھ میری شادی سے قبل خدیجہ ہلاک ہو چکی تھی۔ ذرا عربی زبان کی وسعت اور بی بی عائشہ کی فصاحت و بلاغت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجیے کہ بی بی کے ان الفاظ میں رشک ہے یا حسد۔

* نہ تو عربی زبان کا دائرہ تنگ ہے اور نہ ہی بی بی کے پاس ذخیرۂ الفاظ کی کمی ہے لیکن وفات اُم السادات خدیجہ کا تذکرہ کرتی ہیں۔ لفظ، ہلاکت سے اب بتائیے۔

یہ حسد ہے یا رشک؟

* مجھ جیسا عربی نا آشنا شخص بھی لفظ ہلاکت استعمال کیے بغیر کئی الفاظ کے ساتھ وفات خدیجہ کا تذکرہ کرسکتا ہے۔ اگر بی بی میں حسد نہ ہوتا اور رشک ہوتا تو
* مضت قبل ان یتزوجنی ''میری شادی سے قبل گزر چکی تھی''۔
* خلت قبل ان یتزوجنی " " "
* توفت قبل ان یتزوجنی ''میری شادی سے قبل وفات پا چکی تھی''۔

وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں سابقاً حسد کیوں؟ کے زیرِ عنوان اسبابِ حسد بھی عرض کیے جا چکے ہیں۔ جن میں سے زیادہ بی بی کے اپنے بیان کردہ ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قاری صاحب کے قلم پر حقیقت کی نسبت عقیدت غالب آ گئی۔

تین برس

ایک مرتبہ پھر حدیث ۱۰۰۴ میں اور حدیث ۹۴۲ میں غور فرمائیے۔ بی بی فرماتی ہیں کہ وفات اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ اور میری شادی میں تین برس کا فاصلہ تھا۔ آئیے ذرا سا تجزیہ کرلیں کہ یہ کیا بات ہے؟

* مسلمہ تاریخ کے مطابق اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کی رحلت نبوت کے چھٹے برس ہوئی۔
* سرورِ کونینؐ نے مکہ سے ہجرتِ نبوت کے تیرھویں برس میں کی۔
* اُم المومنین عائشہ کا عقد نبوت کے گیارھویں برس ہوا۔
* اُم المومنین عائشہ کی رخصتی ہجرت کے پہلے یا دوسرے برس ہوئی۔
* اگر اُم المومنین عائشہ کی شادی سے مقصود عقد ہے تو بی بی کے عقد اور وفات خدیجۃ الکبریٰ میں فاصلہ پانچ برس کا بنتا ہے۔

بہرصورت راقم الحروف تو ان احادیث میں بی بی کی بتائی گئی مدت کی تردید

کرسکتا ہے، نہ تائید یہ مؤرخین کا کام ہے وہ خود فیصلہ کریں گے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

نتیجہ

اُم المومنین عائشہ کی اپنی بیان کردہ احادیث کی رُو سے جو بات ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کو بھولے نہیں تھے اور آپ کبھی کبھار یادِ خدیجہ میں بکری تک ذبح کر لیتے تھے۔

گویا اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کی یاد منانا اور خدیجۃ الکبریٰ کا کثرت سے تذکرہ کرنا، سنت رسولِ اعظمؐ ہے اور یہ کہ:

کنواری اُم المومنین عائشہ کی نسبت نگاہِ رسالت میں، بقول سوادِ اعظم بیوہ اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ کا مقام زیادہ تھا اور یہی احساس سرورِ کونینؐ اُم المومنین کو دلاتے رہتے تھے کہ:

* یہ درست ہے تو کنواری ہے لیکن بے اولاد ہے اور ـــــــ
* یہ درست ہے خدیجہ بیوہ (بقول سوادِ اعظم) تھی لیکن صاحبِ اولاد تھی اور میری نسل کی بقا اسی کی بدولت تھی۔

اب کیا اپنے نام کے ساتھ اہلِ سنت والجماعت کا سابقہ یا لاحقہ لگانے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ سنت رسولؐ یعنی: بکثرت ذکرِ اُم السادات خدیجۃ الکبریٰ اور تعریف و ثنائے خدیجۃ الکبریٰ کیوں نہیں کرتے؟

اُن کی محافل میں جنابِ خدیجۃ الکبریٰ کا تذکرہ کیوں نہیں ہوتا؟

کیا شیعہ کے لیے کفر وارتداد کا فتویٰ شائع کرنے والے بتا سکتے ہیں کہ وہ اُم المومنین عائشہ کی اس بتائی گئی سنت سے کیوں منحرف ہیں؟

کیوں اپنے عوام کو سرورِ کونینؐ کی اس سنت سے آگاہ نہیں کرتے؟

اُم المومنین عائشہ اور حضرت علیؑ

۹۰ جلد اول، کتاب الوضوء، ص ۱۶۲، حدیث ۱۹۵

عبداللّٰہ ابن عتبہ ان عائشۃ قالت لما ثقل النبیؐ واشتد بہ وجعہ استاذن ازواجہ فی ان یمرض فی بیتی فاذن لہ فخرج بین رجلین تخط رجلاہ فی الارض بین عباس ورجل آخر ، قال عبداللّٰہ فاخبرت عبداللّٰہ ابن عباس فقال أتدری من الرجل الآخر؟ قلت لا ، قال ھو علی ابن ابی طالب

"عبداللہ ابن عتبہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب زیادہ بوجھل ہوگئے اور مرض بڑھ گیا تو آپؐ نے اپنی ازواج سے میرے گھر عیادت کی اجازت مانگی۔ ازواج نے آپؐ کو یہ اجازت دے دی چنانچہ آپؐ دو مردوں کے درمیان نکلے۔ آپؐ کے قدم زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے ایک عباس تھا اور دوسرا اور مرد تھا۔ عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ ابن عباس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے کہا: کیا تجھے دوسرا آدمی معلوم ہوتا ہے کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو عبداللہ ابن عباس نے کہا: وہ علی ابن ابی طالب تھا۔

۹۱ جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۰۲، حدیث ۶۳۰

عبیداللہ ابن عبداللہ قال قالت عائشۃ لما ثقل النبیؐ
واشتد وجعہ استاذن ازواجہ ان یمرض فی بیتی فاذنن
لہ فخرج بین رجلین تخط رجلاہ الارض وکان بین
العباس وبین رجل آخر قال عبیداللہ فذکرت ذلک
لابن عباس ما قالت عائشۃ فقال لی أو تدری من الرجل
الذی لم تسم عائشۃ قلت لا قال ھو علی ابن ابی طالب

''عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ
جب سرورِ کونینؐ بوجھل ہوئے اور آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا
تو آپؐ نے دیگر ازواج سے میرے گھر میں عیادت کی اجازت
مانگی جو دے دی گئی چنانچہ آپؐ عباس اور دوسرے شخص کے
درمیان نکلے۔ آپؐ کے قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ عبیداللہ
کہتا ہے میں نے عبداللہ ابن عباس کے سامنے یہ تذکرہ کیا تو اس
نے پوچھا: کیا وہ شخص جانتا ہے جس کا نام بی بی عائشہ نے نہیں لیا۔
میں نے کہا: نہیں تو عبداللہ کہنے لگے کہ وہ علی ابن ابی طالبؑ تھا''۔

(۹۲) جلد اول، کتاب الھبہ، ص ۸۹۱، حدیث ۲۴۰۵

عبیداللہ ابن عبداللہ قالت عائشۃ لما ثقل النبیؐ
فاشتد وجعہ استاذن ازواجہ ان یمرض فی بیتی فاذن
لہ فخرج بین رجلین تخط رجلاہ الارض وکان بین
العباس وبین رجل آخر فقال عبیداللہ فذکرت لابن
عباس ما قالت عائشۃ وقال لی ھل تدری من الرجل
الذی لم تسم عائشۃ قلت لا قال ھو علی ابن ابی طالب

"عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ بوجھل ہوئے اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا تو آپؐ نے دیگر ازواج سے اجازت مانگی کہ عیادت میرے گھر کی جائے۔ ازواج نے آپ کو اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ عباس اور دوسرے شخص کے درمیان اس حالت میں نکلے کہ آپؐ کے قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (عبیداللہ کہتا ہے) میں نے ابن عباس کے سامنے ذکر کیا۔ تو ابن عباس نے کہا: کیا دوسرے آدمی کو بھی جانتا ہے۔ بی بی عائشہ نے جس کا نام نہیں لیا؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو ابن عباس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب تھا"۔

(۹۳) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۷۷، حدیث ۶۶۷

عبیداللّٰه ابن عبداللّٰه ابن عتبة ان عائشة قالت لما ثقل النبیؐ واشتد وجعه استاذن ازواجه فی ان یمرض فی بیتی فاذن فخرج بین رجلین تخط رجلاه فی الارض بین عباس وآخر فاخبرت ابن عباس قال هل تدری من الرجل الآخر الذی لم تسم عائشة قلت لا قال هو علی

"عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ بوجھل ہو گئے اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا تو آپؐ نے دیگر ازواج سے میرے گھر میں عیادت کی اجازت مانگی جو مل گئی۔ چنانچہ آپؐ عباس اور ایک دوسرے شخص کے درمیان اس حال میں نکلے کہ آپؐ کے قدم زمین پر گھسٹتے چلے آرہے تھے۔ عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس سے یہ تذکرہ

کیا تو ابن عباس نے کہا: کیا تو دوسرے شخص کو جانتا ہے جس کا نام بی بی عائشہ نے نہیں لیا۔ میں نے کہا: نہیں۔ ابن عباس نے کہا: وہ علی ابن ابی طالبؑ تھا"۔

جائزہ

✺ ایک روایت کا راوی عبداللہ ابن عتبیہ ہے باقی تین روایات عبداللہ کا بیٹا عبیداللہ روایت کرتا ہے۔

✺ دونوں نے بذاتِ خود اُم المومنین عائشہ اور عبداللہ ابن عباس سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔

✺ احادیثِ صحیح اور قابلِ اعتماد ہیں، کیونکہ امام بخاری نے کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کیا؟

چند سوالات

✽ بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ نے جب میرے گھر آنے کی اجازت مانگی اس وقت کون سی اُم المومنین کے گھر تھے؟

✽ یہ بھی نہیں بتایا کہ دیگر ازواج میں سے بھی کسی بی بی نے سرورِ کونین کو اپنے گھر لے جانے کی خواہش کی؟

✽ اگر کسی اور زوجہ نے اپنے گھر لے جانے کی خواہش کی تو وہ کون تھی؟

✽ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ خود میں نے کیوں نہ متعلقہ بی بی سے اجازت مانگی اور کیوں نہ میں خود سرورِ کونینؐ کو اپنے گھر لے گئی

✽ بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ جس بی بی کے گھر آپ رہ رہے تھے وہاں آپ کو کیا تکلیف تھی؟

* بی بی عائشہ کے گھر میں سرورِ کونینؐ کو کیسی سہولیات میسر تھیں؟
* بی بی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ایسے کڑے وقت میں میرے والد کہاں تھے؟
* بی بی عائشہ نے عباس کا نام تو لیا ہے لیکن علیؑ کا نام نہیں لیا کیوں؟
* کیا بی بی عائشہ علیؑ سے ناراض تھیں؟
* اگر ناراض تھیں تو کیوں؟
* کیا بی بی عائشہ کی اس حد تک ناراضگی کا کوئی تاریخی پس منظر ہے؟
* اگر کوئی پس منظر ہے تو ہم غریبوں کو بھی مطلع کر دیا جائے کہ کیا ہے؟
* اگر کوئی پس منظر نہ مل سکے تو بی بی کی اس حد تک ناراضگی کہ نام لینا بھی گوارا نہ ہو کا کیا جواز ہے؟
* کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے بغیر کوئی وجہ بتائے اس حد تک ناراض رہ سکتا ہے کہ اس کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے؟
* کیا آپ حضرت علیؑ سے بی بی کی ناراضگی کو سابقاً پیش کی گئی احادیث ''اُم المومنین خدیجہ سے غیرت'' کے آئینہ میں دیکھنا گوارا کریں گے؟
* کیا علیؑ سے بی بی کی ناراضگی کا سبب وہی نہیں جو بی بی خدیجہ سے تھا؟
* کیا بی بی خدیجہ سے اسی لیے غیرت نہ تھی کہ وہ صاحبِ اولاد تھیں اور جنابِ فاطمہؑ خدیجہؑ کی چلتی پھرتی تصویر تھیں؟
* کیا وہی فاطمہؑ بنت خدیجہ الکبریٰ اب زوجۂ علیؑ نہ تھیں؟
* کیا بی بی کی خدیجہؑ سے غیرت اسی لیے نہ تھی کہ وہ فاطمہؑ کی ماں تھیں؟
* اب کیا بی بی کی علیؑ سے ناراضگی اسی لیے تو نہیں کہ وہ فاطمہؑ کے شوہر ہیں؟
* کیا وفاتِ رسولؐ کے بعد دخترِ رسول فاطمہ بنت خدیجہ الکبریٰ سے سلسلۂ انتقام شروع نہیں ہو گیا؟

* کیا ابوبکر بی بی عائشہ کا باپ اور دخترِ رسولؐ بنت خدیجہ نہ تھی؟

محترم قارئین! یہ جذبات نہیں حقائق ہیں۔ آپ جذباتی نہ بن جائیں اور نہ ہی میں جذباتی ہو رہا ہوں۔ ٹھنڈے دل سے حقائق تلاش کرنے کی کوشش کیجیے۔ جو حدیث ابوبکر نے آیتِ میراث کے مقابلہ میں پیش کی تھی پورے چودہ صدیوں کے سوادِ اعظم کو چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں کہ:

نحن معشر الانبیآء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ

"ہم گروہِ انبیاءؑ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے جو چھوڑ جائیں صدقہ ہے"۔

کسی ایک نبی کے متعلق تاریخ سے ثابت کر دیں کہ اس کا ترکہ بطور صدقہ اس کی اُمت میں تقسیم ہوا ہو یا بیت المال کے سپرد کیا گیا ہو۔

ثابت کر دیں کہ بنتِ رسولؐ سے لی گئی جائیداد ہمیشہ کے لیے صدقہ رہی ہو۔ محترم! تاریخ سُنّی یا شیعہ نہیں ہوتی۔ تاریخ تاریخ ہوتی ہے اور تاریخ ہی رہتی ہے۔ پوچھئے تاریخ سے۔ کیا وہ جائیداد جو بنتِ رسولؐ سے بنام صدقہ لے لی گئی تھی عثمان نے اپنے دورِ حکومت میں مروان کو نہیں دی تھی؟ اور پھر کیا وہی ترکہ بنتِ رسولؐ آلِ مروان میں بطور میراث تقسیم نہیں ہوتا رہا۔

اگلے عنوان فدک میں آپ دیکھیں گے کہ سوادِ اعظم کے دوسرے خلیفہ عمر صاحب نے ابوبکر صاحب کی اس حدیث کو غلط کہہ دیا اور بنتِ رسولؐ کا کچھ حصہ حضرت علیؑ کو واپس کر دیا۔

بات جائیداد یا باغات کی نہیں اصول کی ہے۔

* کیا وفاتِ رسولِؐ اعظم کے بعد فدک سے لے کر جنگِ جمل تک ایک ہی سلسلہ نہیں ہے؟

اُم المومنین عائشہ اور فدک

(۹۴) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۱۶، حدیث ۱۳۸۹

عروة عن عائشة ان فاطمه بنت النبیؐ ارسلت الٰی ابی بکر تسأله میراثها من رسول اللّٰه مما افاء اللّٰه علیه بالمدینة وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللّٰه قال لا نورث ما ترکناه صدقة انما یاکل آل محمد فی هٰذا المال وانی واللّٰه لا اغیر من صدقة رسول اللّٰه عن حالها الّتی کان علیها فی عهد رسول اللّٰه ولا عملن فیها بما عمل به رسول اللّٰه فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمة منها شیئًا فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذٰلك فهجرته فلم تکلمه حتّٰی توفّیت وعاشت بعد النبیؐ ستة اشهر فلما توفّیت دفنها زوجها علی لیلة ولم یؤذن بها ابابکر وعلی علیها وکان لعلی من الناس وجه حیاة فاطمة فلما توفّیت استنکر علی وجوه النّاس فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعیة ولم یکن یبایع تلك الاشهر فارسل الی ابی بکر ان أتنا ولا یاتنا احد معك کراهیة لمحضر عمر

فقال عمر لا واللّٰه لا تدخل علیهم وحدك

فقال ابوبکر وما عسیتهم ان یفعلوا بی واللّٰه لآ تینهم

فدخل علیهم ابوبکر فتشهد علی فقال

انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك اللّٰه، ولم ننفس علیك

خیرًا ساقة اللّٰه الیك ولكنك استبددت علینا بالامر

وكنا نریٰ لقرابتنا من رسول اللّٰه نصیبًا حتی فاضت

عینا ابی بكر

فتكلم ابوبكر : والذی نفسی بیده لقرابة رسول اللّٰه

احب الی ان اصل من قرابتی واما الذی شجر بینی

وبینكم من هذه الاموال فلم آل فیها عن الخیر ولم

اترك امرًا رأیت رسول اللّٰه یصعنه فیها الا صنعته

فقال علی لابی بكر موعدك العشة للبیعة

فلما صلی ابوبكر الظهر رقی علی المنبر فتشهد وذكر

شان علی وتخلفه عن البیعة وعذره بالذی اعتذر الیه

ثم استغفر وتشهد علی فعظم حق ابی بكر وحدث انه

لم یحمله علی الذی صنع نفاسة علی ابی بكر ولا

انكارًا للذی فضله اللّٰه به ولكنا نریٰ لنا فی هذا الامر

نصیبًا فاستبد علینا فوجدنا فی انفسنا

(ترجمہ از مولانا حافظ قاری محمد عادل خان نقشبندی اور مولانا

قاری محمد فاضل قریشی مجددی)

''عروہ (اُم المومنین) عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ دختر نبیؐ

فاطمہؓ نے کسی کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ہم رسولؐ اللہ کے

اس کی جو اللہ نے آپ کو مدینہ اور فدک سے دیا تھا اور خیبر کے بقیہ خمس کی میراث چاہتے ہیں تو ابوبکر نے جواب دیا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے: ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں۔ ہاں آلِ محمدؐ اس میں سے بقدرِ ضرورت کھانے کے لیے لے سکتے ہیں اور میں رسولؐ کے صدقہ میں آپ کے عہد کے خلاف بالکل تبدیلی نہیں کرسکتا اور میں اس میں اسی طرح عمل درآمد کروں گا جس طرح رسولؐ اللہ کیا کرتے تھے (یعنی حضرت ابوبکر نے اس میں سے ذرا سا بھی حضرت فاطمہؑ کے حوالے کرنے سے انکار کردیا...... از مترجمین)۔ تو حضرت فاطمہؑ ناراض ہوگئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک حضرت ابوبکر سے گفتگو نہ کی۔ حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے شوہر حضرت علیؑ نے انہیں رات ہی دفن کردیا اور ابوبکر کو اس کی اطلاع بھی نہ دی اور خود ہی ان کے جنازے کی نماز پڑھ لی۔ حضرت فاطمہؑ کی حیات میں حضرت علیؑ نے لوگوں کا رُخ پھرا ہوا پایا تو حضرت ابوبکر سے صلح کی درخواست کی۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو۔ یہ اس لیے کہ کہیں عمر نہ آجائیں۔

حضرت عمر نے فرمایا: نہیں بخدا آپ تنہا نہ جائیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے ان سے یہ امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کریں، بخدا میں ان کے پاس جاؤں گا۔ لہٰذا ابوبکر

ان کے پاس چلے گئے تو حضرت علیؑ نے تشہد کے بعد فرمایا: ہم آپ کی فضیلت اور اللہ کے عطا کردہ انعامات کو بخوبی جانتے ہیں۔ نیز ہمیں اس بھلائی میں جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کوئی حسد نہیں لیکن آپ نے خلافت کے معاملہ میں ہم پر ظلم کیا حالانکہ قرابت رسولؐ کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا حصہ ہے۔

حضرت ابوبکر یہ کلام سن کر رونے لگے اور فرمایا: قسم ہے خدا کی! قرابتِ رسولؐ کی رعایت میری نظر میں اپنی قرابت سے زیادہ پسندیدہ ہے اور میرے اور تمہارے درمیان آنحضرتؐ کے مال میں جو اختلاف ہوا ہے اور میں نے ہرگز امرِ خیر سے کوتاہی نہیں کی اور اس مال میں میں نے جو کام آنحضرتؐ کو کرتے دیکھا اسے نہیں چھوڑا۔

حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا: بیعت کی بات عشاء کو ہوگی۔

جب حضرت علیؑ نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ منبر پر بیٹھے اور تشہد کے بعد فضائل حضرت علیؑ اور بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت علیؑ کا بیان کردہ عذر بتایا۔

پھر حضرت علیؑ استغفار اور تشہد کے بعد حضرت ابوبکر کی عظمت بزرگی بیان کرنے کے فرمایا کہ میرے اس فعل کا باعث حضرت ابوبکر پر حسد اور اس کے فضائل سے انکار کی بدولت نہ تھا لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امرِ خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ اور ابوبکر نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے جس کی بدولت ہم دلی طور پر ناراض ہوئے۔

اس سے تمام مسلمان خوش ہوگئے اور کہنے لگے: آپ نے درست کہا اور جب حضرت علیؑ امر بالمعروف کی طرف لوٹ آئے تو مسلمان آپ کے ساتھ ہوگئے۔

جائزہ

○ طوالتِ حدیث کے پیش نظر مناسب ہوگا کہ اس حدیث کا مفہوم سمجھ لیں، پھر آگے چلیں گے۔

✵ راوی عروہ ابن زبیر ہے اور محدثہ اُم المومنین عائشہ ہے۔

○ وفات سرورِ کونینؐ کے بعد دختر رسول حضرت فاطمہؑ نے ابوبکر سے ترکۂ رسول جو کہ مدینہ، فدک اور خمس خیبر تھا سے حصہ مانگا۔

✵ بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ بنت رسول کو ابوبکر سے مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

○ میرے خیال میں اس ضرورت کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں:

✵ سرورِ کونینؐ ابوبکر کو اپنے ترکہ کی کوئی وصیت فرما گئے ہوں۔

✵ بعد از وفات رسولؐ اقتدار آ جانے کے بعد حکومت نے از خود ترکۂ رسولؐ پر قبضہ کرلیا۔

✵ جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے وہ تو قطعاً نہیں کیوں کہ اسی بخاری شریف ہی میں بی بی عائشہ نے وفاتِ رسولؐ عالمین کی جو تصویر بتائی ہے اس کے مطابق ابوبکر مرضِ رسولؐ میں سرورِ کونینؐ کے پاس نہ آئے بلکہ جہاں کہیں نماز کی ضرورت پڑی تو صحیح بخاری ہی کے مطابق ابوبکر کو پیغام بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اگر ابوبکر پاس ہوتے تو سرورِ کونینؐ بذاتِ خود ابوبکر سے فرما دیتے کہ جاؤ نماز پڑھا کر پھر آ جانا۔

✵ نہ ہی ایسی کوئی وصیت بی بی عائشہ کے ذریعہ ملتی ہے کیونکہ صحیح بخاری ہی میں جہاں

جہاں بی بی عائشہ نے سرورِ کونینؐ کے آخری ایام میں اپنے موجود ہونے کا احساس دلایا ہے وہاں وہاں اس قسم کی کسی وصیت کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر اس قسم کی کوئی وصیت ہوتی تو بی بی عائشہ یا ابوبکر کبھی نہ بھولتے اور ضرور تذکرہ کرتے۔

رہی دوسری صورت تو تاریخ جو ایک مسلسل عمل ہے اس سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ خود ابوبکر ہی نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ ترکہ سرورِ کونین کو اپنے قبضہ میں کیا اور یہی وجہ تھی کہ دختر رسول کو ابوبکر ہی کے پاس بھیجنے اور ترکۂ رسولؐ مانگنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

④ ابوبکر نے جواب دیا کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ البتہ آلِ محمدؐ گزارہ الاؤنس کے بطور اس میں سے لے سکتے ہیں۔ میں نے سرورِ کونینؐ کے زمانہ میں جو کچھ ہوتے دیکھا تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور وہی کچھ کروں گا جو سرورِ کونین کرتے تھے۔ ابوبکر نے بنتِ رسول کو دو باتوں کی نشان دہی کی ہے: ● قولِ رسولؐ ● عملِ رسولؐ

آیئے ان دونوں باتوں کا تجزیہ کریں کہ کہاں تک درست ہیں۔

قولِ رسولؐ یہ ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

- اب پہلا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات سرورِ کونینؐ کے علاوہ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے کسی ایک نبی کے متعلق ثابت کی جاسکتی ہے؟
- اگر سابقہ انبیاءؑ کی نسبی اولاد ان کی وارث نہیں ہوئی تھی تو تاریخ، قرآن اور حدیث سے اس کا ثبوت کیا ہے؟
- حدیثِ رسولؐ میں کتنے اور کون کون سے انبیاءؑ کے متعلق بتایا گیا ہے؟
- تاریخ نے کتنے انبیاءؑ اور کون کون سے انبیاءؑ کے نام بتائے ہیں؟
- قرآن نے اولادِ انبیاءؑ کے لیے کون سا استثنائی حکم دیا ہے؟

- اگر سابقہ انبیاءؑ میں سے کسی نبی کے متعلق ایسی کوئی مثال نہ مل سکے تو کیا یہ حدیث صرف اور صرف آلِ محمدؑ کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے پیش نہیں کی گئی؟
- کیا یہ حدیث نصِ قرآن آیاتِ میراث کی نفی نہیں کرتی؟
- کیا کوئی ایسی حدیث جس کا حکم، حکمِ قرآن کے مخالف ہو، قبول کی جاسکتی ہے؟
- یہی حدیث سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کو بتانے کے ساتھ ساتھ متعلقہ فرد یعنی اپنی دختر کو کیوں نہ بتائی؟
- کیا عملِ رسولؐ کا سہارا لینا اس بات کی دلیل نہیں کہ ابوبکر کو اپنی حدیث پر اطمینان نہیں تھا؟
- کیا عملِ رسولؐ اس بات کی دلیل بن سکتا ہے کہ انبیاءؑ کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے؟ کیا عملِ رسولؐ میراثِ اولاد کی نفی ہے۔ یا غرباء پروری اور جود و سخائے نبیؐ کی دلیل ہے؟

(۳) دخترِ رسولؐ ابوبکر پر اتنی شدت سے ناراض ہوئیں کہ ابوبکر سے نہ صرف قطع تعلقی کرلی بلکہ بات تک کرنا چھوڑ دیا اور بعد از رسولؐ چھ ماہ تک کے عرصۂ حیات میں ابوبکر سے ناراض رہیں۔ اس دنیا سے گئیں تو بھی ناراض تھیں۔

- کیا دخترِ رسولؐ کی اٹھارہ سالہ زندگی میں کہیں اتنی طویل ناراضگی کا سراغ ملتا ہے؟
- کیا دخترِ رسولؐ کو یہ علم نہ تھا کہ کسی مومن سے تین دن تک مسلسل قطع کلامی اچھی نہیں؟
- کیا دخترِ رسولؐ نے ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کرلیا تھا؟
- اگر خلیفہ تسلیم کرلیا تھا تو تاریخ کس گوشے میں ہے؟
- اگر خلیفہ تسلیم نہ کیا تھا تو کیا ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے؟
- اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے تو بنتِ رسولؐ کا کیا حکم ہوگا؟

- اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد نہیں ہوں گے تو خلافتِ ابوبکر کا کیا مقام ہوگا؟
- کیا دخترِ رسولؐ کی ناراضگی صرف اور صرف محرومی میراث کی بدولت تھی؟
- کیا اگر محرومی میراث کی بدولت تھی تو حیاتِ فاطمہؑ میں کسی مقام پر بنتِ رسولؐ کی محبت دولت کا کوئی نقطہ پیش کیا جائے۔
- جو مخدرہ زندگی بھر دولت پرست اور دولت پسند نہ رہی ہو وہ ایک ٹکڑا زمین کے لیے کس طرح چھ ماہ تک کسی سے ناراض رہ سکتی ہے؟
- دخترِ رسولؐ کی ناراضگی اور قطع کلام کہیں ابوبکر کے احکامِ قرآن بدلنے پر تو نہیں تھی؟ حیاتِ بنتِ نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کا (کچھ) مقام تھا لیکن وفات بنت نبیؐ کے حضرت علیؑ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوئے دیکھے۔

(۴) گویا حیات بنتِ نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کی عزت ذاتی طور پر نہیں کرتے تھے بلکہ بنتِ نبیؐ کے رشتہ کی بدولت کرتے تھے اور وفات بنتِ نبیؐ کے بعد جب وہ رشتہ نہ رہا تو لوگوں میں مقامِ علیؑ ختم ہوگیا۔

- بقول سوادِ اعظم سرورِ کونینؐ نے مقامِ خُمِ غدیر پر جو فرمایا تھا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ (جس کا میں دوست ہوں اس کا علیؑ دوست ہے) یہ صرف اس لیے فرمایا تھا کہ چونکہ قبائل عرب کے اکثر مقتول حضرت علیؑ کے ہاتھ سے تھے، لوگوں کے دلوں میں حضرت علیؑ سے نفرت تھی جسے دُور کرنے کے لیے سرورِ کونینؐ نے یہ فرمایا تھا۔
- اگر سوادِ اعظم کا یہ قول درست ہے تو وفات دخترِ رسولؐ کے بعد یہ ارشادِ رسولؐ بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا؟
- اگر بھول گیا تھا تو اس کے محرکات کیا تھے؟

- اگر سابقہ انبیاءؑ میں سے کسی نبی کے متعلق ایسی کوئی مثال نہ مل سکے تو کیا یہ حدیث صرف اور صرف آلِ محمدؑ کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے پیش نہیں کی گئی؟
- کیا یہ حدیث نصِ قرآن آیاتِ میراث کی نفی نہیں کرتی؟
- کیا کوئی ایسی حدیث جس کا حکم، حکمِ قرآن کے مخالف ہو، قبول کی جاسکتی ہے؟
- یہی حدیث سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کو بتانے کے ساتھ ساتھ متعلقہ فرد یعنی اپنی دختر کو کیوں نہ بتائی؟
- کیا عملِ رسولؐ کا سہارا لینا اس بات کی دلیل نہیں کہ ابوبکر کو اپنی حدیث پر اطمینان نہیں تھا؟
- کیا عملِ رسولؐ اس بات کی دلیل بن سکتا ہے کہ انبیاءؑ کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے؟ کیا عملِ رسولؐ میراثِ اولاد کی نفی ہے۔ یا غرباء پروری اور جودوسخائے نبیؐ کی دلیل ہے؟

۳) دخترِ رسولؐ ابوبکر پر اتنی شدت سے ناراض ہوئیں کہ ابوبکر سے نہ صرف قطع تعلقی کرلی بلکہ بات تک کرنا چھوڑ دیا اور بعد از رسولؐ چھ ماہ تک کے عرصۂ حیات میں ابوبکر سے ناراض رہیں۔ اس دنیا سے گئیں تو بھی ناراض تھیں۔

- کیا دخترِ رسولؐ کی اٹھارہ سالہ زندگی میں کہیں اتنی طویل ناراضگی کا سراغ ملتا ہے؟
- کیا دخترِ رسولؐ کو یہ علم نہ تھا کہ کسی مومن سے تین دن تک مسلسل قطع کلامی اچھی نہیں؟
- کیا دخترِ رسولؐ نے ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کرلیا تھا؟
- اگر خلیفہ تسلیم کرلیا تھا تو تاریخ کس گوشے میں ہے؟
- اگر خلیفہ تسلیم نہ کیا تھا تو کیا ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے؟
- اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد ہوں گے تو بنتِ رسولؐ کا کیا حکم ہوگا؟

* اگر ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے والے مرتد نہیں ہوں گے تو خلافتِ ابوبکر کا کیا مقام ہوگا؟
* کیا دخترِ رسولؐ کی ناراضگی صرف اور صرف محرومی میراث کی بدولت تھی؟
* کیا اگر محرومی میراث کی بدولت تھی تو حیاتِ فاطمہؑ میں کسی مقام پر بنتِ رسولؐ کی محبت دولت کا کوئی نقطہ پیش کیا جائے۔
* جو مخدرہ زندگی بھر دولت پرست اور دولت پسند نہ رہی ہو وہ ایک ٹکڑا زمین کے لیے کس طرح چھ ماہ تک کسی سے ناراض رہ سکتی ہے؟
* دخترِ رسولؐ کی ناراضگی اور قطع کلام کہیں ابوبکر کے احکامِ قرآن بدلنے پر تو نہیں تھی؟ حیاتِ بنتِ نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کا (کچھ) مقام تھا لیکن وفات بنت نبیؐ کے حضرت علیؑ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوئے دیکھے۔

(۴) گویا حیات بنتِ نبیؐ میں لوگ حضرت علیؑ کی عزت ذاتی طور پر نہیں کرتے تھے بلکہ بنتِ نبیؐ کے رشتہ کی بدولت کرتے تھے اور وفات بنتِ نبیؐ کے بعد جب وہ رشتہ نہ رہا تو لوگوں میں مقامِ علیؑ ختم ہوگیا۔

* بقول سوادِ اعظم سرورِ کونینؐ نے مقامِ خمِ غدیر پر جو فرمایا تھا: من كنت مولاه فهذا علی مولاه (جس کا میں دوست ہوں اس کا علیؑ دوست ہے) یہ صرف اس لیے فرمایا تھا کہ چونکہ قبائل عرب کے اکثر مقتول حضرت علیؑ کے ہاتھ سے تھے، لوگوں کے دلوں میں حضرت علیؑ سے نفرت تھی جسے دُور کرنے کے لیے سرورِ کونینؐ نے یہ فرمایا تھا۔
* اگر سوادِ اعظم کا یہ قول درست ہے تو وفات دخترِ رسولؐ کے بعد یہ ارشادِ رسولؐ بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا؟
* اگر بھول گیا تھا تو اس کے محرکات کیا تھے؟

* اگر بھلا دیا گیا تھا تو وہ کون لوگ تھے جنھوں نے یہ کام کیا تھا؟
* کیا حضرت علیؑ نے کوئی منافیٔ اسلام کام کیا تھا؟
* اگر کوئی منافیٔ اسلام کام کیا تھا تو کون سا؟
* کیا لوگوں میں حضرت علیؑ کے مقام میں کمی ابوبکر کو خلیفہ تسلیم نہ کرنے کے جرم میں تھی؟
* اگر خلیفہ تسلیم نہ کرنا ہی جرم تھا تو اس کا ارتکاب تو دخترِ رسول بھی کر چکی تھی۔
* دخترِ رسولؐ اور دامادِ رسولؐ دونوں کا قصور ایک تو پھر ایک کو معاف کیوں کیا گیا اور دوسرے کا مواخذہ کیوں کیا گیا؟
* کیا حزبِ اقتدار کا اس میں ہاتھ نہیں تھا؟
* اگر تھا تو کیوں؟ اور اگر نہیں تھا تو کیسے؟

⑤ حضرت ابوبکر سے صلح کی درخواست کی۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو۔ اس لیے کہ کہیں عمر نہ آ جائیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: نہیں بخدا آپ تنہا نہ جائیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا: مجھے ان سے یہ امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کریں۔ بخدا میں ان کے پاس جاؤں گا لہٰذا ابوبکر ان کے پاس چلے گئے۔

* جب صلح کی درخواست حضرت علیؑ نے کی تھی تو پھر خود کیوں نہ گئے؟
* ضرورت حضرت علیؑ کو تھی یا ابوبکر کو؟
* کیا یہ عجیب ضرورت نہیں کہ ضرورت مند اور محکوم شخص حاکم کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ میری درخواست لے جاؤ۔
* کیا مشروط ملاقات کی درخواست کوئی ضرورت مند کر سکتا ہے؟
* کیا یہ درست نہیں کہ حضرت علیؑ حسبِ سابق بے نیاز رہے اور خود حزبِ اقتدار کو

حضرت علیؑ سے ملنے کی ضرورت پیش آئی؟

* کیا یہ درست نہیں کہ سوادِ اعظم کے خلیفہ نے ملاقات کی درخواست کی؟
* کیا یہ درست نہیں کہ حزبِ اقتدار کی طرف سے اذنِ ملاقات کے بعد حضرت علیؑ نے مشروط اجازت دی؟
* کیا یہ درست نہیں کہ حزبِ اقتدار کو اپنی شدتِ احتیاج کے پیشِ نظر حضرت علیؑ کی شرط کے سامنے جھکنا پڑا؟
* بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ حضرت علیؑ نے عمر کے ساتھ لانے سے کیوں منع کیا تھا؟

⑥ آپ نے خلافت کے معاملہ میں ہم پر استبداد (ظلم) کیا۔ حالانکہ قرابتِ رسولؐ کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا حصہ ہے۔ ابوبکر یہ کلام سن کر رونے لگے۔

نوٹ: تجزیہ سے قبل ایک غلط فہمی دُور کرتا ہوں۔ ذرا بخاری شریف اُٹھا کر دیکھئے آپ کو لفظ اِسْتَبْدَدْتَ کا معنی ملے گا۔ آپ خودمختار بن گئے۔ اسی لیے راقم الحروف اِسْتَبْدَدْتَ کا مصدر اِسْتَبْدَاد لکھ دیا ہے جو اُردو زبان میں لفظ 'جور' کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور جور و استبداد کہا جاتا ہے، یعنی ظلم و جور۔ لیکن مترجمین نے دیگر داستانِ مظالم کی طرح اس لفظ کو بھی معاف نہیں کیا۔

* حضرت علیؑ نے ابوبکر کو استبداد کا مرتکب کیوں کہا؟
* حضرت علیؑ نے اس استبداد کی نسبت ابوبکر کی طرف کیوں دی؟
* جب بقولِ سوادِ اعظم جمہور نے منتخب کیا تھا تو ابوبکر نے کیوں جواب نہ دیا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے یہ تو عوام کا کام ہے؟
* ابوبکر اس نسبت کے جواب میں رونے کیوں لگ گئے؟
* ابوبکر نے خلافت کے معاملہ میں کوئی جواب کیوں نہ دیا؟
* کیا یہ غلط ہے کہ حضرت علیؑ اب بھی ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کرنے سے انکاری ہیں؟

- کیا حضرت علیؑ نے قرابتِ رسولؐ کی وہی دلیل نہیں دی جو ابوبکر نے سقیفہ میں دے کر تاجِ خلافت سجایا تھا۔
- حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا کہ بیعت کی بات عشاء کے وقت ہوگی۔ جب حضرت ابوبکر نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو آپ منبر پر بیٹھے اور تشہد کے بعد فضائلِ حضرت علیؑ اور بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور حضرت علیؑ کا بیان کردہ عذر بتایا۔ پھر حضرت علیؑ نے استغفار اور تشہد کے بعد حضرت ابوبکر کی عظمت بزرگی بیان کر کے فرمایا کہ میرے اس فعل کا باعث حضرت ابوبکر پر حسد اور اس کے فضائل سے انکار کی بدولت نہ تھا۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امرِ خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے اور حضرت ابوبکر نے ہم پر استبداد کیا ہے جس کی بدولت ہم دلی طور پر ناراض ہوئے۔ اس سے تمام مسلمان خوش ہوگئے۔
- کیا حضرت علیؑ نے بیعت کا معاملہ عشاء پر نہیں چھوڑا تھا؟
- کیا حضرت علیؑ نے بیعت کر لی تھی؟
- جب حضرت علیؑ نے بیعت کا معاملہ عشاء پر چھوڑا تھا تو حضرت ابوبکر نے عشاء کا انتظار کرنے کے بجائے ظہر کی نماز کے بعد ہی کیوں جلدی کر دی؟
- حدیث آپ کے سامنے ہے حضرت علیؑ نے کون سی معذرت کی ہے؟
- کیا ابوبکر، کلامِ علیؑ سن کر رویا نہیں تھا؟
- بھلا بتائیے! روتا معذرت کرنے والا ہے یا کوئی اور؟
- کیا حضرت علیؑ نے جو بات گھر میں کی تھی مسجد میں وہی نہیں دہرائی؟
- کیا حضرت علیؑ نے ترکۂ رسولؐ یا جائیداد کا ذکر کیا ہے؟
- کیا حضرت علیؑ نے اپنے انکارِ بیعت کی وجہ صاف صاف نہیں بتا دی؟
- کیا ابوبکر نے حضرت علیؑ کے اس الزام کی تردید کی ہے؟

- کیا اس حدیث سے بیعتِ علیؑ ثابت ہوتی ہے؟
- اگر بیعت ثابت ہوتی ہے تو کیسے؟
- اگر بیعت ثابت نہیں ہوتی تو پھر اُم المومنین عائشہ کے علاوہ کون سچا ہے جو بیعتِ علیؑ کا ذکر کرے اور اسے مان لیا جائے؟
- کیا بیعتِ علیؑ برائے ابوبکر محض ایک ڈھونگ نہیں؟

(۹۵) جلد دوم، کتاب الجہاد والسیر، ص ۱۶۱، حدیث ۳۳۵

عروۃ ابن الزبیر ان عائشۃ اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ سألت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللّٰہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللّٰہ فقال لھا ابوبکر ان رسول اللّٰہ قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ

فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتّٰی توفیت وعاشت بعد رسول اللّٰہ ستۃ اشھر

قالت وکانت تسأل نصیبھا مما ترک رسول اللّٰہ من خیبر وفدک وصدقتہ بالمدینۃ فابی ابوبکر علیھا ذلک وقال لست تارکًا شیئًا کان رسول اللّٰہ یعمل بہ الا عملت بہ فانی اخشی ان ترکت شیئًا من امرہ ان ازیغ فاما صدقتہ بالمدینۃ فدفعھا عمر الی علی و عباس واما خیبر وفدک فامسک عمر

وقال ھما صدقۃ رسول اللّٰہ کانتا لحقوقۃ للتی تعروۃ

ونوائبه وامرهما الى من ولى الامر

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے رسولؐ اللہ کے اس ترکہ سے جو اللہ نے رسولؐ کو دیا تھا، مانگا تو ابوبکر نے جواب دیا کہ رسولؐ فرما گئے ہیں کہ ہمارے مال میں عملِ میراث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

اس پر حضرت فاطمہؑ حضرت ابوبکر سے ناراض ہوگئیں اور وفات تک ابوبکر سے بات تک نہ کی۔ رسولؐ اللہ کے بعد آپ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ اُم المومنین عائشہ نے بتایا کہ حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے رسولؐ اللہ کے اس مالِ متروکہ سے جو خیبر و فدک میں سے اور اس مالِ متروکہ سے جو مدینہ میں تھا، طلب کیا تو ابوبکر نے اس کے دینے سے انکار کردیا اور کہا اس میں رسولؐ اللہ نے جو کچھ تصرف فرمایا ہے۔ میں اس عمل کو ترک نہیں کرسکتا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر عملِ رسول سے ہٹا تو گمراہ ہوجاؤں گا۔ پھر سرورِ عالمؐ کا مدینہ میں وقف شدہ مال حضرت عمر نے حضرت عباس وعلیؑ کو دے دیا لیکن خیبر اور فدک اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا کہ یہ رسالت مآب کا وقف ہے اور آپ نے ان دونوں کو ان مصارف وضروریات کے لیے رکھا جو درپیش ہوتے تھے اور ان کے انتظام کا اختیار خلیفۂ وقت کو دیا تھا''۔

جائزہ

جلد اول، حدیث ۱۸۸۹ کی نسبت مختصر حدیث ہے۔

- زیرنظر حدیث میں بی بی عائشہ نے صرف میراثِ رسولؐ سے محرومی بنتِ رسولؐ کا ذکر کیا ہے۔
- سابقہ حدیث میں صرف جائیداد کا ذکر تھا جبکہ زیرنظر حدیث میں مدنی جائیداد کو صدقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔
- سابقہ حدیث میں ابوبکر نے عملِ رسولؐ سے صرف نہ ہٹنے کا کہا تھا جبکہ زیرنظر حدیث میں ابوبکر کا۔ یہ فقرہ زائد ہے
- کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر عملِ رسولؐ سے ہٹا تو گمراہ ہوجاؤں گا۔ اسی جملہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگلا فقرۂ حدیث ملاحظہ فرمائیے:

پھر سرورِ عالمؐ کا مدینہ میں وقف شدہ مال حضرت عمر نے حضرت علیؑ وعباس کو دے دیا ـــــ یہ دو عمل ہیں:

- ابوبکر عملِ رسولؐ کو ترک کرتے ہیں تو گمراہی کا خوف ہے۔
- عمر اسی مال میں سے جو ابوبکر نے دینے سے انکار کر دیا تھا۔ عباس و علیؑ کو کچھ حصہ دے دیتے ہیں۔
- ان دو متضاد اعمال سے کون سا عمل درست ہے۔
- اگر ابوبکر کا خوف درست ہے تو کیا حضرت عمر کا عمل بقول ابوبکر گمراہی نہیں؟
- اگر عملِ عمر درست ہے تو کیا قول وفعل ابوبکر خلافِ اسلام نہیں ہوگا؟
- ان کے انتظام کا اختیار خلیفۂ وقت کو دیا تھا۔
- خیبر وفدک کے انتظام کا خلیفہ کو اختیار سرورِ کونینؐ نے کب دیا؟
- اگر یہ اختیار کسی حدیث کی رو سے تھا تو وہ حدیث کون سی ہے؟
- اس حدیث کا راوی کون ہے؟
- کیا مدنی زمین کی عباس وعلیؑ کو واپسی نے ابوبکر کی حدیث لانورث (ہمارا کوئی

وارث نہیں ہوتا) کو من گھڑت ثابت نہیں کر دیا؟

(۹۶) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۵۲۸، حدیث ۱۲۰۷

عروة عن عائشة ان فاطمة علیہا السلام والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثھما من ارضه من فدك وسھمه من خیبر فقال ابوبکر سمعت النبیؐ یقول لا نورث ما ترکناہ صدقة انما یاکل آل محمد فی ھذا المال

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت فاطمہؑ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آ کر اپنا ترکہ زمین فدک اور آمدنی خیبر مانگنے لگے۔ ابوبکر نے کہا: میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ آلِ محمدؐ اپنی گزر کے لیے اس میں سے لے سکتے ہیں"۔

(۹۷) جلد سوم، کتاب الفرائض، ص ۲۰۳، حدیث ۱۶۳۱

عروة عن عائشة ان فاطمة والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثھما من رسول اللّٰه وھما حینئذٍ یطلبان ارضیھما من فدك وسھمیھما من خیبر فقال لھما ابوبکر سمعت رسول اللّٰه یقول لا نورث ما ترکناہ صدقة انما یاکل آل محمد من ھذا المال – قال ابوبکر واللّٰه لا ادع امراً رأیت رسول اللّٰه یصنعه فیه الّا صنعته قال فھجرته فلم تکلمه حتّی ماتت

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت فاطمہؑ اور حضرت عباس سے اپنی فدک اور خیبر کی زمین کا مطالبہ لے کر آئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے سرورِ کونینؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ لہٰذا میں ہرگز اس کام کو نہ چھوڑوں گا جو میں نے رسولؐ اللہ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے ملنا چھوڑ دیا اور بات چیت کرنا چھوڑ دیا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی''۔

(۹۸) جلد سوم، کتاب الفرائض، ص ۶۰۵، حدیث ۱۶۳۵

عروة عن عائشة ان ازواج النبیؐ حین توفی رسول الله ارادن ان یبعثن عثمان الی ابی بکر یسألنه میراثهن فقالت عائشة الیس قال رسول الله لا نورث ما ترکناه صدقة

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد ازواجِ نبیؐ نے حضرت عثمان کو بھیج کر حضرت ابوبکر سے اپنا میراث میں سے حصہ مانگنا چاہا تو اُم المومنین عائشہ نے ان سے کہا کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا نہیں تھا۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔

جائزہ

مشترکہ نکات:

- کل پانچ احادیث ہیں جن میں سے ہر حدیث کا روایتی راوی، اُم المومنین عائشہ کا عزیز بھانجا عروہ ابن زبیر ہے اور محدثہ بی بی عائشہ خود ہیں۔

وارث نہیں ہوتا) کو من گھڑت ثابت نہیں کر دیا؟

(۹۶) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۵۲۸، حدیث ۱۲۰۷

عروة عن عائشة ان فاطمة عليها السلام والعباس اتيا ابابكر يلتمسان ميراثهما من ارضه من فدك وسهمه من خيبر فقال ابوبكر سمعت النبيؐ يقول لا نورث ما تركناه صدقة انما ياكل آل محمد في هذا المال

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس اور حضرت فاطمہؑ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آ کر اپنا ترکہ زمین فدک اور آمدنی خیبر مانگنے لگے۔ ابوبکر نے کہا: میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ آلِ محمدؐ اپنی گزر کے لیے اس میں سے لے سکتے ہیں"۔

(۹۷) جلد سوم، کتاب الفرائض، ص ۶۰۳، حدیث ۱۶۳۱

عروة عن عائشة ان فاطمة والعباس اتيا ابابكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله وهما حينئذٍ يطلبان ارضيهما من فدك وسهميهما من خيبر فقال لهما ابوبكر سمعت رسول الله يقول لا نورث ما تركناه صدقة انما ياكل آل محمد من هذا المال - قال ابوبكر والله لا ادع امراً رأيت رسول الله يصنعه فيه الّا صنعته قال فهجرته فلم تكلمه حتّى ماتت

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت فاطمہؑ اور حضرت عباس سے اپنی فدک اور خیبر کی زمین کا مطالبہ لے کر آئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے سرورِ کونینؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ لہٰذا میں ہرگز اس کام کو نہ چھوڑوں گا جو میں نے رسولؐ اللہ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے ملنا چھوڑ دیا اور بات چیت کرنا چھوڑ دیا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی"۔

(۹۸) جلد سوم، کتاب الفرائض، ص ۶۰۵، حدیث ۱۶۳۵

عروة عن عائشة ان ازواج النبیؐ حین توفی رسول اللّٰہ ارادن ان یبعثن عثمان الی ابی بکر یسألنه میراثهن فقالت عائشة الیس قال رسول اللّٰہ لا نورث ما ترکناہ صدقة

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد ازواجِ نبیؐ نے حضرت عثمان کو بھیج کر حضرت ابوبکر سے اپنا میراث میں سے حصہ مانگنا چاہا تو اُم المومنین عائشہ نے ان سے کہا کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا نہیں تھا۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔

جائزہ

مشترکہ نکات:

- کل پانچ احادیث ہیں جن میں سے ہر حدیث کا روایتی راوی، اُم المومنین عائشہ کا عزیز بھانجا عروہ ابن زبیر ہے اور محدثہ بی بی عائشہ خود ہیں۔

- مانگنے والے صرف دو ہیں: حضرت فاطمہ بنت النبیؐ اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب۔
- جس سے مانگا جارہا ہے وہ سوادِاعظم کا خلیفۂ اول ہے۔
- سوادِاعظم کا خلیفۂ اول میراث مانگنے والوں کے جواب میں ایک حدیث پڑھتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ انبیاءؑ کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔
- قولِ رسولؐ کے بعد سوادِاعظم کا خلیفہ عملِ رسولؐ کا سہارا لیتا ہے۔
- دخترِ رسولؐ سوادِاعظم کے خلیفۂ اول سے ناراض ہوجاتی ہیں اور تاحیات کلام نہیں کرتیں۔

اختلافی نکات

- جلد دوم، حدیث ۱۳۸۹ کے مطابق دخترِ رسولؐ خود نہیں جاتیں بلکہ کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجتی ہیں۔
- جلد دوم، حدیث ۳۳۵ دخترِ رسولؐ میراث مانگنے کے لیے بذاتِ خود ابوبکر کے پاس جاتی ہیں۔
- جلد دوم، حدیث ۱۲۰۷ اور جلد سوم، حدیث ۱۶۳۱ میں دخترِ رسولؐ کے ساتھ رسولؐ کے چچا عباس بھی ابوبکر کے پاس جاتے ہیں۔
- جلد سوم، حدیث ۱۶۳۵ میں ازواجِ نبیؐ عثمان کی وساطت سے میراث مانگنا چاہتی ہیں۔
- جلد دوم، حدیث ۱۳۸۹ میں ابوبکر دخترِ رسولؐ کو ماترکناہ صدقۃ (ہم جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے) سنانے کے علاوہ کچھ دینے سے کھلا انکار کرتا ہے جبکہ دیگر احادیث میں صرف ماترکناہ صدقۃ سنا کر خاموش ہوجاتا ہے۔

* جلد دوم، حدیث ۱۳۸۹ میں بنتِ رسولؐ کی ناراضگی جن الفاظ سے بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہیں:

فَهَجَرَتْهُ وَلَمْ تُكَلِّمْهُ حتّٰى تَوَفَّيَتْ

''بنت رسولؐ نے قطع تعلق کر لی اور تاوفات ابوبکر سے بات نہ کی''۔

* جلد دوم، حدیث ۳۳۵ میں بنتِ رسولؐ کی ناراضگی کے الفاظ یہ ہیں:

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ فَهَجَرَتْ اَبَابَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتُهُ حَتّٰى تَوَفَّيَتْ

''بنت رسولؐ غضب ناک ہوگئی۔ ابوبکر سے قطع تعلق کر لی اور تاوفات قطع تعلق جاری رکھی۔

اور جلد سوم، حدیث ۱۶۳۱ میں بنت رسولؐ کی ناراضگی کے الفاظ یہ ہیں:

فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ

''بنتِ رسولؐ نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لی اور تاوفات ابوبکر سے گفتگو نہ کی''۔

مترجمین کی پریشانی

قارئین کرام سے اپیل ہے کہ بخاری شریف کی جلد دوم، حدیث ۲۸ اور ۱۳۸۹ دیکھیں۔ حدیث کا جملہ ہے:

لَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْاَشْهُرَ

''حضرت علیؑ نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی''۔

یہ ترجمہ تو انتہائی سیدھا سادا ہے جو راقم الحروف نے پیش کیا ہے۔ آپ کسی بھی عربی دان حضرات سے تصدیق کرا سکتے ہیں۔ اب ذرا بخاری شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسی فقرہ کا ترجمہ آپ کو یوں ملے گا:

حضرت علیؑ نے ان (چھ) مہینوں میں (حضرت فاطمہؑ کی تیمارداری اور دیگر مشاغل واسباب کی بناء پر) حضرت ابوبکر سے بیعت نہیں کی تھی۔

دیکھ رہے ہیں آپ یہ جو قوسین میں جملہ دیا گیا ہے۔ یہ مترجمین کا توضیحی نوٹ ہے۔ مترجمین یہ تو مانتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اتنا عرصہ بیعت نہیں کی۔ لیکن ایک طویل مسافت کے بعد۔ اگر قوسین کے الفاظ نکال کر مترجمین کے ترجمہ اور راقم الحروف کے ترجمہ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دونوں ترجموں میں کوئی فرق نہیں۔

* اب سوال یہ ہے کہ بیعت نہ کرنے کی وجہ تیمارداری بنت رسولؐ کس نے بتائی؟
* جب چھ ماہ بعد حضرت علیؑ نے ابوبکر کو اپنے گھر بلا لیا تو کیا چھ ماہ قبل نہیں بلا سکتے تھے؟
* یا پہلے ابوبکر کو بلایا گیا تھا اور وہ آئے نہیں تھے؟
* حضرت علیؑ نے فضائل ابوبکر تو پڑھ دیے لیکن بیعت نہ کرنے کا یہی سبب جو مترجمین کو چودہ صدیاں بعد ملا ہے بزبانِ خود کیوں نہیں کہہ دیا؟
* بیعت کرنے پر ہفتے یا گھنٹے تو صرف نہیں ہوتے تھے؟
* بیعت کر لینا تیمارداری بنتِ رسولؐ سے کیوں مانع تھا؟

لَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اِسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَصِيْبًا

"ہمیں آپ کی طرف اللہ کی بھیجی گئی کسی بھی خوبی پر حسد نہیں لیکن خلافت میں آپ نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ ہم قرابت رسولؐ کی بناء پر خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہیں"۔

مذکورہ بالا سیدھا سادا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔ آپ کسی بھی عربی خوان سے اس کی تصدیق کرا سکتے ہیں۔ اب بخاری شریف کے مترجمین کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

''نیز ہمیں اس بھلائی میں (یعنی خلافت میں) جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کوئی حسد نہیں لیکن آپ اس امر خلافت میں خود مختار بن گئے حالانکہ قرابتِ رسولؐ کی بنا پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے''۔

ملاحظہ فرمالیا آپ نے۔ مترجم نے خیرًا ساقهُ اللّٰهُ اِلَیْكَ (جو خوبی اللہ نے آپ کو دی) کا معنی قوسین میں (یعنی خلافت میں) کیا ہے۔ اگر خوبی سے مراد حضرت علیؑ کی خلافت ہی تھی تو پھر یہ جانتے ہوئے کہ ابوبکر کو اللہ نے خلافت دی ہے۔ چھ ماہ تک بیعت کیوں نہ کی اور ولكنك استبددت علينا (لیکن آپ نے معاملہ خلافت میں ہم پر ظلم کیا ہے) کیوں کہا؟

پھر جواب میں ابوبکر نے کیا کہا:

كُنَّا نَرَىٰ لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ نَصِيبًا

''قرابتِ رسولؐ کی بناء پر ہم خلافت اپنا حق سمجھتے ہیں''۔

یہ جملہ حضرت علیؑ نے اسی حدیث میں دو مرتبہ کہا ہے:

- جب ابوبکر کو اپنے گھر بلایا اس وقت دورانِ گفتگو کہا۔
- جب مسجد میں ابوبکر کے بعد جوابی تقریر کی اس وقت بھی یہی فقرہ دہرایا۔

ابوبکر نے تو اس جملہ کا جواب نہ گھر میں دیا اور نہ مسجد میں البتہ مترجمین چکرا گئے۔ یہاں ان کے ترجمے دونوں جگہ ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔

گھریلو گفتگو میں ترجمہ: حالانکہ قرابتِ رسولؐ کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

اسی فقرہ کا ترجمہ آپ کو یوں ملے گا:

حضرت علیؑ نے ان (چھ) مہینوں میں (حضرت فاطمہؑ کی تیمارداری اور دیگر مشاغل واسباب کی بناء پر) حضرت ابوبکر سے بیعت نہیں کی تھی۔

دیکھ رہے ہیں آپ یہ جو قوسین میں جملہ دیا گیا ہے۔ یہ مترجمین کا توضیحی نوٹ ہے۔ مترجمین یہ تو مانتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اتنا عرصہ بیعت نہیں کی۔ لیکن ایک طویل مسافت کے بعد۔ اگر قوسین کے الفاظ نکال کر مترجمین کے ترجمہ اور راقم الحروف کے ترجمہ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دونوں ترجموں میں کوئی فرق نہیں۔

* اب سوال یہ ہے کہ بیعت نہ کرنے کی وجہ تیمارداریٔ بنت رسولؐ کس نے بتائی؟
* جب چھ ماہ بعد حضرت علیؑ نے ابوبکر کو اپنے گھر بلا لیا تو کیا چھ ماہ قبل نہیں بلا سکتے تھے؟
* یا پہلے ابوبکر کو بلایا گیا تھا اور وہ آئے نہیں تھے؟
* حضرت علیؑ نے فضائل ابوبکر تو پڑھ دیئے لیکن بیعت نہ کرنے کا یہی سبب جو مترجمین کو چودہ صدیاں بعد ملا ہے بزبانِ خود کیوں نہیں کہہ دیا؟
* بیعت کرنے پر ہفتے یا گھنٹے تو صرف نہیں ہوتے تھے؟
* بیعت کر لینا تیمارداری بنتِ رسولؐ سے کیوں مانع تھا؟

لَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اِسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَصِيْبًا

"ہمیں آپ کی طرف اللہ کی بھیجی گئی کسی بھی خوبی پر حسد نہیں لیکن خلافت میں آپ نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ ہم قرابت رسولؐ کی بناء پر خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہیں"۔

مذکورہ بالا سیدھا سادا ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔ آپ کسی بھی عربی خوان سے اس کی تصدیق کرا سکتے ہیں۔ اب بخاری شریف کے مترجمین کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

''نیز ہمیں اس بھلائی میں (یعنی خلافت میں) جو اللہ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کوئی حسد نہیں لیکن آپ اس امر خلافت میں خودمختار بن گئے حالانکہ قرابتِ رسولؐ کی بنا پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے''۔

ملاحظہ فرما لیا آپ نے۔ مترجم نے خیرًا ساقهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ (جو خوبی اللہ نے آپ کو دی) کا معنی قوسین میں (یعنی خلافت میں) کیا ہے۔ اگر خوبی سے مراد حضرت علیؑ کی خلافت ہی تھی تو پھر یہ جانتے ہوئے کہ ابوبکر کو اللہ نے خلافت دی ہے۔ چھ ماہ تک بیعت کیوں نہ کی اور ولکنك استبددت علينا (لیکن آپ نے معاملہ خلافت میں ہم پر ظلم کیا ہے) کیوں کہا؟

پھر جواب میں ابوبکر نے کیا کہا:

كُنَّا نَرَىٰ لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَصِيْبًا

''قرابتِ رسولؐ کی بناء پر ہم خلافت اپنا حق سمجھتے ہیں''۔

یہ جملہ حضرت علیؑ نے اسی حدیث میں دو مرتبہ کہا ہے:

- جب ابوبکر کو اپنے گھر بلایا اس وقت دورانِ گفتگو کہا۔
- جب مسجد میں ابوبکر کے بعد جوابی تقریر کی اس وقت بھی یہی فقرہ دہرایا۔

ابوبکر نے تو اس جملہ کا جواب نہ گھر میں دیا اور نہ مسجد میں البتہ مترجمین چکرا گئے۔ یہ ان کے ترجمے دونوں جگہ ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔

گھریلو گفتگو میں ترجمہ: حالانکہ قرابتِ رسولؐ کی بناء پر ہم سمجھتے تھے کہ (اس کے مشورہ) میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

مسجد کی گفتگو میں ترجمہ: لیکن ہم سمجھتے تھے کہ امرِ خلافت میں ہمارا بھی حصہ ہے۔
یعنی گھریلو گفتگو میں تو حضرت علیؑ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی مشیر خلافت بنا لیا جاتا تو پھر بنتِ رسولؐ کی تیمارداری اور دیگر اسباب و مشاغل آپ کی بیعت میں حائل نہ ہوئے۔
پھر مسجد میں کہتے ہیں کہ ہمیں خلیفہ مان لیا جاتا۔
جملہ ایک، فقرہ ایک، متکلم ایک، انداز ایک اور مخاطب ایک، لیکن معنی دو ــــــ جو چاہے تیرا حسنِ کرشمہ ساز کرے۔

نیا نکتہ

آج کل بعض مادر پدر آزاد مقررین جنھیں نہ تو شیعہ مذہب سے واقفیت ہے اور نہ ہی اپنے مذہب سے۔ کہتے پھرتے ہیں کہ واقعہ فدک ایک یہودی شخص عبداللہ ابن سبا کا ساختہ ہے لہٰذا بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔
محترم قارئین! صحیح بخاری شریف آپ کے سامنے ہے۔ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور حدیث نمبر کی نشاندہی راقم الحروف نے کر دی ہے۔ لکھنے والا امام بخاری ہے، راوی عروہ ابن زبیر ہے اور حدیث بیان کرنے والی اُم المومنین عائشہ ہے۔
ڈوب مرنے کا مقام ہے اس بیٹے کے لیے جو اپنی ماں اور حرمِ رسولؐ کو یہودیوں کا آلۂ کار سمجھے کیونکہ جب ہم واقعہ فدک کو جھٹلانے کی خاطر کہیں گے کہ یہ واقعہ عبداللہ ابن سبا یہودی کا فسانہ ہے ــــــ تو پھر ہمیں یہ بھی کہنا پڑے گا کہ امام بخاری، عروہ ابن زبیر اور اُم المومنین عائشہ یہ سب یہودی کے آلۂ کار ہیں۔ عبداللہ ابن سبا کے وظیفہ خوار ہیں۔

* ایسی صورت میں بخاری شریف پر کیا اعتماد رہے گا؟
* عروہ ابن زبیر کی احادیث کے پلے کیا رہ جائے گا؟
* اور اُم المومنین عائشہ کا کیا بھرم باقی رہ جائے گا؟

مسلمہ امور بقول اُم المومنین عائشہ

* ابوبکر نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی ترکۂ رسولؐ پر فوراً قبضہ کرلیا۔
* دخترِ رسولؐ نے کسی کو بھیج کر بھی خود حاضرِ دربار ہوکر بھی اور عمِ رسولؐ حضرت عباس کو ساتھ لاکر بھی ترکۂ رسولؐ کا مطالبہ کیا۔
* حضرت ابوبکر نے دخترِ رسولؐ کو کچھ دینے سے انکار کردیا۔
* دخترِ رسولؐ بعد از رسولؐ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ ابوبکر سے ناراض رہیں اور بات نہ کی۔
* حضرت علیؑ اور دخترِ رسولؐ دونوں نے ابوبکر کی بیعت نہ کی۔
* دخترِ رسولؐ ابوبکر کی بیعت کیے بغیر اس دنیا سے رحلت فرماگئیں۔
* اُم المومنین کی ان روایات سے حضرت علیؑ کی بیعت کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا؟

---

* دخترِ رسولؐ جو آخری لمحۂ حیات تک خلافت ابوبکر سے انکاری رہی اس کے متعلق کیا حکم ہوگا؟
* بقول آپ کے حضرت علیؑ جو چھ ماہ تک خلافت ابوبکر کے منکر رہے اور بقول بی بی عائشہ کے چھ ماہ کے بعد بھی بیعت کا معاملہ گول کرگئے۔ حضرت علیؑ کا کیا حکم ہوگا؟

فیصلہ: اگر دخترِ رسولؐ ابوبکر کی بیعت سے انکاری رہ کر سیدۃ النساء رہ سکتی ہے اور حضرت علیؑ بیعت ابوبکر سے انکاری رہ کر سوادِ اعظم کے خلیفۂ چہارم رہ سکتے ہیں تو ہم شیعہ بھی خلافت ابوبکر کو تسلیم نہ کرکے نہ صرف مومن رہ سکتے ہیں بلکہ یومِ حساب کے بعد جنت میں بھی جاسکتے ہیں ان شاء اللہ!

تکرارِ احادیث

اکثر سادہ لوح عوام کو چکر میں ڈال دیا جاتا ہے کہ احادیث میں تکرار ہے اور بخاری شریف میں ایک ہی حدیث کو بار بار مختلف مقامات میں حسبِ ضرورت نقل کیا گیا

ہے جس کی وجہ سے بخاری شریف کا وزن زیادہ ہوگیا ہے۔ مناسب ہوگا اگر ہم پہلے تکرار کی تعریف کرلیں تا کہ انصاف کے تقاضے پورے ہوسکیں اور ہمارا ہر قاری بلا وہم وسواس تحقیقی مراحل میں داخل ہوسکے۔

تکرار کیا ہے؟

ایک ہی حدیث کو مختلف عنوانات کے تحت مختلف مقامات پر درج کرنے کا نام ہے۔ یعنی ایسی حدیث جس کا سلسلۂ سند خواہ ایک ہو یا متعدد، لفظ اور معنی یا کم از کم مفہوم ایک ہو، نظامِ مصطفیٰ بزبان زوجۂ باوصفا کی اُم المومنین عائشہ سے نقل کردہ احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں جنہیں راقم الحروف نے بخاری شریف میں درج شدہ ساڑھے سات ہزار احادیث سے منتخب کیا ہے اور ہر عنوان کے تحت اسی عنوان سے متعلق احادیث لکھی تھیں۔ آپ بار باران احادیث میں غور کریں۔ آپ کو کہیں بھی تکرار نہیں ملے گا۔ ہر حدیث لفظاً، معنیً اور مفہوماً دوسری حدیث سے جدا ہے اور اس کی نشاندہی راقم الحروف نے ہر جگہ کردی ہے بنابریں اگر کوئی صاحب ان احادیث کو تکرار کی لاٹھی سے ہانکنا چاہیں تو اس کی اجازت ازروئے اصول اور ازروئے مطالعہ احادیث تو نہیں دی جائے گی۔ البتہ جب کوئی انسان ''میں نہ مانوں'' کا ناقابلِ تردید سبق یاد کرلے تو اس کے سامنے ہم بے بس ہوں گے۔

اخذ مسائل

ٹائٹل سے لے کر آخر تک ہر عنوان کے ابتداء میں ہم نے علامہ شبلی نعمانی کا وہ جملہ پیش کیا ہے جو انہوں نے مرویات اُم المومنین عائشہ کے بارے میں لکھا ہے لہٰذا آیئے اب ان مسائل کو بھی ایک نظر دیکھ لیں جو مرویات اُم المومنین عائشہ سے ہمارے سامنے آتے ہیں تا کہ نظامِ مصطفیٰ کا مکمل خاکہ ہمارے ذہن میں آجائے اور ہم اہالیانِ

پاکستان اپنی زندگی کو نظامِ مصطفیٰؐ کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

* آغاز نبوت: ① جلد اول کتاب الوحی، ص ۸۱۔ حدیث نمبر ۲، نظامِ مصطفیٰؐ، ص ۲۶ سرورِ کونین پر وحی دو طرح سے آتی تھی، گھنٹی کی سی آواز اور جبریلؑ بشکل انسان۔
* جلد اول، کتاب الوحی، ص ۸۲، حدیث ۳، نظامِ مصطفیٰؐ، ص ۲۷۔ ابتدائے وحی سچے خوابوں سے ہوتی ہے۔
* ابتدائے وحی کے بعد نبی بننے والے انسان کو تنہائی سے محبت ہو جاتی ہے۔
* ایامِ تنہائی میں ازدواجی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان صرف سامانِ خورد و نوش لینے کی خاطر واپس آ سکتا ہے۔
* اگرچہ سلسلۂ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہو چکا ہوتا ہے لیکن پھر نبی فرشتہ کو اس وقت پہچان نہیں سکتا۔ جب وہ عالم بیداری میں آئے۔
* فرشتہ کے پڑھانے کے باوجود نبی اپنے اَن پڑھ ہونے کا اعلان کر سکتا ہے۔
* جب تک فرشتہ نبی کو تین مرتبہ اتنے زور سے نہ دبائے کہ اس کی سانس اُکھڑنے لگے اس وقت تک نبی نہیں پڑھ سکتا۔
* تیسری مرتبہ دبانے کے بعد فرشتہ اس بات کا پابند نہیں کہ وہ نبی کے جواب کا انتظار کرے بلکہ جو کچھ لے کے آیا ہے اسے پڑھ دے۔
* فرشتہ کے وحی لانے اور بار بار دبانے سے اگر نبی ڈر جائے تو کوئی حرج نہیں۔
* جب فرشتہ جبراً وحی پہنچا کر چلا جائے تو نبی کو فوراً گھر آ کر اپنا خوف کمبل میں گھس کر دُور کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ سرورِ کونینؐ نے کیا۔
* نبی کی بیوی اتنی زیرک اور حوصلہ مند ہونی چاہیے کہ میاں پر طاری خوف سے نہ گھبرائے جیسا کہ اُم المومنین خدیجہ۔
* نبی کو چاہیے کہ وہ کمبل میں پڑے پڑے اپنی زیرک بیوی کو سنا دے جیسا سرورِ

کونینؐ نے سنائی۔

* اگر نبی کو اپنی عقل وفکر میں شک ہو تو بھی اپنی بیوی کے سامنے ظاہر کر دینا چاہیے جس طرح سرورِ کونینؐ نے خشیت علی نفسی (مجھے اپنی عقل کا ڈر ہے) کہہ کر اُم المومنین خدیجہ سے ذکر کیا۔
* زوجۂ نبی کو چاہیے کہ وہ اپنے میاں کو تسلی دے، میاں کو اس کی اچھائیاں یاد دلا کر حوصلہ دلائے۔
* زوجۂ نبی کو چاہیے کہ اپنے سہمے ہوئے میاں کو دلاسا دے کر کسی ایسے مذہبی عالم کے پاس لائے جس مذہب کی مخالفت اس نبی کو کرنا ہے جس طرح اُم المومنین خدیجہ آپ کو ورقہ کے پاس لائیں۔
* عالم بھی ایسا ہونا چاہیے جو ایک مذہب ترک کر کے دوسرا مذہب اختیار کر چکا ہو۔ البتہ کماتا دوسرے مذہب سے ہو اور تعریف پہلے مذہب کی کرتا ہو۔ جس طرح ورقہ ابن نوفل لکھتا تو انجیل تھا لیکن سرورِ کونینؐ سے باتیں کرتے ہوئے یہ نہیں کہتا کہ یہ وہ ناموس ہے جو عیسیٰؑ پر آیا تھا بلکہ عیسائی ہونے کے باوجود کہتا ہے کہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ پر آتا تھا۔
* ایسے عالم کو نبی کے برعکس علمِ غیب بھی ہونا چاہیے جس طرح سرورِ کونین کو یہ بھی بتایا کہ آپ کے اعلانِ نبوت سے قبل میں مر جاؤں گا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کو ہجرت بھی کرنا پڑے گی۔

② جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۷۴، حدیث ۲۰۶۴، نظامِ مصطفیٰ)

* زوجۂ نبی اتنی عالمہ ہونی چاہیے کہ جب نبی اپنی عقل کا تذکرہ کرے تو زوجۂ نبی اس کی اچھائیاں گنوا کر اسے خوشخبری دے جیسا کہ اُم المومنین خدیجہ نے کیا۔

③ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۷۷، حدیث نمبر ۲۰۶۷

* اگر نبی سیدھے ہاتھ وحی لینے پر آمادہ نہ ہو تو قدرت کو دھمکی بھی دے دینا چاہیے۔

④ جلد سوم، کتاب الحیل، ص ۶۹۹، حدیث ۱۸۷۰، نظامِ مصطفیٰؐ

* آغازِ نبوت کی کیفیت خود نبی سے پوچھنا ضروری نہیں بلکہ جہاں سے سن لی جائے کافی ہے۔
* اگر سلسلۂ وحی کچھ دنوں کے لیے رک جائے تو نبی کو خودکشی کرنے کا حق ہے۔
* نبی کو اپنی نبوت میں شک بھی ہو سکتا ہے (ورنہ خودکشی کی کوشش نہ ہوتی)
* جبریلؑ کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی نبی خودکشی کرنے لگے، اسے آ کر یقین دلائے کہ تو نبی ہے۔

⑤ جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۰۷، حدیث ۱۷۴، نظامِ مصطفیٰؐ

* ہر بیوی اپنے شوہر کی اچھائی برائی بیان کرنے کی مجاز ہے۔
* اگر کئی بیویاں ایک جگہ بیٹھ کر اپنے شوہروں کی اچھائیاں اور برائیاں گنیں اور ان کی گفتگو کوئی اُمّ المومنین سن رہی ہو تو وہ حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔
* جو شوہر سب سے اچھا ہو نبی کو اسی سے اپنی تمثیل دینا چاہیے۔ نبی سے یُو
* نبی اپنی کسی بیوی کے ساتھ دوسری ازواج کی نسبت زیادہ بیٹھ کر اس سے کچھ کھا پی سکتا ہے۔
* اگر نبی اپنی کسی بیوی کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھ جائے تو دیگر ازواج کو اس کے خلاف حیلہ کرنے کا حق ہے۔
* حیلہ کوئی بھی کیا جا سکتا ہے خواہ وہ غلط بات ہی کیوں نہ ہو؟
* حیلہ میں ہر زوجہ کو حق ہے کہ وہ نبیؐ سے اظہارِ نفرت کے بطور ناک بھوں چڑھائے۔
* کسی ایک زوجہ نبی کو دیگر ازواج پر رعب بٹھانے کا پورا پورا حق ہے۔
* اگر کسی شخص کی متعدد بیویاں ہوں تو نماز عصر کے بعد تمام ازواج کے پاس باری

باری آنا سنتِ رسولؐ ہے۔

- ازواجِ نبی ٹیڑھے دل والیاں ہو سکتی ہیں۔
- اگر ازواجِ نبی حد سے گزرنے لگیں تو اللہ کو انہیں دھمکی دینے کا حق ہے۔
- لوگوں کو حق ہے کہ وہ اپنے ہدایا (تحفے) پیش کرنے سے پہلے پتہ کرلیں کہ نبی کو اپنی ازواج میں سے کون زیادہ عزیز ہے تاکہ اسی دن تحفہ دیا جائے جس دن اس کی باری ہو۔
- محبوبہ زوجہ کی مخالفت میں ایک یا بہت سی بیویاں اپنے شوہر سے درخواست کرسکتی ہیں کہ وہ لوگوں کو اس قسم کا امتیازی سلوک نہ کرنے کی ہدایت کردے۔
- شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ ازواج کی جانب سے پیش کی گئی درخواست کے جواب میں خاموش ہو جائے۔
- مریدوں کو حق حاصل ہے کہ اپنے پیر کی رضاجوئی کی خاطر اپنے ہدایا اسی دن پیش کریں جس دن اس کی محبوبہ بیوی کی باری ہو۔
- ازواجِ نبیؐ کے لیے باہمی گروہ بندی جائز ہے۔
- ازواجِ نبیؐ کو گروہ بندی کے بعد اپنا ایک ایک گروپ لیڈر چننے کا حق ہے۔
- ازواجِ نبیؐ کو اپنی ہر درخواست اپنے گروپ لیڈر کی وساطت سے کرنا چاہیے۔
- جب تک شوہر کوئی جواب نہ دے اس وقت تک درخواست واپس نہ لینا جائز ہے۔
- ذات احدیت کو اختیار ہے کہ وہ بھی وحی بھیجتے وقت یہ خیال رکھے کہ اس وقت آپ کس بی بی کے کپڑے میں ہیں۔
- ازواجِ نبیؐ کے لیے نبی کو اس کی محبوبہ زوجہ کے خلاف مطالبۂ انصاف بھی جائز نہیں تاکہ سرورِ کونینؐ کو اذیت نہ ہو۔
- اگر کسی بی بی سے ایسی زیادتی سرزد ہو جائے تو اسے فوراً توبہ کا اعلان کردینا

چاہیے۔

* ازواجِ نبی کی طرح بہت سی بیویاں رکھنے والے شوہر کی شوہرانہ زیادتی کے خلاف شوہر کی بیٹی کو بھی سفارش بنا کر شوہر کے پاس بھیجنا جائز ہے۔
* جب بیٹی کو ایک مرتبہ جواب مل جائے تو پھر دوبارہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا حق نہیں۔
* مظلوم گروپ ناچار ہو کر اپنی داد رسی کی خاطر اپنے گروپ لیڈر کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے ذریعہ بھی اپنی درخواست پیش کر سکتا ہے۔
* زوجہ کے لیے نبی شوہر سے اللہ کے نام پر انصاف مانگنا جائز ہے۔
* فریاد رسی کے وقت اگر درخواستی گروپ کی زوجہ اپنی سوکن کے خلاف سخت وسُست کہنے لگے تو کوئی حرج نہیں۔
* نبی کی موجودگی میں دو بیویوں کو اپنی لسانی تلوار آزمائی کے مظاہرہ کا پورا پورا حق حاصل ہے۔
* فریاد رس گروہ کی زوجہ کو اپنے فریقِ مخالف کو نبی کی موجودگی میں گالی دینا بھی جائز ہے۔
* نبی کے لیے دونوں بیویاں کی تُو تکار خاموشی سے بیٹھ کر سننا جائز ہے۔
* نبی کو حق حاصل ہے کہ ازواج کی تو تکار سنتے ہوئے اپنی محبوبہ کی طرف اس نگاہ سے دیکھے کہ وہ کوئی جواب خود دے۔
* نبی کو حق حاصل ہے کہ جب اس کی محبوبہ بیوی فریقِ مخالف پر غالب آ جائے تو اسے داد دے۔
* اگر کثیر الازواج شوہر کہیں سفر پر باہر جائے تو کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جانے کی خاطر اسے قرعہ اندازی کرنا ہوگی۔

* کثیر الازواج شوہر کو اپنی زندگی اپنی ازواج میں باقاعدہ تقسیم کر دینی چاہیے۔
* اگر کوئی بیوی اپنی باری کے شب و روز اپنے شوہر کی محبوبہ بیوی کو ہبہ کر دے تو اسے اختیار ہے۔
* گھر میں گانا بجانا جائز ہے۔
* گھر میں محفل موسیقی پہلے سے منعقد ہو اور شوہر بعد میں آئے تو اس کے لیے دوسری طرف منہ کر کے سو جانا سنتِ رسولؐ ہے۔
* سُسر اگر داماد کے گھر محفل موسیقی دیکھے تو وہ اُسے شیطانی باجہ کہہ سکتا ہے۔
* داماد اگر عالم یا نبی ہے تو اسے اپنے سُسر کو گانے بجانے سے روکنے پر منع کرنا سنتِ رسولؐ ہے۔
* اگر عید کے دن شوہر اپنی بیوی کو تماشا دیکھنے کی دعوت دے تو سنتِ رسولؐ ہے۔
* اگر شوہر دعوت نہ بھی دے تو بیوی از خود درخواست کر سکتی ہے۔
* اگر شوہر بیوی کو تماشا دکھانا چاہے تو اسے پشت پر اُٹھا کر تماشا دکھانا نہ صرف جائز ہے بلکہ سنتِ رسولؐ ہے۔
* تماشا بینی کے دوران بیوی کا رخسارہ شوہر کے رخسارہ پر ہونا چاہیے۔
* تماشا کرنے والوں کو داد دینا سنتِ سرورِ انبیاءؐ ہے۔
* جب تک بیوی خود نہ اُکتا جائے شوہر کو خاموشی سے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنا بھی چاہیے اور دکھانا بھی چاہیے۔
* جب زوجہ خود تھک جائے تو اسے جانے کو کہہ دینا سنتِ رسولؐ ہے۔
* کسی مصلحت کے پیشِ نظر بیوی کو چھپا کر تماشا دکھانا بھی سنتِ رسولؐ ہے۔
* اگر تماشا کرنے والے مسجد میں کھیل کود رہے ہیں تو انہیں روکنا خلافِ شرع ہے۔
* اگر کچھ لوگ سرود وغیرہ کو پسند کرتے ہوں اور ان کی شادی میں شامل ہونا ہو تو

سرود لے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

* گڑیاں کھیلنا جائز ہے۔
* اگر بیوی کی سہیلیاں کھیلتے ہوئے بیوی کے شوہر سے شرما کر اِدھر اُدھر ہو جائیں تو انہیں تلاش کر کے لانا سنتِ رسولؐ ہے۔
* یہودیوں کے پاس کوئی چیز رہن رکھ کران سے کچھ خریدنا جائز ہے۔
* قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔
* گھر میں خواہ کھجور کا ایک دانہ بھی ہو، سائل کو دے دینا چاہیے۔
* ایسی سخاوت کرنے کے بعد شوہر کو اس سے آگاہ کر دینا چاہیے۔
* اپنے مقام دفن کی وصیت کرنا جائز ہے۔
* اگر کوئی کسی جگہ دفن نہیں ہونا چاہتا تو دمِ مرگ وصیت کر دے کہ مجھے فلاں جگہ دفن نہ کیا جائے۔
* حقائق کا اعتراف کر لینا چاہیے۔
* نبی پر جادو کیا جا سکتا ہے اور نبی پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔
* جادو کا اثر زائل ہو جانے کے بعد جادو کردہ اشیاء یا جادو کرنے والے کا نام منتشر نہ کرنا چاہیے۔
* سرورِ کونینؐ کے قصہ جادو زدگی کو جتنی ہو سکے شہرت دینی چاہیے۔
* رسول قرآن بھول سکتا ہے۔
* اُمت کا کوئی آدمی اگر رسول کو بھولا ہوا قرآن یاد دلا دے تو اسے دعا دینا چاہیے۔
* مرد کے لیے اپنی عمر سے کئی گنا کم لڑکی کے والد سے خواست گاری کرنا سنتِ رسولؐ ہے۔
* مذہبی بھائی چارہ رشتوں سے مانع نہیں ہوتا۔

* انبیاءؑ کو خواب میں ان کی ازواج کی تصویر یا شبیہہ دکھائی جاسکتی ہے۔
* شبیہہ یا تصویر بنانا جائز اور مباح کام ہے۔
* جب پتہ چلے کہ خواب میں دکھائی جانے والی میری بیوی ہے تو اس کے چہرہ سے خود نقاب کشائی کرنا بھی جائز ہے اور دکھانے والے سے نقاب کشائی کی درخواست بھی جائز ہے۔
* ہر ماں کو رخصتی کے لیے اپنی بیٹی کو شوہر کے گھر چھوڑ آنا چاہیے۔
* جھولا جھولتی ہوئی بچی کو بلا کر گلی میں کھڑے کھڑے اس کا منہ دھو کر داماد کے گھر چھوڑ دینا چاہیے۔
* اگر بچی کا باپ بھی ہو اور بھائی بہنیں بھی ہوں تو نہ باپ کو اطلاع دینے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بھائی بہنوں کو بتانا ضروری ہے۔
* دلہن کو میکے گھر میں نہیں سنوارنا چاہیے بلکہ سسرال میں سنوارنا چاہیے۔
* سرورِ کونینؐ سے اس کی ازواج ناراض ہوسکتی ہیں۔
* سرورِ کونین کو اپنی ازواج کی ناراضگی اور رضامندی کی علامت کا علم ضروری ہے۔
* زوجۂ نبی اپنے شوہر سے ناراض ہوکر اس کا نام چھوڑ سکتی ہے۔
* ہر بیوی اپنے شوہر کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کی مثالوں سے کام لے سکتی ہے۔
* نبی شب قدر بھول سکتا ہے۔
* اگر نبی کوئی حکمِ خدا بھول جائے تو اللہ سے رجوع کرنے کی بجائے اُمت سے درخواست کرسکتا ہے کہ تم تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔
* نبی کا اپنا منصبی فرض بھول جانا اُمت کے لیے بہتری کا باعث ہے۔
* بیوی اپنے شوہر سے اذنِ جہاد مانگ سکتی ہے۔
* عورتوں کے لیے جہادِ حج ہے۔

* فوت شدہ انسان سے حسد کیا جا سکتا ہے۔
* فوت شدہ اچھے انسان کا تذکرہ سنتِ رسولؐ ہے۔
* فوت شدہ انسان کی یاد منانے کے بطور فوت شدہ انسان کے دوست احباب کو ہدیہ کے طور پر کچھ بھیجنا بھی سنتِ رسولؐ ہے۔
* اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو جنت کی بشارت زندگی ہی میں دے دی گئی ہے۔
* کنواری بے اولاد کی نسبت صاحبِ اولاد بیوہ بیوی زیادہ قابلِ محبت ہوتی ہے۔
* فوت شدہ محبوب انسان کا بکثرت ذکر سنتِ رسولؐ ہے۔
* سوکن سے حسد جائز ہے خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ ہے۔
* فوت شدہ سوکن سے حسد کا اظہار مرحومہ کی اولاد اور مرحومہ کے داماد سے بھی کیا جاسکتا ہے۔
* حالتِ مرض میں انسان کسی ایک زوجہ کے گھر رہ سکتا ہے۔
* انسان کسی کو وجہ بتائے بغیر اور وجہِ ناراضگی کے بغیر کسی سے ناراض رہ سکتا ہے۔
* اگر کسی سے کوئی ناراض ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔
* انسان اپنی میراث مانگنے کے لیے کچہری میں جا سکتا ہے۔
* مدعا علیہ خود جج بن سکتا ہے۔
* مدعا علیہ سے مدعی گواہ مانگ سکتا ہے۔
* حق نہ دینے والے سے انسان ناراض رہ سکتا ہے۔
* حق نہ دینے والے سے انسان قطع کلامی کر سکتا ہے۔
* ہر شوہر اپنی بیوی کو بوقتِ شب دفن کر سکتا ہے۔
* اگر ایک حکمران ایک جائیداد سنتِ رسولؐ سمجھ کر بحق سرکار ضبط کر لے تو دوسرا وہ سب یا اس کا کچھ حصہ اصل مالکان کو واپس پلٹا سکتا ہے۔

* انبیاءؑ کو خواب میں ان کی ازواج کی تصویر یا شبیہہ دکھائی جا سکتی ہے۔
* شبیہہ یا تصویر بنانا جائز اور مباح کام ہے۔
* جب پتہ چلے کہ خواب میں دکھائی جانے والی میری بیوی ہے تو اس کے چہرہ سے خود نقاب کشائی کرنا بھی جائز ہے اور دکھانے والے سے نقاب کشائی کی درخواست بھی جائز ہے۔
* ہر ماں کو رخصتی کے لیے اپنی بیٹی کو شوہر کے گھر چھوڑ آنا چاہیے۔
* جھولا جھولتی ہوئی بچی کو بلا کر گلی میں کھڑے کھڑے اس کا منہ دھو کر داماد کے گھر چھوڑ دینا چاہیے۔
* اگر بچی کا باپ بھی ہو اور بھائی بہنیں بھی ہوں تو نہ باپ کو اطلاع دینے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بھائی بہنوں کو بتانا ضروری ہے۔
* دلہن کو میکے گھر میں نہیں سنوارنا چاہیے بلکہ سُسرال میں سنوارنا چاہیے۔
* سرورِ کونینؐ سے اس کی ازواج ناراض ہو سکتی ہیں۔
* سرورِ کونینؐ کو اپنی ازواج کی ناراضگی اور رضامندی کی علامت کا علم ضروری ہے۔
* زوجۂ نبی اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اس کا نام چھوڑ سکتی ہے۔
* ہر بیوی اپنے شوہر کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کی مثالوں سے کام لے سکتی ہے۔
* نبی شب قدر بھول سکتا ہے۔
* اگر نبی کوئی حکمِ خدا بھول جائے تو اللہ سے رجوع کرنے کی بجائے اُمت سے درخواست کر سکتا ہے کہ تم تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔
* نبی کا اپنا منصبی فرض بھول جانا اُمت کے لیے بہتری کا باعث ہے۔
* بیوی اپنے شوہر سے اذنِ جہاد مانگ سکتی ہے۔
* عورتوں کے لیے جہادِ حج ہے۔

* فوت شدہ انسان سے حسد کیا جا سکتا ہے۔
* فوت شدہ اچھے انسان کا تذکرہ سنتِ رسولؐ ہے۔
* فوت شدہ انسان کی یاد منانے کے بطور فوت شدہ انسان کے دوست احباب کو ہدیہ کے طور پر کچھ بھیجنا بھی سنتِ رسولؐ ہے۔
* اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو جنت کی بشارت زندگی ہی میں دے دی گئی ہے۔
* کنواری بے اولاد کی نسبت صاحبِ اولاد بیوہ بیوی زیادہ قابلِ محبت ہوتی ہے۔
* فوت شدہ محبوب انسان کا بکثرت ذکر سنتِ رسولؐ ہے۔
* سوکن سے حسد جائز ہے خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ ہے۔
* فوت شدہ سوکن سے حسد کا اظہار مرحومہ کی اولاد اور مرحومہ کے داماد سے بھی کیا جا سکتا ہے۔
* حالتِ مرض میں انسان کسی ایک زوجہ کے گھر رہ سکتا ہے۔
* انسان کسی کو وجہ بتائے بغیر اور وجہ ناراضگی کے بغیر کسی سے ناراض رہ سکتا ہے۔
* اگر کسی سے کوئی ناراض ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔
* انسان اپنی میراث مانگنے کے لیے کچہری میں جا سکتا ہے۔
* مدعا علیہ خود جج بن سکتا ہے۔
* مدعا علیہ سے مدعی گواہ مانگ سکتا ہے۔
* حق نہ دینے والے سے انسان ناراض رہ سکتا ہے۔
* حق نہ دینے والے سے انسان قطع کلامی کر سکتا ہے۔
* ہر شوہر اپنی بیوی کو بوقت شب دفن کر سکتا ہے۔
* اگر ایک حکمران ایک جائیداد سنتِ رسول سمجھ کر بحق سرکار ضبط کر لے تو دوسرا وہ سب یا اس کا کچھ حصہ اصل مالکان کو واپس پلٹا سکتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول سے کل احادیث: ۲۷

کتاب کا نام	حدیث نمبر
کتاب الاستسقاء	۹۷۶
کتاب الایمان	۱۹
کتاب الوحی	۲
"	۳
کتاب الھبہ	۲۳۹۸
"	۲۳۹۲
"	۲۳۹۹
"	۲۴۱۰
"	۲۴۰۵
کتاب الشہادات	۲۴۹۷
"	۲۴۶۷
کتاب صلوٰۃ الخوف	۹۰۰
"	۹۰۲
کتاب العیدین	۹۳۳

کتاب کا نام	حدیث نمبر
کتاب الصلوٰۃ	۴۳۸
کتاب المساقات	۲۲۲۰
کتاب الرہن	۲۳۳۵
کتاب المکاتب	۲۳۸۵
کتاب الزکوٰۃ	۱۳۲۸
کتاب الجنائز	۱۳۰۲
کتاب الصیام	۱۸۸۱
"	۱۸۸۳
"	۱۸۸۴
"	۱۸۸۷
ابواب العمرہ	۱۷۳۲
کتاب الآذان	۶۳۰
کتاب الوضوء	۱۹۵

بخاری شریف جلد دوم سے کل احادیث: ۲۹

کتاب کا نام	حدیث نمبر
کتاب الجہاد والسیر	۳۴۶
"	۱۹۷
"	۱۷۶
"	۳۳۵
کتاب التفسیر	۱۹۴۷

کتاب کا نام	حدیث نمبر
کتاب الانبیاء	۱۱۱۰
"	۱۰۷۶
"	۱۰۰۳
"	۱۰۰۴
"	۱۰۰۵

کتاب کا نام	حدیث نمبر
"	۲۰۶۴
کتاب التفسیر	۲۰۶۵
"	۲۰۶۶
"	۲۰۶۷
"	۲۰۱۹
"	۲۰۲۱
کتاب الانبیاء	۹۲۳
"	۱۰۲۷
"	۱۱۰۹
"	۷۴۲
کتاب المغازی	۱۳۹۰
کتاب المغازی	۱۵۸۴
"	۱۳۸۹
"	۱۲۰۷
کتاب الجہاد	۴۱۲
"	۵۳
"	۱۳۹
"	۱۴۰
کتاب بدء الخلق	۵۰۰

بخاری شریف جلد سوم سے کل احادیث: ۴۳

کتاب کا نام	حدیث نمبر
کتاب الحیل	۱۸۷۰
"	۱۸۶۰
کتاب النکاح	۱۷۴
"	۲۰۰
"	۱۴۸
"	۱۷۵
"	۲۲۰
"	۷۲
"	۱۱۲
"	۶۹
"	۱۲۱
"	۲۱۲
کتاب الاطعمہ	۳۵۰
"	۳۸۱
"	۴۰۳
کتاب الرقاق	۱۳۷۴
"	۱۳۷۵
"	۱۳۷۶
"	۱۳۷۸
"	۱۳۷۹
کتاب الطب	۷۱۳
"	۷۱۵
"	۷۱۶
"	۶۶۷

"	۴۸
کتاب النکاح	۲۱۳
کتاب الطلاق	۲۲۸
"	۲۲۹
کتاب الایمان	۱۵۹۵
کتاب الآداب	۱۰۶۲
"	۹۳۳
"	۱۰۰۰
"	۱۰۱۲
"	۹۴۲

کتاب الدعوات	۱۳۱۴
کتاب التفسیر	۳۰
"	۳۲
"	۳۶
کتاب الرؤیا	۱۸۹۸
"	۱۸۹۹
کتاب التوحید	۲۳۳۲
کتاب الفرائض	۱۶۳۱
"	۱۶۳۵

"	۴۸
کتاب النکاح	۲۱۳
کتاب الطلاق	۲۴۸
"	۲۴۹
کتاب الایمان	۱۵۹۵
کتاب الآداب	۱۰۶۲
"	۹۳۳
"	۱۰۰۰
"	۱۰۱۲
"	۹۴۲

کتاب الدعوات	۱۳۱۴
کتاب التفسیر	۳۰
"	۳۲
"	۳۶
کتاب الرؤیا	۱۸۹۸
"	۱۸۹۹
کتاب التوحید	۲۳۳۲
کتاب الفرائض	۱۶۳۱
"	۱۶۳۵

حصہ دوم

صرف اور صرف بخاری شریف

جیسا کہ آپ حصہ اول ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم نے نہ تو حصہ اول میں بخاری شریف کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے کوئی حدیث لی ہے اور نہ ہی زیرِ نظر حصہ دوم میں بخاریِ شریف کے علاوہ کسی دوسری کتاب سے کوئی حدیث نقل کی ہے۔

ہمارا مقصد قارئین کو صرف یہ بتانا ہے کہ اُم المومنین عائشہ کے اپنے عقیدہ کے مطابق سرورِ کونینؐ کی اپنی ذات والاصفات اور سرورِ کونینؐ کے لائے ہوئے آفاقی نظام کی کیا قیمت ہے؟

بی بی اُمت کو آنحضورؐ کے متعلق کیا باور کرانا چاہتی ہیں؟

بی بی کا اپنا سلوک نبی اکرمؐ سے کیسا تھا؟

اور بی بی کس قسم کا نظامِ مصطفیٰؐ دینا پسند فرماتی ہیں؟

عرضِ ناشر

میں جناب مؤلف فخر المحققین حضرت علامہ اثیر جاڑوی فاضلِ قم، پرنسپل جامعہ حسینیہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر نظامِ مصطفیٰؐ بزبان زوجہ باصفا کا دوسرا حصہ بھی مکمل فرما دیا ہے۔ مجھے اپنے برادرانِ اسلام اہلِ سنت والجماعت بھائیوں سے کامل توقع ہے کہ وہ حصہ دوم کا مطالعہ بھی اسی کشادہ دلی، انصاف پسندی اور ہمت مردانہ سے کریں گے جس طرح انہوں نے حصہ اول کے لیے وسیع النظر فی کا ثبوت دیا ہے۔

یہ ایک تحقیق ہے اور بنیادی تحقیق ہے۔ بخاری شریف سے بڑھ کر اہلِ سنت کے ہاں بعداز قرآن کریم کوئی ایسا سرمایہ نہیں جو تحقیق حق کا باعث بن سکے اور پھر حضرت اُم المومنین عائشہ سے بڑھ کر کوئی ایسا قابلِ اعتماد راوی نہیں جو نظامِ مصطفیٰؐ کی اپنی سمجھ کے مطابق تشریح کر سکے۔

محترم قارئین! کھلے دل سے احادیث اُم المومنین عائشہ کا مطالعہ فرما کر یہ فیصلہ فرمایئے کہ کیا واقعاً اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کا یہ تصور جو اُم المومنین نے پیش کیا ہے، ہم اپنے لیے بھی قبول کر سکتے ہیں؟ اور کیا اس تصورِ رسالت اور فکرِ اسلام کو لے کر ہم کسی غیر مسلم کو بھی دعوتِ اسلام دے سکتے ہیں۔ معاملہ ذاتی وقار کا نہیں بلکہ معاملہ آخرت کا ہے۔

آپ کا مخلص
(چودھری) ضمیر الحسن
شاہ جیونہ جھنگ صدر

علمائے اُمت کا نام

میرے لائق صد احترام ذمہ داران سوادِ اعظم علمائے کرام! اگر آپ حکومت عالیہ کو بیچ میں ڈال کر نظامِ مصطفیٰؐ کا ضبط کر لینے کا مطالبہ فرمائیں یا راقم الحروف کو سب وشتم سے نوازیں تو یہ ضرور سوچ لینا کہ آپ کے سب وشتم کا رُخ کیا واقعاً میری طرف ہوگا؟ کیا آپ کے اس سب وشتم میں امام بخاری شریک نہیں ہوں گے؟

میرے دوستو! یقیناً آپ کے دل کی بھڑاس تو مجھے سب وشتم کر کے نکل جائے گی لیکن کیا اس سب وشتم سے پیش کردہ حقائق میں کوئی فرق پڑے گا؟

میں نے اگر جرم کیا ہے تو یہ کہ اُم المومنین عائشہ کی احادیث کو 'بخاری شریف' سے جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ احادیث نہ تو راقم الحروف نے روایت کی ہیں، نہ راقم الحروف ان احادیث کو صحیح مانتا ہے۔ نہ راقم الحروف اپنے مدرسہ میں یہ احادیث پڑھاتا ہے اور نہ ہی ایسی احادیث پر میرا ایمان ہے۔

اگر واقعاً آپ ان احادیث کو توہین سرورِ عالمؐ خیال فرماتے ہیں۔ اگر یہ احادیث آپ کی نظر میں خلافِ اسلام ہیں۔ تو ہمت وجرأت سے کام لے کر اعلان فرمائیے کہ:

بخاری شریف میں اُم المومنین عائشہ کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب کی سب ناقابلِ اعتماد ہیں اور یہ کہ اُم المومنین عائشہ نے اپنی احادیث میں سرورِ کونینؐ کے سر مبارک پر رکھی ہوئی دستارِ نبوت اچھال دی ہے یا بی بی سے روایت کرنے والے تمام راوی غلط گو ہیں یا امام بخاری نے صحیح نہیں لکھا۔

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل

محترم قارئین! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سوادِ اعظم کے پاس صحیح بخاری سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔

مگر بایں ہمہ! آج کل چند ایسے مجمع باز علماء کے ہاتھ میں اسٹیج ہے جو نہ تو اخلاق کو اپنی چاردیواری میں بھٹکنے دیتے ہیں اور نہ ہی علم سے کوئی رابطہ رکھتے ہیں۔

شب و روز بازاری تقریریں اور انتشار بین المسلمین کی مذموم مساعی ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ کہتے پھرتے ہیں کہ بخاری میں بھی ضعیف احادیث ہیں۔ میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے آپ کو ایک ایسے محقق کے گرانمایہ نظریات سے متعارف کرانے چلا ہوں جو نہ صرف اپنے وقت کا محقق اور علامہ تھا بلکہ جب تک صحیح بخاری رہے گی اس وقت تک اس کا طوطی بولتا رہے گا اور یہ ہے ـــــ علامہ وحید الزمان۔

لیجیے ملاحظہ فرمایئے تیسیر الباری، ترجمہ و شرح صحیح بخاری از حضرت علامہ وحید الزمان۔

ناشران تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی، لاہور، راولپنڈی، جلد اول، ص ۱۹، ۲۰

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل

ابوالہیثم کشمیہنی نے کہا: میں نے فربری سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے محمد ابن اسماعیل بخاری سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے اس جامع صحیح میں کوئی حدیث داخل نہیں کی جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔

اور کہتے تھے: کہ میں نے جامع کو چھ لاکھ حدیث سے انتخاب کیا ـــــ اور کہتے تھے: میں نے یہ کتاب جامع مسجد حرام میں تصنیف کی اور کوئی حدیث اس میں شریک نہیں کی کہ جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور یقین نہ ہوا مجھ کو اس کی صحت پر۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اور روایتوں میں جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہروں میں تصنیف کرتے تھے۔ ان میں اور اس روایت میں تطبیق اس طرح ہے کہ:

امام بخاری نے اس کی تصنیف شروع مسجد حرام میں کی۔ پھر حدیثیں نکالتے رہے اور شہروں میں بھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے اس کتاب کو سولہ برس میں تصنیف کیا اور ظاہر ہے اتنی مدت تک وہ مکہ میں نہیں رہے۔

ابن عدی اور ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ امام بخاری نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان مرتب کیا اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعت پڑھتے تھے۔ یہ روایت بھی اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے۔ کس لیے کہ مرتب کرنے سے یہاں مراد صاف کرنا ہے۔ مسودہ پہلے کیا ہوگا، صاف یہاں کیا ہوگا۔

فربری نے کہا: میں نے محمد ابن ابوحاتم وراق سے سنا، وہ کہتے تھے: امام بخاری کو

میں نے خواب میں رسولِؐ خدا کے پیچھے چلتے دیکھا جہاں سے آپؐ قدم اٹھاتے بخاری اسی جگہ قدم رکھتے۔

خطیب نجم ابن فضیل سے بھی یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا: مجھ کو لکھا علی ابن محمد جرجانی نے اصفہان سے، انہوں نے سنا محمد ابن مکی سے، وہ کہتے تھے: میں نے سنا فربری سے ــــ وہ کہتے تھے:

میں نے خواب میں رسولِؐ خدا کو دیکھا، آپؐ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا: محمد بن اسماعیل کے پاس۔ آپؐ نے فرمایا: میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ ابوسہل محمد ابن احمد مروزی سے باسناد مروی ہے۔ وہ کہتے تھے: میں نے ابوزید مروزی سے سنا ــــ وہ کہتے تھے:

میں رکن اور امام کے درمیان کھڑا تھا۔ میں نے خواب میں رسولِؐ خدا کو دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوزید! تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھائے گا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا۔

میں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی کون سی کتاب ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جامع محمد ابن اسماعیل بخاری کی۔

امام عبدالرحمٰن نسائی سے پوچھا گیا: علا اور سہیل کو انہوں نے کہا: وہ دونوں بہتر ہیں، فلیح سے ــــ اور ان سب کتابوں میں کوئی کتاب محمد ابن اسماعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔

ابوجعفر عقیلی نے کہا: جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اس کو پیش کیا علی ابن مدینی ــــ احمد ابن حنبل اور یحیٰ ابن معین وغیرہم کے سامنے۔ انہوں نے اس کو اچھا کہا اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں۔

عقیلی نے کہا: وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور ان کی صحت میں بخاری کا قول ٹھیک

ہے۔ طالب حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں۔

ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے اور دوسری رسولؐ اللہ کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگر چہ رسولؐ اللہ کی کتابیں اور بھی ہیں۔ پر کوئی ان میں سے بخاری کے ہم پلّہ نہیں۔ اسی واسطے علماء نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ طالبِ حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں اور تمام جہان کی کتابوں کو ان دو کتابوں پر پیش کرنا چاہیے جو ان کے موافق ہوں، وہ صحیح ہیں اور جو مخالف ہوں وہ ان کے مصنفین کو مبارک رہیں۔ ہم کو ان کی تقلید کرنا ضروری نہیں۔

اس لیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم ان کی تقلید بھی وہیں تک جائز ہے جب تک ان کا قول حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو۔ پھر اور علمائے متاخرین کا کیا ذکر ہے۔ علمائے حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلیٰ درجات صحیح میں وہ حدیث ہے جس پر بخاری اور مسلم دونوں نے اتفاق کیا ہے۔ پھر جس کی طرف بخاری نے نکالا پھر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا۔

محترم قارئین! ملاحظہ فرما لیا ہے آپ نے یہ ہے صحیح بخاری کے حق میں علامہ وحید الزماں کی رائے اور دیگر علمائے سوادِ اعظم کی آراء ـــــ بھلا ان کے مقابلہ میں اگر ئی مداری یہ کہے کہ بخاری میں ضعیف حدیثیں ہیں یا اثیر جاڑوی نے ضعیف حدیثیں کے بعد اس جملہ کو علامہ وحید الزماں کے گذشتہ نظریہ پر پیش کر کے خود ہی فیصلہ فرمائیے۔

میرے محترم! صحیح بخاری معمولی کتاب نہیں بلکہ یہ وہ کتاب ہے جس کی ہ نے غسل کیا ہے۔ دو رکعتیں نمازِ استخارہ پڑھی ہیں گویا امام بخاری نے کم و بیش بارہ لاکھ مرتبہ غسل کیا ہے اور بارہ لاکھ رکعت نماز پڑھی ہے۔ حساب اتنا مشکل نہیں۔ چھ لاکھ احادیث کے لیے یہی عدد بنتے ہیں۔

بخاری وہ کتاب ہے جسے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے امام بخاری نے جمع کیا ہے، گویا امام بخاری نے اپنے سرمایۂ حیات میں سے پانچ لاکھ ترانوے ہزار حدیث کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور صرف سات ہزار حدیث غسل و نمازِ استخارہ کے بعد درج کی ہے۔

بخاری وہ صحیح احادیث کا خزانہ ہے جسے مکہ کے حرمِ الٰہی ـــــ اور مدینہ کے اس مقام پر جمع کیا گیا ہے جو جنت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے اور وہ ہے قبر رسولؐ اور منبر رسولؐ کے درمیان کا حصہ، اور یہیں بیٹھ کر امام بخاری نے اسے جمع کیا ہے۔

صحیح بخاری ہی وہ مجموعہ احادیث ہے جسے ایک طرف سرورِ کونینؐ نے اپنی کتاب کہا ہے اور دوسری طرف فربری کے ہاتھوں آنحضورؐ نے امام بخاری کو تحفۂ سلام بھجوایا ہے۔ صحیح بخاری ہی وہ گنجینۂ فیض ہے جسے کتاب اللہ کے بعد پہلا مرتبہ حاصل ہے۔

یاد رکھیں! امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک کا فتویٰ رد کیا جا سکتا ہے لیکن صحیح بخاری کی کسی حدیث کو ضعیف نہیں کہا جا سکتا۔

زیادہ سے زیادہ امام احمد حنبل نے صحیح بخاری کی چہار احادیث پر تنقید کی ہے لیکن علامہ عقیلی نے امام حنبل کے مقابلہ میں امام بخاری کو ترجیح دیتے ہوئے ان چار احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

"طالبِ حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں:
اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے۔ رسولؐ اللہ
کی کتاب ـــــ وہ بخاری ہے"۔ (امام عقیلی)

رؤیت رب

اس عنوان میں کل چار احادیث ہیں:

* جلد دوم: کتاب بدء الخلق سے دو احادیث: ۲۶۷، ۴۵۸ راوی قاسم اور مسروق ہیں۔
* جلد دوم: کتاب التفسیر سے ایک حدیث، ۱۹۲۳، راوی مسروق ہیں۔
* جلد اول: کتاب البیوع سے ایک حدیث ۱۹۷۶، راوی نافع ابن جبیر ہے۔

جلد دوم، کتاب بدؤ الخلق، ص ۲۲۵، حدیث ۲۶۷

قاسم عن عائشة قالت من زعم ان محمّدًا رأى ربه فقد اعظم ولكن قد رأى جبرئيل في صورته وخلقه سادما بين الافق

"قاسم اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ بی بی نے فرمایا: جو یہ خیال کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے ذاتِ احدیت کو دیکھا ہے اس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ البتہ آپؐ نے جبریلؑ کو اس کی اصلی شکل اور وجود میں دیکھا جس نے اُفق کا درمیانی علاقہ گھیر رکھا تھا"۔

② جلد دوم، کتاب بدؤ الخلق، ص ۲۱۰، حدیث ۴۶۸

عن مسروق قال قلت لعائشة فاين قوله ونٰى فتدلّٰى فكان قاب قوسين او ادنٰى قالت ذاك جبريل كان ياتيه فى صورة الرجل وانه اتاه هذه المرة فى صورته التى هى صورته فسد الافق

''مسروق کہتا ہے کہ میں نے اُم المومنین عائشہ کی خدمت میں عرض کیا، کہ اس آیت کا کیا بنا۔ آپ قریب ہوئے حتیٰ کہ قاب قوسین یا اس سے بھی قریب ہو گئے۔

بی بی نے فرمایا: وہ (اللہ نہیں) جبریلؑ تھا۔ پہلے جبریلؑ مرد کی شکل میں آتا تھا۔ اس مرتبہ اس شکل میں آیا جو اس کی اپنی اور اصلی تھی جس کی وجہ سے اُفق پُر ہو گیا''۔

③ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۹۲۵، حدیث ۱۹۶۳

عن مسروق قال قلت لعائشة يا امتاه! هل رأى محمد ربه فقالت لقد قف شعرى مما قلت اين انت من ثلاث من حدثكهن فقد كذب من حدثك ان محمّدًا رأى ربه فقد كذب ثم قرأت لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيًا او من وراء حجاب ومن حدثك انه يعلم ما فى غد فقد كذب ثم قرأت ما تدرى نفس ماذا تكسب غدًا ومن حدثك انه كتم فقد كذب ثم قرأت يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك لكن رأى جبريل فى

صورتہ مرتین

"مسروق کہتا ہے کہ میں نے اُم المومنین عائشہ سے کہا: اے اماں! کیا سرورِ کونینؐ نے اپنے خدا کو دیکھا تھا؟ تو بی بی نے فرمایا: تیرے اس کہنے سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ تو کہاں ہے؟ تین باتیں ایسی ہیں جو بھی تجھے ان کے متعلق کوئی حدیث بیان کرے یقیناً جھوٹا ہے۔

① جو یہ حدیث بیان کرے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں وہ آنکھوں کو پالیتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔

② جو شخص تجھے یہ حدیث بیان کرے کہ سرورِ کونینؐ کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: اے رسولؐ جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دے۔

البتہ آپؐ نے جبریلؑ کو اس کی اصل شکل وصورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا"۔

جائزہ

یہ تین احادیث ہیں جن میں سے ایک کا راوی قاسم ہے اور دو مسروق نے نقل کی ہیں۔ قاسم کی حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بی بی نے از خود ارشاد فرمایا ہے جب کہ مسروق کی دونوں احادیث میں مسروق کے سوال کا جواب ہے۔

بی بی نے کھلے عام رویتِ رب کی نفی کی ہے اور ایسی تمام احادیث کو جھوٹا قرار دیا ہے جن میں رویتِ رب کا ذکر ہے اور دلیل میں آیاتِ قرآن پڑھی ہیں۔

گویا اُم المومنین عائشہ کے عقیدہ کے مطابق خدا نظر آنے والا نہیں ہے۔ جب

سرورِ کونینؐ کو نظر نہ آیا تو اور کسی کو کیا نظر آئے گا لیکن ذرا شرح فقہ اکبر جو امام ابوحنیفہ کی کتاب فقہ اکبر کی شرح ہے۔ ملا علی قاری نے شرح کی ہے۔ اس کے ص ۹۹ پر غور فرمائیے، لکھتے ہیں:

شرح فقہ اکبر، مطبوعہ قرآن محل، کراچی نمبر ۹۹

روی عن ابی یزید انه قال رأیت ربّی فی المنام فقلت کیف الطریق الیك فقال اترك نفسك وتعال

"ابو یزید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے اللہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: تیرے پاس آنے کا کیا راستہ ہے۔ اللہ نے کہا: نفس کو چھوڑ دے اور آ جا"۔

وقیل رأی احمد بن حنبل ربه فی المنام فقال یا احمد کل النّاس یطلبون منی الا ابا یزید فانه یطلبنی ولعل سببه انه قیل لابی یزید ما ترید فقال ارید ان لا ارید عن حمزة الزیات وابی الفوارس شاه ابن شجاع الکرمانی ومحمد ابن علی الحکیم الترمذی والعلامة شمس الائمة الکردری انهم رأوه فی المنام

"کہا جاتا ہے کہ امام احمد حنبل نے بھی خواب میں اللہ کو دیکھا تو اللہ نے فرمایا تھا: اے احمد! تمام لوگ مجھ سے مانگتے ہیں لیکن ابو یزید مجھے تلاش کرتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو یزید سے کہا گیا تھا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا تھا: میں بس یہی چاہتا ہوں کہ کچھ نہیں چاہتا۔ یہ بھی مروی ہے کہ حمزہ زیات ابوالفوارس شاہ ابن شجاع کرمانی، محمد ابن علی حکیم ترمذی اور

علامہ شمس الآئمہ کردری نے اللہ کو خواب میں دیکھا ہے"۔

محترم قارئین! ملاحظہ فرمالیا ہے آپ نے ـــــ دونوں مذہب کے ستون ہیں اور ایسے ستون کہ اگر ایک ذرا سا بھی ہل جائے تو مذہب کی چھت نیچے آ رہے۔

ایک طرف اُم المومنین عائشہ ہیں جن کے متعلق کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ غلط کہتی ہوں گی۔ اور وہ فرماتی ہیں کہ جو سرورِ کونینؐ کے متعلق بھی کہہ دے کہ انھوں نے خدا کو دیکھا ہے تو جھوٹا ہے۔

دوسری طرف امام مذہب اور اہلِ حدیث گروہ کا بانی فرماتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا بھی ہے اور اس سے باتیں بھی کی ہیں۔ پھر علامہ ملا علی قاری ایسے افراد کی ایک فہرست مہیا فرماتے ہیں جنہوں نے خدا کو دیکھا ہے۔ اب دیکھیں سچا کون ہے؟ ماں یا بیٹے؟

جلد دوم، حدیث ۱۹۶۳ میں بی بی یہ بھی فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ سرورِ کونینؐ آنے والے کل کے متعلق جانتے تھے۔ وہ بھی جھوٹا ہے۔ بی بی نے تو اس سلسلہ میں آیت پیش کی ہے۔ اگرچہ آیت کا تعلق علم سے نہیں ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں جو دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتیں لیکن رسول میں ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ مثال ہی لے لیں کہ سرورِ کونینؐ بیک وقت نو ازواج کے شوہر رہے لیکن اُمت کا کوئی فرد چار سے زائد نہیں رکھ سکتا یا اگر کوئی مومنہ عورت اپنا آپ سرورِ کونینؐ کو ہبہ کرے تو کر سکتی ہے لیکن کسی دوسرے مومن کو یہ سہولت نہیں ـــــ تاہم امام بخاری نے یہ خیال نہیں کیا اور بی بی کے اس ارشاد کے خلاف دوسری حدیث بی بی ہی کی طرف منسوب کر کے لکھ دی ہے جس میں سرورِ کونینؐ کی غیب دانی اور غیب گوئی دونوں شامل ہیں۔

(۴) جلد اول، کتاب البیوع، ص ۷۴۳، حدیث ۱۹۷۶

نافع بن جبیر ابن مطعم قال حدثتني عائشة قالت قال

رسولُ اللّٰه یغز وجیش الکعبة فاذا کانوا بیداء من الارض یخسف باولھم واخرھم قالت قلت یارسول اللّٰه کیف یخسف باولھم واٰخرھم وفیھم اسواقھم ومن لیس منھم قال یخسف باولھم واٰخرھم ثم یبعثون علٰی نیاتھم

"نافع ابن جبیر ابن مطعم کہتا ہے کہ مجھے اُم المومنین عائشہ نے بیان فرمایا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں آئے گا تو اس لشکر کا اوّل و آخر زمین میں دھنس جائے گا۔ میں نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! کیسے زمین میں سب کے سب دھنس جائیں گے حالانکہ ان کے ساتھ ان کے حیوانات بھی ہوں گے اور ایسے افراد بھی ہوں گے جو ان کے مخالف ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: وہ سب کے سب غرق زمین ہوں گے۔ پھر اپنی اپنی نیت کے مطابق محشور ہوں گے۔ آگے چل کر سرورِ کونینؐ اور دختر نبیؐ کے زیرِ عنوان بھی آپ کو دو پیشگوئیاں ملیں گی جن میں سے ایک کا تعلق سرورِ کونینؐ کی اپنی وفات سے ہے اور دوسری کا تعلق دختر نبیؐ کی وفات سے ہے"۔

اگر امام بخاری بی بی کی زبانی یہ حدیثیں اپنی صحیح میں نقل نہ فرماتے پھر تو مسروق کی حدیث بلانزاع قابلِ تسلیم تھی لیکن اب معاملہ ذرا ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ ان دو قسم کی احادیث میں سے ایک کو سچا ماننا پڑے گا اور ایک کو جھوٹا۔

کیونکہ دونوں میں تضاد ہے۔۔۔۔ یا مسروق نے درست نہیں کہا۔ یا نافع ابن جبیر نے غلط کہا ہے یا بی بی کو یہ خیال نہیں رہا کہ اس سلسلہ میں پہلے کیا بیان دے چکی ہوں۔ ان میں سے جو صورت بھی ہو تشویش ناک ہو گی۔

بی بی نے سرورِ کونین سے پیش گوئی نقل کر کے اپنے ہی عقیدہ کے گلے پر خنجر چلا دیا ہے۔ ہمیں انتظار رہے گا ان علمائے کرام کے فتویٰ کا جو شیعہ کو مرتد اور کافر کہتے ہیں۔

اماں جی کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جبریلؑ اور بی بی

کل چار احادیث ہیں

* جلد دوم، کتاب بدو الخلق، حدیث ۴۵۰، راوی ابوسلمہ
* جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۹۵۴، "
* جلد سوم، کتاب الاستیذان، حدیث ۱۱۸۴ "
* جلد سوم، کتاب الاستیذان، حدیث ۱۱۷۹ "

(۵) جلد دوم، کتاب بدو الخلق، ص ۲۲۰، حدیث ۴۵۰

عن ابی سلمة عن عائشة ان النبیؐ قال لها یاعائشة هذا جبریل یقراء علیك السلام فقالت وعلیه السلام ورحمة الله وبرکاته تریٰ مالا اریٰ ترید النبیؐ

"ابوسلمہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ دیکھو جبریل تجھے سلام کہتا ہے تو بی بی نے کہا: وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ جو کچھ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی"۔

(۶) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۲۱، حدیث ۹۵۴

قال ابوسلمة ان عائشة قالت قال رسول الله یومًا یا عائش هذا جبریل یقرئك السلام فقلت وعلیه السلام ورحمة الله وبرکاته، تری ما لا اریٰ

"ابوسلمہ کہتا ہے کہ اُم المومنین عائشہ نے بیان کیا کہ ایک دن سرورِ کونینؐ نے مجھے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ جو کچھ آپؐ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی"۔

(۷) جلد سوم، کتاب الاستیذان، ص ۴۴۵، حدیث ۱۱۸۳

ابوسلمة ابن عبدالرحمٰن ان عائشة حدثته ان النبیؐ قال لها ان جبریل یقرئك السلام قالت وعلیه السلام ورحمة اللّٰه

"ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے۔ میں نے وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ کہا۔

(۸) جلد سوم، کتاب الاستیذان، ص ۴۴۳، حدیث ۱۱۷۹

ابوسلمة ابن عبدالرحمٰن عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه یاعائشة هذا جبریل یقرء علیك السلام قالت قلت وعلیه السلام ورحمة اللّٰه تری مالا نری ترید رسول اللّٰه

"ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ آپؐ جو کچھ دیکھ سکتے ہیں میں نہیں دیکھ سکتی"۔

جائزہ

چار احادیث جن کا راوی ایک ہے، الفاظ ایک ہیں اور مفہوم ایک ہے کیونکہ یہ

تکرار ہے، گویا ایک حدیث ہے جس میں بی بی کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جبریلؑ سلام کرتا ہے۔

لطف تو جب تھا جب سرورِ کونینؐ کسی صحابی کو یا کسی زوجہ کو بتاتے کہ دیکھو عائشہ کو جبریلؑ سلام کرتا ہے لیکن یہاں نہ تو کسی صحابی کی روایت ہے اور نہ ہی کسی زوجہ کی، بی بی اپنی زبانی آپ ہی فرماتی ہیں۔

احادیث مغافیر: سماع غنا، تماشا بینی، امامت ابوبکر، جادو زدگی سرورِ کونینؐ، زہر خیبر، وفاتِ رسولؐ اور گروہ بندی جیسی احادیث دیکھ کر کوئی عقل سلیم والا تو بمشکل ہی تسلیم کر سکے گا کہ جبریلؑ نے سلام کیا ہوگا۔

ہاں البتہ اُم المومنین خدیجہ سے غیرت کے عنوان جلد اول میں، جلد دوم، حدیث ۱۰۰۳، ۱۰۰۴ اور ۱۴۲، ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیں جن میں بی بی اپنی زبانی یہ اعتراف فرماتی ہیں کہ اُم المومنین خدیجہ کو اللہ نے جنت میں موتی محل کی بشارت دے رکھی تھی۔ ان احادیث کو سامنے رکھ کر بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی اُم المومنین خدیجہ سے غیرت کا پرتو ہے کہ چلو جنت میں موتی محل کی بشارت نہ سہی، جبریلؑ کے سلام تو ہیں۔

علاوہ ازیں ایک خاص بات جو بی بی نے بتا دی ہے کہ میں نہ تو جبریلؑ کو دیکھ سکتی تھی اور نہ اس کی آواز سن سکتی تھی جبکہ سرورِ کونینؐ دیکھتے بھی تھے اور آواز بھی سنتے تھے۔ گویا بی بی اپنے نادان بچوں کو یہ سبق دے رہی ہے کہ جب میرے اور رسولؐ میں اتنا فرق ہے کہ میں آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے بھی جبریلؑ کو دیکھنا تو کجا اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تو تم کس باغ کی مولی ہو؟ خبردار مت کہنا کہ رسولؐ ہم جیسا تھا جب مجھ جیسا نہیں تو تم جیسا کیسا؟

افک

کُل چوبیس احادیث ہیں:

● جلداول، کتاب التیمم، حدیث ۳۲۴، راوی قاسم
● جلد دوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۶۷، راوی ہشام ابن عروہ
● جلداول، کتاب التیمم، حدیث ۳۲۶، راوی عروہ
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۶۶، راوی مسروق
● جلداول، کتاب الشہادات، حدیث ۲۴۷۳، راوی عبداللہ ابن عتبہ
● جلدسوم، کتاب النکاح، حدیث ۱۴۹، راوی ہشام
● جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۱۹۸، راوی عبیداللہ ابن عبداللہ
● جلدسوم، کتاب اللباس، حدیث ۸۲۶، ہشام ابن عروہ
● جلد دوم، کتاب المغازی حدیث ۱۳۰۵، راوی عتبہ ابن مسعود
● جلدسوم، کتاب الایمان والنذور، حدیث ۱۵۶۸، عبیداللہ ابن عبداللہ
● جلداول، کتاب التفسیر، حدیث ۱۶۹۶، راوی ہشام
● جلدسوم، کتاب النکاح، حدیث ۲۳۴، راوی قاسم
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۷۴۰، راوی قاسم
● جلدسوم، کتاب المحاربین، حدیث ۱۷۴۰، راوی قاسم
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۷۴۱، راوی قاسم
● جلدسوم، کتاب المحاربین، حدیث ۱۷۴۱، راوی قاسم
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۰۱، راوی عبیداللہ ابن عبداللہ
● جلدسوم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث ۲۲۲۴، راوی عبداللہ
● جلد دوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۰۲، مسروق ابن اجدع
● جلدسوم، کتاب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ، حدیث ۲۲۲۵، راوی عروہ
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۶۰، عروہ
● جلددوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۳۰۸، راوی ابن ابی ملیکہ
● جلددوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۶۱، عتبہ ابن مسعود
● جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث ۱۴۲، راوی عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن

⑨ جلد اول، کتاب التیمم، ص ۲۰۰، حدیث ۳۲۴

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت خرجنا مع رسول اللّٰه في بعض اسفاره حتٰي اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي ، فاقام رسول اللّٰه على التماسه واقام الناس معه يسوا على ماء فاتي الناس الي ابي بكر الصديق فقالوا الا ترٰى ما صنعت عائشة ، اقامت برسول اللّٰه والناس يسوا علي ماء وليس معهم ماء فجاء ابوبكر ورسول اللّٰه واضع رأسه على فخذى قد نام فقال حبست رسول اللّٰه والناس ليسوا علي ماء وليس معهم ماء فقالت عائشة فعاتبني ابوبكر وقال ماشاء اللّٰه ان يقول وجعل يطعنني بيده في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الامكان رسول علي فخذى فقال رسول اللّٰه حين اصبح علي غير ماءٍ فانزل اللّٰه اٰية اليتيمم فتيمموا فقال اسيد ابن الحضير ما هي باول بركتكم يا اٰل ابى بكر قالت فبعثنا البعير الذى كنت عليه فاصبنا العقد تحته

"قاسم اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین سے روایت کرتا ہے کہ ہم سرورِ کونینؐ کے ساتھ آپؐ کے کسی سفر میں گئے حتّٰی کہ جب ہم مقامِ بیداء یا مقامِ ذات الجیش میں تھے، میرا ہار گم ہو گیا۔ سرورِ کونینؐ اور دوسرے لوگ اسے تلاش کرنے کی خاطر رک گئے۔ وہاں کوئی پانی نہ تھا۔ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا: تم دیکھتے

نہیں کہ عائشہ نے کیا کر رکھا ہے۔ سرورِ کونینؐ اور تمام لوگوں کو روک رکھا ہے نہ تو لوگوں کے اپنے پاس پانی ہے اور نہ ہی اس جگہ پانی ہے۔ ابوبکر آئے، سرورِ کونینؐ کا سر میرے زانو پر تھا اور سو رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا: تو نے سرورِ کونینؐ اور لوگوں کو روک رکھا ہے نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔

اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر نے مجھے حسبِ منشاء سخت سست کہا۔ جو کچھ اُن کے منہ میں آیا کہتا رہا اور میری کمر میں ٹھوکریں لگاتا رہا۔ چونکہ سرورِ کونینؐ میرے زانو پر سو رہے تھے اس لیے میں ہل نہ سکی۔ سرورِ کونینؐ جب بے آب جگہ پر اُٹھے تو اللہ نے آیت تیمّم بھیج دی چنانچہ لوگوں نے تیمّم کیا۔

اسید بن حضیر نے کہا: اے آلِ ابوبکر! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت تو نہیں ہے۔ اُم المومنین کہتی ہے کہ پھر ہم نے اس اُونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار مل گیا جو اُونٹ کے نیچے تھا"۔

(۱۰) جلد اول، کتاب التیمم، ص ۲۰۱، حدیث ۳۲۶

عروة عن ابيه عن عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلكت فبعث رسول الله رجلًا فوجدها فادركتهم الصلوٰة وليس معهم ماء فصلوا وشكوا ذٰلك الى رسول الله فانزل الله آية اليتيم فقال اسيد ابن احضير لعائشة جزاك الله خيرًا فوالله ما نزل بك امر تكرهينه الا جعل الله ذٰلك لك وللمسلمين فيه خيرًا

"عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے

کہ میں نے اسماء سے ہار مستعار لیا جو گم ہو گیا۔ سرورِ کونینؐ نے کسی آدمی کو بھیجا جو اسے مل گیا۔ اتنے میں لوگوں نے نماز پڑھی جبکہ ان کے پاس پانی نہ تھا ـــــ اور سرورِ کونینؐ نے شکوہ کیا، اللہ نے آیت تیمّم بھیج دی۔ اسید ابن حضیر نے بی بی عائشہ سے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے بخدا تجھے جب بھی کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا۔ اللہ نے اسے تیرے اور تمام مسلمانوں کے لیے باعثِ بہتری بنا دیا"۔

(۱) جلد اول، کتاب الشہادات، ص ۹۱۶، حدیث ۲۴۷۳

عبدالله ابن عتبة عن عائشة ان عائشة قالت اذا اراد ان يخرج سفرًا اقرع بين ازواجه فايتهن خرج سهمها خرج بها معه فاقرع بيننا في غزاةٍ غزاها فخرج سهمي فخرجت معه بعد ما انزل الحجاب فانا احمل في هودج وانزل فيه فسرنا حتى اذا فرغ رسول الله من غزوته تلك وقفل ودنونا من المدينة اذن ليلة بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرّحيل فمشيّت حتّى جاوزت الجيش فلما قضيت شاني اقبلت الى الرحل فلمست صدري فاذا عقد لي من جزع اظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدي فحسبني ابتغاوه فاقبل الذين يرحلون لي فاحتملوا هودجي فرحلوه على بعيري الذي كنت اركبها وهم يحسبون اني فيه وكان النساء اذ ذاك خفافًا لم يثقلن ولم يعشهن اللحم وانما ياكلن

العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم حين رفعوه ثقل الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعد ا ستمرا الجيش فجئت منزلهم وليس فيه احد فاقمت منزلي الذى كنت فيه فظننت انهم سيفقدونى فيرجعون الى فبين انا جالسته غلبتنى عينا لى فنمت وكان صفوان ابن معطل السلمى ثم الذكوانى من وراء الجيش فاصبح عند منزلي فرأى سواد انسان نائم فاتانى وكان يرانى قبل احجاب فاستيقظت باسترجاعه حين اناخ راحلته فوطى يداها فركبتها فانطلق يقودبى الراحلة حتى اتينا الجيش بعد ما نزلوا معرسين فى نحرالظهيرة فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبدالله ابن ابى ابن سلول فقد منا المدينة فاشتكيت بها شهرًا يفيضون من قولي اصحاب الافك ويريبنى فى وجهى انى لا ارى من النبیؐ اللطف الذى كنت ارى منه حين امرض انما يدخل فيسلم ثم يقول كيف تيكم؟ لا اشعر بشئى من ذلك حتى تفهمت فخرجت انا دام مسطح قبل المناصع ممتبر رنا ، لا نخرج الا ليلًا الى ليل قبل ان نتخذ الكنف قريبًا من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول فى البرية او فى التنزه فاقبلت انا وام مسطح بنت ابى رُهمٍ تمشى فعثرت فى مرطها فقالت تعس مسطح

فقلت لها بئس ما قلت أتسبين رجلا شهد بدرًا فقالت يابنتاه ألم تسمعى ما قالوا؟

فاخبرتني بقول اهل الافك فازدوت مرضًا الى مرضى فلما رجعت الى بيتي دخل علي رسول الله فسلم فقال كيف تيكم؟ فقلت ائذن لي الى ابوى، قالت وانا حينئذ اريدان استيقن الخبر من قبلهما فاذن لي رسول الله فاتيت ابوى فقالت لامي ما يتحدث به الناس فقالت يابنية هَوِّني علي نفسك الشان فوالله لقلما كانت امرأة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر الا اكثرن عليها فقلت سبحان الله يتحدث الناس بهذا

قالت فبت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقاني دمع ولا اكتحل بنوم ثم اصبحت فدعا رسول الله علي ابن ابي طالب واسامة ابن زيد حين استبلث الوحي يستثيرهما في فراق اهله فاما اسامة فاشار عليه بالذى يعلم في نفسه من الودلهم

فقال اسامة اهلك يارسول الله ولا نعلم والله الا خيرًا واما علي ابن ابي طالب فقال يارسول الله لم يضيق الله عليك والنساء سواها كثير وسل الجاريته تصدقك فدعا رسول الله بريرة فقال يابريرة

فقالا والذى بعثك بالحق ان رأئيت منها امرًا اغمضه

علیها اکثر من انها جاریة حدیثة السن تنام عن
العجین فتاتی الداجن فتاکله
فقام رسول الله من یومه فاستعذر من عبدالله ابن
ابی ابن سلول ، فقال رسول الله من یعذرنی من
رجل باننی اذاه فی اهلی ، فوالله ما علمت فی اهلی الّا
خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیه الّا خیرًا وما کان
یدخل علی اهلی الا معی
فقام سعد ابن معاذ فقال یا رسول الله انا والله
اعذرك منك ان کان من الاوس ضربنا عنقه وان کان
من اخواننا الخزرج امرتنا ففعلنا فیه امرك
فقام سعد ابن عباده وهو سید الخزرج وکان قبل
ذلك رجلا صالحًا ولکن احتملته الحمیة فقال کذبت
لعمر الله لا تقتله ولا تقدر علی ذلك
فقام اسید ابن الحضیر فقال کذبت لعمر الله والله
لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقین فثار الحیان
الاوس والخزرج حتی هموا — ورسول الله علی المنبر
فنزل فخفضهم حتی سکتوا وسکت وبکیت یومی لا
یرقأنی دمع ولا اکتحل بنوم ، فاصبح عندی ابوابی قد
بکیت لیلتین ویومًا حتی اظن ان البکاء خالق کبدی
قالت فبینما هما جالسان وانا ابکی ، اذ استاذنت امرأة
من الانصار فاذنت لها فجلست بتکی معی فبینا نحن

كذلك اذ دخل رسول الله فجلس ولم يجلس عندى من يوم قيل في ما قيل قبلها –
وقد مكث شهرًا لا يوحٰى اليهٖ فى شان شيىءٍ –
قالت فتشهد ثم قال يا عائشة فانه بلغنى عنك كذا وكذا – فان كنت بريئة فسيبرئك اللّٰه – وان كنت الممت فاستغفرى اللّٰه وتوبى اليه فان العبد اذا اعتراف بذنبه ثم تاب اللّٰه عليه فلما قضٰى رسول اللّٰه مقالته قلص ومعى حتّٰى ما احس منه قطرةً – وقلت لابى اجب عنى رسول اللّٰه
قال واللّٰه ما ادرى ما اقول لرسول اللّٰه – فقلت لامى اجيبى عنى رسول اللّٰه فيما قال قالت واللّٰه ما ادرى ما اقوال لرسول اللّٰه
قالت وانا جارية حديثة السن لا اقرء كثيرًا من القراٰن فقلت انى واللّٰه لقد علمت انكم سمعتم ما يتحدث به الناس ووقر فى انفسكم وصدقتم به – ولئن قلت لكم انى بريئة واللّٰه يعلم انى بريئة لا تصدقونى بذلك ولئن اعترفت لكم بامر واللّٰه يعلم انى بريئة لا تصدقونى واللّٰه ما اجدلى ولكم مثلا الا ابا يوسف اذ قال فصبر جميل واللّٰه المستعان على ما تصفون –
ثم تحولت على فراشى وانا لا ارجوا ان يبرئنى اللّٰه ولكن واللّٰه ما ظننت ان ينزل فى شانى وحيًا ولانا

احقر فی نفسی من ان یتکلم بالقرآن فی امری ولکننی
کنت ارجو ان یری رسول اللّٰہ فی النوم رؤیاء یبرئننی
اللّٰہ فواللّٰہ مادام مجلسہ ولا خرج احد من اھللبیت
حتّٰی انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء انہ
لینحدر منہ مثل الجمان من العرف فی یوم شات فلما
سری عن رسول اللّٰہ وھو یضحک فکان اول کلمۃ
تکلم بھا ان قالی –
یاعائشۃ احمدی اللّٰہ فقد برأک اللّٰہ
فقالت امی قومی الی رسول اللّٰہ
فقلت لا واللّٰہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللّٰہ
فانزل اللّٰہ تعالٰی – ان الذین جاؤ وبالافک عصبۃ الخ
فلما نزل اللّٰہ ھذا فی برأتی قال ابوبکر وکان ینفق
علی مسطح ابن اثاثۃ لقرابۃ منہ
واللّٰہ لا انفق علی مسطح شیئًا ابدًا – بعد ما قال
لعائشۃ فانزل اللّٰہ لا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ –
الی قولہ غفور رحیم
قال ابوبکر بلی واللّٰہ انی لاحب ان یغفر اللّٰہ لی فرجع
الی مسطح الذی کان یجری علیہ وکان رسول اللّٰہ
یسأل عن زینب بنت جحش عن امری
فقال یازینب ! ما علمت ما رأیت ؟ فقالت یارسول اللّٰہ
احمی سمعی وبصری واللّٰہ ما علمت علیھا الا خیرًا قالت

وھی التی کانت نسا مینی فعصمھا اللّٰہ بالورع

''عبداللہ ابن عتبہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب کبھی سرورِ کونینؐ سفر پر تشریف لے جاتے تو ازواج میں قرعہ اندازی کرتے۔ جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک جنگ میں جاتے ہوئے آپؐ نے قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا۔ میں آپؐ کے ساتھ ہوں یہ حکم پردہ آ جانے کے بعد ہوا۔ مجھے ایک عماری میں اٹھایا جاتا تھا۔ جب سرورِ کونینؐ جنگ سے فارغ ہوکر واپس پلٹے اور ہم مدینہ کے قریب آئے۔ ایک رات آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔ جب وقت کوچ قریب ہوا تو میں رفعِ حاجت کے لیے باہر نکلی، لشکر سے آگے نکل گئی۔ رفعِ حاجت سے فارغ ہوکر قافلہ میں واپس آئی۔ میں نے سینہ پر ہاتھ رکھا تو میرا خرمہروں کا ہار گم تھا۔ میں ہار کی تلاش میں واپس پلٹی۔ جو لوگ میری عماری اٹھاتے تھے انہوں نے عماری اٹھائی اور اُونٹ پر رکھ دی۔ ان کا خیال تھا کہ میں عماری میں ہوں۔ ویسے ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا۔ بہت معمولی کھانا کھاتی تھیں۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب اٹھانے والوں نے عماری کو اٹھایا تو انہیں میرا عدم وجود محسوس بھی نہ ہوا۔

میں ان دنوں بالکل نوخیز سی لڑکی تھی۔ انہوں نے اُونٹ اٹھایا اور چل دیئے۔ لشکر جانے کے بعد مجھے ہار ملا۔ میں قافلہ اُترنے کی جگہ پر آئی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی

وہیں آ کر بیٹھ گئی۔ میرا خیال یہ تھا کہ جب مجھے عماری میں نہ پائیں گے تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نیند آنے لگی۔ میں سو رہی۔ صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ میری جگہ کے قریب آیا تو اسے سوتے ہوئے انسان کا جسم محسوس ہوا۔ وہ میرے پاس آیا۔ حکم پردہ سے قبل اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب اس نے اُونٹ بٹھایا تو اس کے اُونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ اس نے اُونٹ کا پاؤں باندھا۔ میں سوار ہو گئی اور صفوان اُونٹ کو لے کے چل پڑا۔ جب دوپہر کے قریب لشکر اُتر چکا تو ہم بھی پہنچ گئے۔ جنہیں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گئے۔ واقعۂ افک کا آغاز عبداللہ ابن ابی سلول نے کیا تھا۔ ہم مدینہ میں آئے۔ مجھے ایک ماہ تک بخار رہا۔ مجھے اصحاب افک کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا البتہ مجھے سرورِ کونینؐ کے سلوک سے شک پڑتا تھا۔ مجھے آپؐ کے چہرہ میں میرے ایامِ مرض میں وہ نوازش نظر نہ آتی تھی جو قبل ازیں میری بیماری میں آپؐ فرماتے تھے۔ بس اندر آتے سلام کرتے اور کہتے: تیکم کیسی ہے؟ مجھے کسی بات کا خیال بھی نہ تھا حتیٰ کہ میں سب کچھ سمجھ گئی۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم نے لیٹرینز اپنے گھروں کے قریب نہیں بنائے تھے۔ ہمارا رفعِ حاجت میں ابتدائی عربوں جیسا حال تھا۔ ہم رات کے رات رفعِ حاجت کے لیے باہر جاتے تھے۔ چنانچہ ایک شب میں اُمِ مسطح کے ساتھ باہر ہی جا رہی تھی کہ اُمِ مسطح کو ٹھوکر لگی۔ اس نے کہا: لعنت ہو مسطح پر۔ میں نے

کہا: کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو مجاہدین بدر سے ہے۔ اُم مسطح نے کہا: اے بیٹی کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ لوگ (تیرے متعلق) کہتے پھرتے ہیں۔ پھر اس نے مجھے تمام بات سنائی۔ میرے مرض میں اضافہ ہوگیا۔ جب میں گھر واپس آئی۔ سرورِ کونینؐ تشریف لائے۔ سلام کے بعد فرمایا: تیکم کیسی ہے؟ میں نے عرض کی: آپؐ مجھے میرے والدین کے گھر جانے کی اجازت دے دیں۔ میرا خیال تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گی۔ سرورِ کونینؐ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں والدین کے گھر آئی۔ میں نے ماں سے کہا کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟

میری ماں نے جواب دیا: بیٹی ایسی باتوں کو محسوس نہیں کیا کرتے۔ بخدا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب ایک عورت اپنے مرد کی نگاہوں میں اپنا مقام رکھتی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو پھر اس کے خلاف ایسی باتیں سوکنوں کی طرف سے کی جاتی ہوں۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے وہ رات گزاری۔ نہ تو میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ صبح کو سرورِ کونینؐ نے علی ابن ابی طالبؑ اور اسامہ ابن زید کو بلایا لیکن اس وقت جب وحی کا آنا بند ہوگیا۔ سرورِ کونینؐ ان دونوں سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنا چاہتے تھے۔

جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے تو اس نے اپنی معلومات کی بنیاد پر جو

اسے ان کی (میرے خاندان) محبت کی بدولت معلوم تھے جواب دیا۔ اسامہ نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی زوجہ ہے لیکن بخدا ہمیں نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں۔

رہے علی ابن ابی طالبؑ تو انہوں نے کہا کہ یارسولؐ اللہ! اللہ نے آپؐ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور اس (بی بی عائشہ) کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ ویسے آپؐ کنیز سے پوچھ لیں وہ آپؐ کو درست بات بتا دے گی۔

سرورِ کونینؐ نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا تو بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں جو کچھ دیکھتی ہوں آپؐ سے ہرگز نہ چھپاؤں گی۔ یہ (بی بی عائشہ) نوخیز لڑکی ہے، آٹا رکھنا بھی بھول جاتی ہے بکری آ کر آٹا ہضم کر جاتی ہے۔

سرورِ کونینؐ اس وقت اُٹھے اور فرمایا: کوئی ہے جو مجھے عبداللہ ابن ابی سلوک سے نجات دلائے۔ اس نے مجھے میری بیوی کے معاملہ میں تکلیف دی ہے۔ بخدا مجھے اپنی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ جس مرد کے متعلق کہا جا رہا ہے وہ تو تنہائی میں کبھی میری بیوی کے پاس گیا بھی نہیں جب بھی جاتا تھا میرے ساتھ ہی جاتا تھا۔

سعد ابن معاذ اُٹھا اور کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کو اس شخص سے نجات دلاؤں گا۔ اگر اوس سے ہوا تو ہم اس کی گردن اُتار دیں گے اور اگر خزرج سے ہوا اور آپؐ ہمیں حکم دیں تو آپؐ کے حکم کی

تعمیل ہوگی۔

سعد ابن عبادہ اُٹھا۔ یہ بنی خزرج کا سردار تھا۔ اس سے قبل یہ انتہائی نیک شخص تھا لیکن قبائلی غیرت غالب آ گئی اور اس نے کہا: بخدا تو نے جھوٹ کہا ہے نہ تو تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی تیرے بس میں ہے۔

اسید بن حضیر نے کھڑے ہو کر کہا (سعد ابن عبادہ سے) بخدا تو جھوٹ بک رہا ہے، ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ یقیناً تو منافق ہے، منافقین کی طرفداری کر رہا ہے۔ بنی اوس اور خزرج کھڑے ہو گئے، لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ سرورِ کونینؐ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپؐ اُترے، انھیں حوصلہ دیا، حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے۔

میں پورا دن روتی رہی۔ نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ میرے والدین بھی آ کر میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں دو راتیں اور ایک دن اتنا ٹوٹ کر روئی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ گریہ میرے جگر کو کھا جائے گا۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاری عورت نے مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ بھی آ کر میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ:

سرورِ کونینؐ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے حالانکہ اس واقعہ کے بعد اس دن سے قبل وہ میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے۔ ایک ماہ گزر چکا تھا کہ سرورِ کونینؐ پر کسی بھی سلسلہ میں کوئی وحی نہ آتی تھی۔ سرورِ کونینؐ نے تشہد پڑھا اور فرمایا:

اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق فلاں فلاں بات چیت پہنچی ہے۔ اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تجھے بری کردے گا اور اگر تجھ سے جرم سرزد ہوا ہے تو استغفار کر اور بارگاہِ خدا میں توبہ کر۔ انسان جس وقت اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

جب سرورِ کونینؐ نے بات ختم کی تو میرا خون خشک ہو گیا۔ حتیٰ کہ مجھے ایک قطرہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے سرورِ کونینؐ کو جواب دیں۔ میرے باپ نے کہا: بخدا میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں سرورِ کونینؐ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے ماں سے کہا کہ آپ میری طرف سے سرورِ کونینؐ کو جواب دیں۔ میری ماں نے بھی کہا کہ بخدا میرے ذہن میں تو کوئی بات نہیں آرہی جو میں سرورِ کونینؐ سے کہوں۔

میں اس وقت نوخیز لڑکی تھی، کچھ زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ میں نے کہا: واللہ مجھے وہ سب کچھ معلوم ہے جو کچھ لوگوں میں گھوم رہا ہے۔ آپ بھی سن چکے ہیں۔ آپ کے ذہنوں میں وہ بات بیٹھ چکی ہے اور آپ اسے تسلیم بھی کر چکے ہیں۔ اگر میں کہہ دوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری بات نہیں مانو گے اور اگر میں گناہ کا اعتراف کر لوں جب کہ اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری بات مان لو گے۔ اب میری اور تمہاری مثال یعقوبؑ جیسی ہے جب اس نے کہا تھا تو میری طرف سے صبر جمیل ہے اور تمہارے معاملہ میں

اللہ میرا مددگار ہے۔

پھر میں اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ مجھے یہ تو یقین تھا کہ اللہ میری برأت کرے گا لیکن بخدا مجھے یہ تصور نہ تھا کہ میری شان میں کوئی وحی اُترے گی اور وہ قرآن بن جائے گی۔ البتہ میرا اندازہ یہ تھا کہ سرورِ کونینؐ خواب میں کوئی منظر دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کردے گا۔

بخدا سرورِ کونینؐ وہیں بیٹھے تھے۔ گھر سے کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا، حتیٰ کہ آپؐ پر نازل کی گئی۔ سرورِ کونینؐ پر وہی کیفیت طاری ہوئی تھی جو بوقت وحی طاری ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ سردی کے موسم میں بھی آپؐ کی پیشانی سے موتیوں سے قطرات عرق ٹپک جاتے تھے۔ جب سلسلۂ وحی ختم ہوا تو آپؐ مسکرانے لگے۔ پہلا لفظ جو آپؐ نے فرمایا وہ یہ تھا: اے عائشہ! اللہ کا شکریہ ادا کر اس نے تجھے بری کردیا ہے۔

میری ماں نے مجھے کہا: اُٹھ رسولؐ کی طرف۔ میں نے کہا: بخدا میں نہ اُٹھوں گی اور نہ ہی آپؐ کی تعریف کروں گی میں تو صرف اللہ کی تعریف کروں گی۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''وہ لوگ جنہوں نے افک کا واقعہ کیا تم میں سے ایک گروہ ہے''۔ جب اللہ نے میرے متعلق یہ نازل کیا تو ابوبکر نے کہا جو کہ رشتہ داری کی بدولت مسطح ابن اثاثہ کو وظیفہ دیتے تھے، اب میں مسطح کو کبھی ایک کوڑی بھی نہ دوں گا۔ پھر ذاتِ احدیت نے یہ آیت بھیجی: لا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ربی غفور رحیم۔

پھر ابوبکر نے کہا: بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے چنانچہ مسطح کو وظیفہ دینے لگے۔ سرورِ کونینؐ زینب بن جحش سے میرے معاملہ میں پوچھتے تھے اور فرماتے تھے: اے زینب! تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھا ہے؟ زینب نے کہا: یارسولؐ اللہ! میرے کان بہرے ہوجائیں، دیدے پٹم ہوجائیں۔ میں نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتی حالانکہ یہی زینب ہی مجھے بہت دق کیا کرتی تھی۔ اللہ نے اسے محفوظ فرمالیا۔

جائزہ

- بی بی عائشہ نے نہ تو اس جنگ کا نام بتایا جس میں گئی تھیں اور نہ ہی جنگ کا انجام بتایا کہ کیا ہوا؟
- بی بی جب رفعِ حاجت کے لیے گئی تو سرورِ کونینؐ کہاں تھے؟ اور سرورِ کونینؐ کو کیوں نہ بتایا جب کوچ کا حکم ہوچکا تھا؟
- ایسی ہلکی پھلکی عورت کی مثال عرب میں کوئی دوسری بھی ہے؟
- یہ صفوان ابن معطل کون تھا۔ انصار سے تھا مہاجرین سے تھا یا کوئی اور تھا؟
- یہ لشکر سے اتنا پیچھے کیوں رہ گیا تھا۔ سرورِ کونینؐ نے اسے پیچھے رہنے کا حکم دیا تھا یا اس کا ذاتی کام تھا؟
- قافلہ کے اُتر جانے کے باوجود بھی بی بی کی عدم موجودگی کا پتہ کیوں نہ چلا؟
- مدینہ پہنچ کر بی بی کو کیا تکلیف ہوگئی جس کی بدولت ایک ماہ تک بیماری رہیں، کیا یہ تکلیف سفر کی وجہ سے تھی؟
- بی بی نے سرورِ کونینؐ سے ایک ماہ مسلسل تک عدمِ التفات کی وجہ دریافت کیوں نہ کی؟

- یہ اُمِ مسطح کون ہے؟
- اس پورے ماہ میں بی بی کے والدین کو بی بی کی بیماری کا پتہ چلا یا نہیں؟
- اگر پتہ نہیں چلا تو کیوں؟
- اگر پتہ چل گیا تو ان میں سے کوئی آیا یا نہیں؟
- اگر آیا تو کب اور نہیں آیا تو کیوں؟
- بی بی نے والدین کے گھر جانے کی اجازت کیوں مانگی؟
- وہاں کون سے وسائل تھے جن کی بنا پر بی بی اس واقعہ کی مزید تحقیق کرنا چاہتی تھی؟
- بی بی کی ماں نے جن سوکنوں کی لگی لپٹی کہنے کی عادت کی جانب اشارہ کیا ہے، یہ کون تھیں؟
- سرورِ کونینؐ نے جب علیؑ و اسامہ کو بلایا تو عمر کو کیوں نہ بلایا؟
- اسامہ بن زید کی آلِ ابوبکر سے محبت کس بناء پر تھی؟
- کیا حضرت علیؑ نے جو جواب دیا تھا وہ بی بی کے خلاف جاتا تھا؟
- کیا حضرت علیؑ ہی نے بی بی کی کنیز بریرہ کو بی بی کی صفائی بیان کرنے کا موقعہ نہیں دیا؟
- اگر حضرت علیؑ کا جواب بی بی کے خلاف تھا تو ایک طرف حضرت علیؑ کا جواب رکھ لیجیے اور دوسری طرف سورۂ تحریم کی آیت ۳ رکھ لیجیے اور موازنہ کیجیے کہ حضرت علیؑ کے جواب اور ذاتِ احدیت کے ارشاد میں کتنا فرق ہے؟
- حضرت فرماتے ہیں: ”اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور عائشہ کے علاوہ عورتوں کی کمی نہیں“۔ سورۂ تحریم میں ارشاد قدرت ہے: ”اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا رب اسے تمہاری نسبت زیادہ قناعت پسند بیبیاں دے سکتا ہے جو کنواری بھی ہو سکتی ہیں اور بیوہ“۔ بھلا ان ہر دو جوابات میں فرق بتایئے کہ

کیا ہے؟

- سرورِ کونینؐ پر سلسلۂ وحی کیوں بند ہو گیا تھا کیا اس کی وجہ بی بی کی اُمت پر ناراضگی تھی؟
- سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف ذاتی نوعیت کا اقدام کیوں کیا؟
- سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف خالصتاً اسلامی نقطۂ نگاہ سے قذف کا مقدمہ کیوں نہ چلایا؟
- بی بی یا بی بی کے والدین نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف قذف کا مقدمہ بارگاہِ رسالت میں درج کیوں نہ کرایا؟
- سعد ابن معاذ نے یہ کہہ کر کہ اگر اوس سے ہے تو میں مار دوں گا اور اگر خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو بھی ہم ماردیں گے۔ قبائلی تفریق کیوں کی؟
- جب سرورِ کونینؐ نے علی العموم فرمایا تھا کہ جس نے میرے اہل میں مجھے اذیت دی ہے اس سے چھٹکارا کون دلائے گا تو سعد ابن معاذ نے سادہ سے لفظوں میں کیوں نہ کہہ دیا کہ: ہم
- سعد ابن عبادہ کے ترکی بہ ترکی جواب دینے پر سعد بن معاذ کیوں نہ کھڑا ہوا اور اسید بن حضیر کو کیوں کھڑا کیا؟
- یہ اسید بن حضیر کون تھا: انصار سے تھا یا مہاجرین سے یا کوئی اور؟
- اسید ابن حضیر نے سعد ابن عبادہ کے ساتھ جن دوسرے منافقین کا اشارہ کیا ہے وہ کون تھے؟
- سرورِ کونینؐ کی منبر پر موجودگی کے باوجود یہ ایک دوسرے کو صلوٰتیں سنانے والے کون ہیں؟
- کیا یہ اصحابِ نبیؐ ہیں یا کوئی اور؟

- یہ اُم مسطح کون ہے؟
- اس پورے ماہ میں بی بی کے والدین کو بی بی کی بیماری کا پتہ چلا یا نہیں؟
- اگر پتہ نہیں چلا تو کیوں؟
- اگر پتہ چل گیا تو ان میں سے کوئی آیا یا نہیں؟
- اگر آیا تو کب اور نہیں آیا تو کیوں؟
- بی بی نے والدین کے گھر جانے کی اجازت کیوں مانگی؟
- وہاں کون سے وسائل تھے جن کی بنا پر بی بی اس واقعہ کی مزید تحقیق کرنا چاہتی تھی؟
- بی بی کی ماں نے جن سوکنوں کی لگی لپٹی کہنے کی عادت کی جانب اشارہ کیا ہے، یہ کون تھیں؟
- سرورِ کونینؐ نے جب علیؑ واسامہ کو بلایا تو عمر کو کیوں نہ بلایا؟
- اسامہ بن زید کی آلِ ابوبکر سے محبت کس بناء پر تھی؟
- کیا حضرت علیؑ نے جو جواب دیا تھا وہ بی بی کے خلاف جاتا تھا؟
- کیا حضرت علیؑ ہی نے بی بی کی کنیز بریرہ کو بی بی کی صفائی بیان کرنے کا موقعہ نہیں دیا؟
- اگر حضرت علیؑ کا جواب بی بی کے خلاف تھا تو ایک طرف حضرت علیؑ کا جواب رکھ لیجیے اور دوسری طرف سورۂ تحریم کی آیت ۳ رکھ لیجیے اور موازنہ کیجیے کہ حضرت علیؑ کے جواب اور ذاتِ احدیت کے ارشاد میں کتنا فرق ہے؟
- حضرت فرماتے ہیں: "اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور عائشہ کے علاوہ عورتوں کی کمی نہیں"۔ سورۂ تحریم میں ارشاد قدرت ہے: "اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا رب اسے تمہاری نسبت زیادہ قناعت پسند بیبیاں دے سکتا ہے جو کنواری بھی ہوسکتی ہیں اور بیوہ"۔ بھلا ان ہر دو جوابات میں فرق بتائیے کہ

کیا ہے؟

- سرورِ کونینؐ پر سلسلہ وحی کیوں بند ہو گیا تھا کیا اس کی وجہ بی بی کی اُمت پر ناراضگی تھی؟
- سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف ذاتی نوعیت کا اقدام کیوں کیا؟
- سرورِ کونینؐ نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف خالصتاً اسلامی نقطہ نگاہ سے قذف کا مقدمہ کیوں نہ چلایا؟
- بی بی یا بی بی کے والدین نے عبداللہ ابن ابی سلول کے خلاف قذف کا مقدمہ بارگاہِ رسالت میں درج کیوں نہ کرایا؟
- سعد ابن معاذ نے یہ کہہ کر کہ اگر اوس سے ہے تو میں مار دوں گا اور اگر خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو بھی ہم ماردیں گے۔ قبائلی تفریق کیوں کی؟
- جب سرورِ کونینؐ نے علی العموم فرمایا تھا کہ جس نے میرے اہل میں مجھے اذیت دی ہے اس سے چھٹکارا کون دلائے گا تو سعد ابن معاذ نے سادہ سے لفظوں میں کیوں نہ کہہ دیا کہ: ہم
- سعد ابن عبادہ کے ترکی بہ ترکی جواب دینے پر سعد بن معاذ کیوں نہ کھڑا ہوا اور اسید بن حضیر کو کیوں کھڑا کیا؟
- یہ اسید بن حضیر کون تھا: انصار سے تھا یا مہاجرین سے یا کوئی اور؟
- اسید ابن حضیر نے سعد ابن عبادہ کے ساتھ جن دوسرے منافقین کا اشارہ کیا ہے وہ کون تھے؟
- سرورِ کونینؐ کی منبر پر موجودگی کے باوجود یہ ایک دوسرے کو صلوٰتیں سنانے والے کون ہیں؟
- کیا یہ اصحابِ نبیؐ ہیں یا کوئی اور؟

- اگر اصحاب ہیں یا مومن یا منافق؟
- اگر مومن اور منافق مخلوط ہیں تو سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد یہ متحارب گروپ کہاں چلے گئے تھے؟
- جو لوگ سرورِ کونینؐ کی موجودگی میں اتنی جسارت کر رہے ہیں وہ وفاتِ رسولؐ کے بعد کہیں چلے گئے تھے یا ان کا مقصد پورا ہو گیا تھا؟
- بی بی خود ایک دن اور دو راتیں مسلسل روتی رہی ہے لیکن کیا بی بی کے والدین کو بیٹی کے اس درد کا احساس نہیں تھا؟
- اگر احساس نہیں تھا تو کیوں؟ اگر احساس تھا تو اس کا اظہار کیسے کیا؟ جب رونے والی تنہا بی بی ہے نہ ماں ساتھ بیٹھ کے رُلاتی ہے اور نہ ہی باپ تسلی دیتا ہے کیا وجہ ہے؟
- یہ انصار عورت کون ہے، کس کی بیوی ہے، کس کی ماں ہے، کس کی بیٹی ہے یا اس کا اپنا نام کیا ہے؟
- بھرے مدینہ سے فقط ایک انصاری عورت بی بی کے ساتھ رُلانے کیوں آئی، کیا دوسری عورتیں کہیں باہر چلی گئی تھیں؟
- مہاجر یا انصار کی دوسری عورتیں بی بی کے پاس کیوں نہ آئیں؟
- آنے والی انصاری عورت نے بھی بات کوئی نہیں کی، بس اجازت مانگ کر آئی اور بی بی کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ کیا یہ صرف رونے کے لیے آئی تھی؟
- اس کا نام صیغۂ راز میں کیوں رکھا گیا ہے؟
- جب سرورِ کونینؐ اسامہ، حضرت علیؑ اور بریرہ سے اطمینان کر چکے۔ مسجد میں اتنا بڑا جھگڑا بھی ہو چکا۔ آپؐ اپنی بی بی کو بے گناہ بھی بتا چکے۔ اب پھر بی بی کے پاس آ کر یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ مجھے تیرے بارے میں یہ اطلاع ملی ہے اگر بے

گناہ ہے تو درست اور گناہگار ہے تو توبہ کر؟

* بی بی کی درخواست کے باوجود بی بی کے والدین نے سرورِکونینؐ سے گفتگو کیوں نہ کی؟
* وہ کون والدین ہیں جو اپنی بچی کی صفائی نہیں دیتے لیکن اس پورے واقعہ میں نہ تو ابوبکر کچھ کہتے ہیں اور نہ ہی اُم رومان کے منہ سے ایک لفظ نکلتا ہے، آخر کیوں؟
* ایک ماہ مسلسل وحی کیوں بند رہی کیا اس لیے کہ اللہ بھی واقعۂ افک کی تحقیق کر رہا تھا؟
* جب آیت آ گئی اور بی بی سے ماں نے کہا کہ سرورِکونینؐ کو احتراماً سلام کرلو تو بی بی نے ماں کا حکم کیوں نہ مانا؟
* واقعۂ افک میں ملوث پوری ایک جماعت تھی لیکن بی بی نے سوائے صفوان ابن معطل، مسطح اور عبداللہ ابن ابن سلول کے علاوہ کسی کا نام کیوں نہیں بتایا۔
* عبداللہ ابن ابی سلول کا انجام کیا ہوا۔ بی بی نے کیوں نہ بتایا؟

اندازہ

کیا اس واقعہ کا مقصد ذیل کے چند امور تو نہیں؟

* بی بی عائشہ کی عفت کا ثابت کرنا۔
* مقامِ رسالت کو عوام کی نگاہوں میں پست کرنا۔
* سعد ابن عبادہ کے خلاف باقاعدہ اسکیم کی تیاری اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ابن عبادہ کے بیعت نہ کرنے کو چھپانا۔
* بی بی کی عفت کے سلسلہ میں آیۂ افک پہلے دن ہی کیوں نہ آ گئی؟
* اللہ نے ایک ماہ اور کئی دن تک کس بات کا انتظار کیا؟
* کہیں تاخیرِ وحی کا افسانہ صرف بی بی کی عظمت واہمیت بیان کرنے کے لیے تو نہیں

بنایا گیا؟

(۱۲) جلد دوم، کتاب المغازی، ص۵۲۲، حدیث ۱۱۹۸

(مختصر) عبیداللہ ابن عبداللہ عن عائشۃ قالت - فاقبلت انا وام مسطح فعثرت ام مسطح فی مرطھا فقالت تعس مسطح - فقلت بئس ما قلت تسبین رجلا شھد بدرًا فذکرت حدیث الافك

''عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں اور اُم مسطح آ رہی تھیں کہ چادر میں اُم مسطح کے قدم ڈگمگا گئے۔ اس نے کہا: لعنت ہو، مسطح کے لیے۔ میں نے کہا: بہت بُرے لفظ کہے تو نے اس شخص کو گالی دے رہی ہے جو بدر کا مجاہد ہے۔ پھر اس نے واقعۂ افک بیان کیا''۔

(۱۳) جلد دوم، کتاب المغازی، ص۵۷۴، حدیث ۱۳۰۵

عتبه ابن مسعود عن عائشة حین قال لها اهل الافك ما قالوا قالت عائشة کان رسول اللّٰه اذا اراد سفرًا اقرع بین ازواجه فایهن خرج سهمها خرج بها معه قالت عائشة فاقرع بیننا فی غزوة غزاها فخرج سهمی فخرجت مع رسول اللّٰه بعد ما انزل الحجاب فکنت احمل فی هودجی وانزل فیه فسرنا حتّٰی اذا فرغ رسول اللّٰه من غزوته تلك فقل ونونا من المدینة قافلین اذن لیلةً بالرحیل فقمت حین آذنوا بالرحیل فمشیت حتّٰی جاوزت الجیش فلما قضیت شانی اقبلت الی رحلی

فلمست صدری فاذا عقد لی من جزع اظفار قد انقطع فرجعت فالتبست عقدی فحسبنی ابتغاؤہ قالت واقبل الرھط الذین کانوا یرحلونی واحتملوا ھودجی فرحلوہ علی بعیری الذی کنت ارکب علیہ وھم یحسبون انّی فیہ وکان النساء اذا ذاك خفافًا فلم یھبلن فلم یغشھن اللحم انما یکلن العلقة من الطعام فلم یستنکرا لقوم خفة الھودج حین رفعوہ وحملوہ وکنت جاریة حدیثة السن فبعثوا الجمل وساروا ووجدت عقدی بعد ما استمرا الجیش فجئت مناذلھم ولیس بھا منھم داع ولا مجیب فتیمست منزلی الذی کنت بہ وظننت انھم سیفقدونی فیرجعون الی فبینا انا جالستہ منزلی غلبنی عینی فنمت وکان الصفوان ابن المعطل السلمی ثم الذکوانی من وراء الجیش فاصبح عند منزلی فرأی سواد انسان نائم فعرفنی حین رأنی وکان رأنی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی و واللّٰہ ما تکلمنا بکلمات ولا سمعت منہ کلمة غیر استرجاعہ وھویٰ حتّٰی اناخ راحلتہ فوطیٔ علی یدھا فقمت الیھا فرکبتھا فانطلق یقودبی الراحلة حتّٰی اتینا الجیش موغرین فی نحرالظھیرة وھم نزول فھلك من ھلك وکان الذی تولّٰی کبر الافك عبداللّٰہ ابن ابی سلول قال عروة اخبرت انہ کان یشاع

بنایا گیا؟

⑫ جلد دوم، کتاب المغازی، ص۵۲۲، حدیث ۱۱۹۸

(مختصر) عبیداللّٰہ ابن عبداللّٰہ عن عائشۃ قالت — فاقبلت انا وام مسطح فعثرت ام مسطح فی مرطھا فقالت تعس مسطح — فقلت بئس ما قلت تسبین رجلا شھد بدرًا فذکرت حدیث الافك

''عبداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں اور اُم مسطح آ رہی تھیں کہ چادر میں اُم مسطح کے قدم ڈگمگا گئے۔ اس نے کہا: لعنت ہو، مسطح کے لیے۔ میں نے کہا: بہت بُرے لفظ کہے تو نے اس شخص کو گالی دے رہی ہے جو بدر کا مجاہد ہے۔ پھر اس نے واقعۂ افک بیان کیا''۔

⑬ جلد دوم، کتاب المغازی، ص۵۷۴، حدیث ۱۳۰۵

عتبه ابن مسعود عن عائشة حين قال لها اهل الافك ما قالوا قالت عائشة كان رسول اللّٰه اذا اراد سفرًا اقرع بين ازواجه فايهن خرج سهمها خرج بها معه قالت عائشة فاقرع بيننا فى غزوة غزاها فخرج سهمى فخرجت مع رسول اللّٰه بعد ما انزل الحجاب فكنت احمل فى هودجى وانزل فيه فسرنا حتىٰ اذا فرغ رسول اللّٰه من غزوته تلك فقل ودنونا من المدينة قافلين اذن ليلةً بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتىٰ جاوزت الجيش فلما قضيت شانى اقبلت الى رحلى

فلمست صدری فاذا عقد لی من جزع اظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدی فحسبنی ابتغاؤہ قالت واقبل الرھط الذین کانوا یرحلونی واحتملوا ھودجی فرحلوہ علی بعیری الذی کنت ارکب علیه وھم یحسبون انّی فیه وکان النساء اذا ذاك خفافًا فلم یھبلن فلم یغشھن اللحم انما یکلن العلقة من الطعام فلم یستنکرا لقوم خفة الھودج حین رفعوہ وحملوہ وکنت جاریة حدیثة السن فبعثوا الجمل وساروا ووجدت عقدی بعد ما استمرا الجیش فجئت مناذلھم ولیس بھا منھم داع ولا مجیب فتیممت منزلی الذی کنت به وظننت انھم سیفقدونّی فیرجعون الی فبینا انا جالسته منزلی غلبنی عینی فنمت وکان الصفوان ابن المعطل السلمی ثم الذکوانی من وراء الجیش فاصبح عند منزلی فرأی سواد انسان نائم فعرفنی حین رأنی وکان رأنی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعه حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی و واللّٰہ ما تکلمنا بکلمات ولا سمعت منه کلمة غیر استرجاعه وھویٰ حتّٰی اناخ راحلته فوطیٔ علی یدیھا فقمت الیھا فرکبتھا فانطلق یقودبی الراحلة حتّٰی اتینا الجیش موغرین فی نحرالظھیرة وھم نزول فھلك من ھلك وکان الذی تولّٰی کبر الافك عبداللّٰہ ابن ابی سلول قال عروة اخبرت انه کان یشاع

ویتحدث فیه عنده فیقره ویستمعه ویستوشیه وقال عروة ایضًا لم یسم من اهل الافك ایضًا الاحسان ابن ثابت ومسطح ابن اثاثه وحمنة بنت جحش فی ناس آخرین لاعلم لی بهم غیر انهم عصبة کما قال اللّٰه تعالٰی وان کبر ذٰلك یقال عبداللّٰه ابن ابی سلول قال عروة کانت عائشة تکره ان تسب عندها حسان وتقول انه الذی قال:

فانی ابی ووالده وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

قالت عائشة فقدمنا المدینة فاشتکیت حین قدمت شهرًا والناس یفیضون فی قول اصحاب الافك لا اشعر بشیی ءٍ من ذٰلك وهو یریبنی فی وجهی انی لا اعرف من رسول اللّٰه اللطف الذی کنت اری منه حین اشتلکی انما یدخل علی رسول اللّٰه ثم یقول کیف تیکم ثم ینصرف فذلك یریبنی ولا اشعر بالشئی حتٰی خرجت حین نفهت فخرجت مع ام مسطح قبل المناصع وکان متبرذنا وکنا لانخرج الا لیلًا الی لیل وذٰلك قبل ان نتخذ الکنف قریبًا من بیوتنا قالت وامرنا امر العرب الاوّل فی البریة قبل الغائط وکنا نتأذی بالکنف ان نتخذها عند بیوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهی ابنة ابی رهم ابن عبدالمطلب ابن

عبدمناف فاقبلت انا واُم مسطح قبل بیتی حین فرغنا
من شاننا فعثرت اُم مسطح فی مرطها فقالت تعس
مسطح فقلت لها بئس ما قلت أتسبین رجلًا شهد بدرًا
فقالت ای هنتاه او لم تسمعی ما قال قالت وقلت ما
قال فاخبرتنی بقول اهل الافك قالت فازددت مرضًا
علی مرضی فلما رجعت الی بیتی دخل علی رسول اللّٰه
فسلم ثم قال کیف تیکم - فقلت اتاذن لی ان آتی
ابومی قالت وارید ان استیقن الخبر من قبلهما قالت
فاذن لی رسول اللّٰه فقلت لامی یا امتاه ماذا یتحدث
الناس قالت یابنیة هونی علیك فواللّٰه لقلما کانت
امرأة قط وضیئة عند رجل یحبها لها صرائر الا اکثرن
علیها فقلت سبحان اللّٰه القد تحدث الناس لهذا قالت
فبکیت تلك اللیلة حتی اصبحت لا یرقألی دمع ولا
اکتحل بنوم ثم اصبحت ابکی قالت ودعا رسول اللّٰه
علی ابن ابی طالب واسامة ابن زید - یستشیرهما فی
فراق اهل فاما اسامة ابن زید فاشار علی رسول اللّٰه
والذی یعلم من براء ة اهل وبالذی یعلم لهم فی نفسه
فقال اسامة اهلك ولا نعلم فیها الا خیرًا واما علی فقال
یارسول اللّٰه لا یضیق اللّٰه علیك والنساء سواها کثیر
وسل الجاریة تصدقك قالت فدعا رسول اللّٰه بریرة
فقال امی بریرة هل رأیت من شیئ یریبك قالت

بريرة والذى بعثك بالحق ما رأيت عليها امرًا قط اغمضه غير انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتأتى الداجن فتاكله قالت فقام رسول الله من يومه فاستعذر من عبيدالله ابن ابى سلول وهو على المنبر فقال ــــ يامعشر المسلمين من يعذرنى من رجل قد بلغنى عنه اذاه فى اهلى و والله ما علمت على اهلى الا خيرًا ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرًا وما يدخل على اهلى الا معى قالت فقام سعد ابن معاذ اخوبنى الاشهل فقال انا يارسول الله اعذرك فان كان من الاوس ضربت عنقه وان كان من اخواننا الخزرج امرتنا ففعلنا امرك قالت فقام رجل من الخزرج وكانت ام حسان بنت عمه من فخذه وهو سعد ابن عبادة وهو سيد الخزرج قالت وكان قبل ذٰلك رجلا صالحًا ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله ولو كان من رهطك ما اجبت ان يقتل – فقام اسيد ابن حضير وهو ابن عم سعد فقال لسعد ابن عبادة كذبت لعمرالله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتٰى هموا ان يقتتلوا ورسول الله قائم على المنبر قالت فلم يزل رسول الله يخفضهم حتٰى سكتوا وسكت قالت فبكيت يومى ذٰلك كله لا يرقانى دمع ولا

اکتحل بنوم قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت
لیلتین ویومًا لا یرقالی دمع ولا اکتحل بنوم حتّٰی انی
لاظن ان البکاء خالق کبدی فبینا ابوای جالسان عندی
وانا ابکی فاستاذنت علی امرأۃ من الانصار فاذنت لھا
فجلست تبکی معی قالت فبینا نحن علی ذٰلک دخل
رسول اللّٰہ علینا فسلم ثم جلس قالت ولم یجلس
عندی منذ قیل ما قیل قبلھا وقد لبث شھرًا لا یوحی
الیہ فی شانی بشئی - قالت فتشھد رسول اللّٰہ حین
جلس ثم قال - اما بعد یاعائشۃ انہ بلغنی عنک کذا
وکذا فان کنت بریئۃ فسیبرئک اللّٰہ وان کنت الممت
بذنب فاستغفری اللّٰہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعترف
ثم تاب تاب اللّٰہ علیہ قالت فلما قضٰی رسول اللّٰہ
مقالتہ قلص دمعی حتّٰی ما احس منہ قطرۃً فقلت لابی
اجب رسول اللّٰہ عنی فیما قال فقال ابی واللّٰہ ما ادری
ما اقول رسول اللّٰہ فقلت لامی اجیبی رسول اللّٰہ فیما
قال قالت امی واللّٰہ ما ادری ما اقول لرسول اللّٰہ فقلت
وانا جاریۃ حدیثۃ السن لا اقرا من القرآن کثیرًا- انی
واللّٰہ لقد علمت لقد سمعتم ھذا الحدیث حتّٰی استقر
فی انفسکم وصدقتم بہ فلئن قلت لکم انی بریئۃ لا
تصدقونی ولئن اعترفت لکم بامر واللّٰہ یعلم انی بریئۃ
لتصدقنی فواللّٰہ لا اجدلی ولکم مثلًا الا ابا یوسف حین

بريرة والذى بعثك بالحق ما رأيت عليها امرًا قط
اغمضه غير انها جارية حديثة السن تنام عن عجين
اهلها فتأتى الداجن فتاكله قالت فقام رسول اللّٰه من
يومه فاستعذر من عبيداللّٰه ابن ابى سلول وهو على
المنبر فقال ـــــ يامعشر المسلمين من يعذرني من
رجل قد بلغني عنه اذاه في اهلي و واللّٰه ما علمت على
اهلي الا خيرًا ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرًا
وما يدخل على اهلي الا معي قالت فقام سعد ابن معاذ
اخوبني الاشهل فقال انا يارسول اللّٰه اعذرك فان كان
من الاوس ضربت عنقه وان كان من اخواننا الخزرج
امرتنا ففعلنا امرك قالت فقام رجل من الخزرج
وكانت ام حسان بنت عمه من فخذه وهو سعد ابن
عبادة وهو سيد الخزرج قالت وكان قبل ذٰلك رجلا
صالحًا ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر
اللّٰه لا تقتله ولا تقدر على قتله ولو كان من رهطك ما
اجبت ان يقتل - فقام اسيد ابن حضير وهو ابن عم
سعد فقال لسعد ابن عبادة كذبت لعمراللّٰه لنقتلنه
فانك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الاوس
والخزرج حتٰى هموا ان يقتتلوا ورسول اللّٰه قائم على
المنبر قالت فلم يزل رسول اللّٰه يخفضهم حتٰى سكتوا
وسكت قالت فبكيت يومي ذٰلك كله لا يرقاني ومع ولا

اکتحل بنوم قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت

لیلتین ویومًا لا یرقالی دمع ولا اکتحل بنوم حتٰی انی

لاظن ان البکاء خالق کبدی فبینا ابوای جالسان عندی

وانا ابکی فاستاذنت علی امرأۃ من الانصار فاذنت لھا

فجلست تبکی معی قالت فبینا نحن علی ذٰلک دخل

رسول اللّٰہ علینا فسلم ثم جلس قالت ولم یجلس

عندی منذ قیل ما قیل قبلھا وقد لبث شھرًا لا یوحی

الیہ فی شانی بشئی – قالت فتشھد رسول اللّٰہ حین

جلس ثم قال – اما بعد یاعائشۃ انہ بلغنی عنک کذا

وکذا فان کنت بریئۃ فسیرئک اللّٰہ وان کنت الممت

بذنب فاستغزی اللّٰہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعترف

ثم تاب تاب اللّٰہ علیہ قالت فلما قضٰی رسول اللّٰہ

مقالتہ قلص ومعی حتٰی ما احس منہ قطرۃً فقلت لابی

اجب رسول اللّٰہ عنی فیما قال فقال ابی واللّٰہ ما ادری

ما اقول رسول اللّٰہ فقلت لامی اجیبی رسول اللّٰہ فیما

قال قالت امی واللّٰہ ما ادری ما اقول لرسول اللّٰہ فقلت

وانا جاریۃ حدیثۃ السن لا اقرا من القراٰن کثیرًا– انی

واللّٰہ لقد علمت لقد سمعتم ھذا الحدیث حتٰی استقر

فی انفسکم وصدقتم بہ فلئن قلت لکم انی بریئۃ لا

تصدقونی ولئن اعترفت لکم بامر واللّٰہ یعلم انی بریئۃ

لتصدقنی فواللّٰہ لا اجدلی ولکم مثلًا الا ابا یوسف حین

بريرة والذى بعثك بالحق ما رأيت عليها امرًا قط اغمضه غير انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتأتى الداجن فتاكله قالت فقام رسول الله من يومه فاستعذر من عبيدالله ابن ابى سلول وهو على المنبر فقال ـــ يامعشر المسلمين من يعذرنى من رجل قد بلغنى عنه اذاه فى اهلى و والله ما علمت على اهلى الا خيرًا ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه الا خيرًا وما يدخل على اهلى الا معى قالت فقام سعد ابن معاذ اخوبنى الاشهل فقال انا يارسول الله اعذرك فان كان من الاوس ضربت عنقه وان كان من اخواننا الخزرج امرتنا ففعلنا امرك قالت فقام رجل من الخزرج وكانت ام حسان بنت عمه من فخذه وهو سعد ابن عباده وهو سيد الخزرج قالت وكان قبل ذلك رجلا صالحًا ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله ولو كان من رهطك ما اجبت ان يقتل – فقام اسيد ابن حضير وهو ابن عم سعد فقال لسعد ابن عباده كذبت لعمرالله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ان يقتتلوا ورسول الله قائم على المنبر قالت فلم يزل رسول الله يخفضهم حتى سكتوا وسكت قالت فبكيت يومى ذلك كله لا يرقانى ومع ولا

اکتحل بنوم قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت
لیلتین ویومًا لا یرقالی دمع ولا اکتحل بنوم حتّٰی انی
لاظن ان البکاء خالق کبدی فبینا ابوای جالسان عندی
وانا ابکی فاستاذنت علی امرأة من الانصار فاذنت لها
فجلست تبکی معی قالت فبینا نحن علی ذٰلک دخل
رسول اللّٰه علینا فسلم ثم جلس قالت ولم یجلس
عندی منذ قیل ما قیل قبلها وقد لبث شهرًا لا یوحی
الیه فی شانی بشئی - قالت فتشهد رسول اللّٰه حین
جلس ثم قال - اما بعد یاعائشة انه بلغنی عنك کذا
وکذا فان کنت بریئة فسیبرئك اللّٰه وان کنت الممت
بذنب فاستغفری اللّٰه وتوبی الیه فان العبد اذا اعترف
ثم تاب تاب اللّٰه علیه قالت فلما قضٰی رسول اللّٰه
مقالته قلص ومعی حتّٰی ما احس منه قطرةً فقلت لابی
اجب رسول اللّٰه عنی فیما قال فقال ابی واللّٰه ما ادری
ما اقول رسول اللّٰه فقلت لامی اجیبی رسول اللّٰه فیما
قال قالت امی واللّٰه ما ادری ما اقول لرسول اللّٰه فقلت
وانا جاریة حدیثة السن لا اقرا من القراٰن کثیرًا- انی
واللّٰه لقد علمت لقد سمعتم هذا الحدیث حتّٰی استقر
فی انفسکم وصدقتم به فلئن قلت لکم انی بریئة لا
تصدقونی ولئن اعترفت لکم بامر واللّٰه یعلم انی بریئة
لتصدقنی فواللّٰه لا اجدلی ولکم مثلًا الا ابا یوسف حین

قال فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون - ثم تحولت واصطجعت على فراشي والله يعلم انى حنيئذٍ لبرئية وان الله مبرئى ببرائتي ولكن والله ما كنت اظن ان الله منزل فى شاني وحيًا يتلى لشاني - نفي نفسي كان احقر ان يتكلم الله فى بامر ولكن كنت ارجو ان يرى رسول الله فى النوم رؤياء يبرئني الله بها فوالله ماء دام رسول الله مجلسه ولا خرج احد من اهل بيت حتى انزل عليه فاخذه ما كان ياخذه من البرحاء حتى انه لينحدر منه من العرق مثل الجمان وهو في يوم شات من ثقل القول الذى انزل عليه قالت فسرى عن الرسول وهو يضحك فكانت اول كلمة تكلم بها ان قال ياعائشة اما الله لقد براك قالت فقالت لى اُمى قومى اليه فقلت والله لا اقوم اليه فاني لا احمد الا الله قالت وانزل الله ان الذين جاء وبالافك العشر الآيات ثم انزل الله هذا فى برأتي قال ابوبكر وكان ينفق على مسطح ابن اثاثه لقرابة منه وفقره والله لا انفق على مسطح شيئًا ابدًا بعد الذى قال لعائشة ما قال فانزل الله ولا ياتل اولو الفضل منكم - الى قوله غفور رحيم - قال ابوبكر بلى والله انى لاحب ان يغفر الله لى فرجع الى مسطح النفقة التي كان ينفق عليه وقال والله لا انزعها منه ابدًا قالت عائشة وكان رسول

اللّٰہ سئل زینب بنت جحش عن امری فقال لزینب ماذا علمت او رأیت فقالت یارسول اللّٰہ احمی سمعی وبصری واللّٰہ ما علمت الا خیرًا

قالت عائشة وھی التی کانت تسامینی من ازواج النبی فعصمها اللّٰہ بالورع قالت وطفقت اختها حمنة تحارب لها فهلکت فیمن هلکت۔

”عتبہ ابن مسعود ام المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے جب اہلِ افک نے بی بی کے متعلق کہا جو کچھ کہا۔ سرورِ کونینؐ کا معمول تھا کہ جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے۔ جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک جنگ میں آپؐ جانے لگے، قرعہ اندازی میں میرا نام نکلا۔ پردہ کا حکم اُتر چکا تھا۔ میں آپؐ کے ساتھ تھی۔ ایک عماری میں اٹھایا اور اتارا جاتا تھا۔ ہم گئے جب سرورِ کونینؐ جنگ سے فارغ ہوئے، واپس پلٹے ہم مدینہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ جب حکم کوچ مل چکا تو میں رفع حاجت کے لیے چلتے چلتے لشکر سے آگے نکل گئی۔ رفع حاجت کے بعد میں واپس لشکر میں آ رہی تھی کہ میں نے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ دیکھا تو میرا خرمہروں کا ہار ٹوٹ کر گر چکا تھا۔ میں واپس پلٹ کر ہار ڈھونڈنے لگی۔ ہار کی تلاش میں مجھے دیر لگی۔ اتنی دیر میں جو لوگ میری عماری اٹھانے پر مامور تھے، وہ آئے اور اس خیال سے کہ میں عماری میں ہوں، عماری کو اٹھایا اور میری سواری کے اُونٹ پر رکھ دیا۔ اُونٹ کو اٹھایا

اور چل دیئے، وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھی نہ تو ان کا جسم بھاری بھرکم ہوتا تھا اور نہ ہی زیادہ گوشت ہوتا تھا۔ انتہائی قلیل مقدار میں کھانا کھاتی تھیں اور پھر میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی۔ اس لیے عماری میں میرے نہ ہونے کو اٹھانے والوں نے محسوس تک نہ کیا۔

لشکر جاچکنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکرگاہ میں پلٹی، دیکھا تو وہاں کوئی متنفس نہ تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی وہیں چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ جب انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہوگا تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھوں کو نیند نے بوجھل کردیا۔ چنانچہ میں سوگئی۔

صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ میری قیام گاہ پر آیا۔ اسے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ اس کے اُونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے چہرہ چادر میں چھپا لیا۔ بخدا ہم نے آپس میں ایک بات تک نہیں کی اور نہ ہی صفوان کے منہ سے میں نے اُونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کے گھٹنے پر پاؤں رکھا، میں اٹھی اور سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑ کر چلنے لگا حتیٰ کہ ہم لشکر میں آغاز دوپہر کو پہنچے، لشکر اترا ہوا تھا بس جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا اور افک کا بیڑا اٹھانے والا عبداللہ ابن ابی سلول تھا۔

عروہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ اس واقعہ کو شہرت دیتا تھا، جگہ جگہ بیان کرتا تھا اور اچھی خاصی رنگ آمیزی کیا کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی

بتایا ہے کہ اہلِ افک میں سے حسان ابن ثابت، مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ دوسرے افراد کے نام معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک گروہ تھا۔

عروہ ہی کا کہنا ہے کہ بی بی عائشہ اپنی موجودگی میں حسان پر سب گوارا نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہی حسان تو ہے جس نے یہ شعر کہا تھا: ''میرا باپ دادا اور میری عزت ناموسِ محمدؐ کی ڈھال ہیں''۔

بی بی کہتی ہے کہ پھر ہم مدینہ میں آئے، میں بیمار پڑ گئی اور ایک ماہ تک بیمار رہی جب کہ لوگ اہلِ افک کی باتیں سن رہے تھے۔ مجھے کسی بات کا علم نہ تھا۔ البتہ مجھے کچھ کچھ شبہ سرورِ کونینؐ کے رویہ سے ہوتا تھا کیونکہ آپ کی طرف سے وہ لطف و مدارت نہ تھی جو قبل ازیں میرے ایامِ مرض میں میرے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ میرے پاس آتے، سلام کرتے اور کہتے تیکم کیسے ہے؟ پھر پلٹ جاتے؟ یہی بات میرے لیے تشویش کا باعث تھی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں اُم مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر نکلی۔

ہمارا معمول عام عربوں کا سا تھا کہ ہم رات کے رات باہر جاتی تھیں۔ ہمیں گھروں کے قریب لیٹرینز بناتے ہوئے کراہت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور اُم مسطح بنت ابورہم ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف جس کی ماں صحرا ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب

اور چل دیئے، وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھی نہ تو ان کا جسم بھاری بھرکم ہوتا تھا اور نہ ہی زیادہ گوشت ہوتا تھا۔ انتہائی قلیل مقدار میں کھانا کھاتی تھیں اور پھر میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی۔ اس لیے عماری میں میرے نہ ہونے کو اٹھانے والوں نے محسوس تک نہ کیا۔

لشکر جاچکنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکرگاہ میں پلٹی، دیکھا تو وہاں کوئی متنفس نہ تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی وہیں چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ جب انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہوگا تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھوں کو نیند نے بوجھل کردیا۔ چنانچہ میں سوگئی۔

صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ میری قیام گاہ پر آیا۔ اسے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ اس کے اُونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے چہرہ چادر میں چھپا لیا۔ بخدا ہم نے آپس میں ایک بات تک نہیں کی اور نہ ہی صفوان کے منہ سے میں نے اُونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کے گھٹنے پر پاؤں رکھا، میں اٹھی اور سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑ کر چلنے لگا حتیٰ کہ ہم لشکر میں آغاز دوپہر کو پہنچے، لشکر اترا ہوا تھا بس جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا اور افک کا بیڑا اٹھانے والا عبداللہ ابن ابی سلول تھا۔

عروہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ اس واقعہ کو شہرت دیتا تھا، جگہ جگہ بیان کرتا تھا اور اچھی خاصی رنگ آمیزی کیا کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی

بتایا ہے کہ اہلِ افک میں سے حسان ابن ثابت، مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ دوسرے افراد کے نام معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک گروہ تھا۔

عروہ ہی کا کہنا ہے کہ بی بی عائشہ اپنی موجودگی میں حسان پر سب گوارا نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہی حسان تو ہے جس نے یہ شعر کہا تھا: ''میرا باپ دادا اور میری عزت ناموسِ محمدؐ کی ڈھال ہیں''۔

بی بی کہتی ہے کہ پھر ہم مدینہ میں آئے، میں بیمار پڑ گئی اور ایک ماہ تک بیمار رہی جب کہ لوگ اہلِ افک کی باتیں سن رہے تھے۔ مجھے کسی بات کا علم نہ تھا۔ البتہ مجھے کچھ کچھ شبہ سرورِ کونینؐ کے رویہ سے ہوتا تھا کیونکہ آپ کی طرف سے وہ لطف و مدارت نہ تھی جو قبل ازیں میرے ایامِ مرض میں میرے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ میرے پاس آتے، سلام کرتے اور کہتے تیکم کیسے ہے؟ پھر پلٹ جاتے؟ یہی بات میرے لیے تشویش کا باعث تھی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں اُم مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر نکلی۔

ہمارا معمول عام عربوں کا سا تھا کہ ہم رات کے رات باہر جاتی تھیں۔ ہمیں گھروں کے قریب لیٹرینز بناتے ہوئے کراہت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور اُم مسطح بنت ابورہم ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف جس کی ماں صخرا ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب

اور چل دیئے، وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھی نہ تو ان کا جسم بھاری بھرکم ہوتا تھا اور نہ ہی زیادہ گوشت ہوتا تھا۔ انتہائی قلیل مقدار میں کھانا کھاتی تھیں اور پھر میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی۔ اس لیے عماری میں میرے نہ ہونے کو اٹھانے والوں نے محسوس تک نہ کیا۔

لشکر جاچکنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکر گاہ میں پلٹی، دیکھا تو وہاں کوئی متنفس نہ تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی وہیں چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ جب انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہوگا تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھوں کو نیند نے بوجھل کردیا۔ چنانچہ میں سوگئی۔

صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ میری قیام گاہ پر آیا۔ اسے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ اس کے اُونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے چہرہ چادر میں چھپا لیا۔ بخدا ہم نے آپس میں ایک بات تک نہیں کی اور نہ ہی صفوان کے منہ سے میں نے اُونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کے گھٹنے پر پاؤں رکھا، میں اٹھی اور سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑ کر چلنے لگا حتیٰ کہ ہم لشکر میں آغاز دوپہر کو پہنچے، لشکر اترا ہوا تھا بس جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا اور افک کا بیڑا اٹھانے والا عبداللہ ابن ابی سلول تھا۔

عروہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ اس واقعہ کو شہرت دیتا تھا، جگہ جگہ بیان کرتا تھا اور اچھی خاصی رنگ آمیزی کیا کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی

بتایا ہے کہ اہلِ افک میں سے حسان ابن ثابت، مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ دوسرے افراد کے نام معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک گروہ تھا۔

عروہ ہی کا کہنا ہے کہ بی بی عائشہ اپنی موجودگی میں حسان پر سب گوارا نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہی حسان تو ہے جس نے یہ شعر کہا تھا: ''میرا باپ دادا اور میری عزت ناموسِ محمدؐ کی ڈھال ہیں''۔

بی بی کہتی ہے کہ پھر ہم مدینہ میں آئے، میں بیمار پڑ گئی اور ایک ماہ تک بیمار رہی جب کہ لوگ اہلِ افک کی باتیں سن رہے تھے۔ مجھے کسی بات کا علم نہ تھا۔ البتہ مجھے کچھ کچھ شبہ سرورِ کونینؐ کے رویہ سے ہوتا تھا کیونکہ آپ کی طرف سے وہ لطف و مدارت نہ تھی جو قبل ازیں میرے ایامِ مرض میں میرے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ میرے پاس آتے، سلام کرتے اور کہتے تیکم کیسے ہے؟ پھر پلٹ جاتے؟ یہی بات میرے لیے تشویش کا باعث تھی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں اُم مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر نکلی۔

ہمارا معمول عام عربوں کا سا تھا کہ ہم رات کے رات باہر جاتی تھیں۔ ہمیں گھروں کے قریب لیٹرینز بناتے ہوئے کراہت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور اُم مسطح بنت ابورہم ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف جس کی ماں صخرا بن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب

اور چل دیئے، وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھی نہ تو ان کا جسم بھاری بھرکم ہوتا تھا اور نہ ہی زیادہ گوشت ہوتا تھا۔ انتہائی قلیل مقدار میں کھانا کھاتی تھیں اور پھر میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی۔ اس لیے عماری میں میرے نہ ہونے کو اٹھانے والوں نے محسوس تک نہ کیا۔

لشکر جا چکنے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں لشکر گاہ میں پلٹی، دیکھا تو وہاں کوئی متنفس نہ تھا۔ میں جہاں ٹھہری ہوئی تھی وہیں چلی آئی۔ میرا خیال تھا کہ جب انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہوگا تو پلٹ آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھوں کو نیند نے بوجھل کردیا۔ چنانچہ میں سوگئی۔

صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ میری قیام گاہ پر آیا۔ اسے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا نظر آیا۔ اس کے اُونٹ بٹھانے کی آواز سے میں جاگ گئی۔ میں نے چہرہ چادر میں چھپا لیا۔ بخدا ہم نے آپس میں ایک بات تک نہیں کی اور نہ ہی صفوان کے منہ سے میں نے اُونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی بات سنی۔ اس نے سواری کے گھٹنے پر پاؤں رکھا، میں اٹھی اور سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑ کر چلنے لگا حتیٰ کہ ہم لشکر میں آغاز دوپہر کو پہنچے، لشکر اترا ہوا تھا بس جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا اور افک کا بیڑا اٹھانے والا عبداللہ ابن ابی سلول تھا۔

عروہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ اس واقعہ کو شہرت دیتا تھا، جگہ جگہ بیان کرتا تھا اور اچھی خاصی رنگ آمیزی کیا کرتا تھا۔ عروہ نے یہ بھی

بتایا ہے کہ اہلِ افک میں سے حسان ابن ثابت، مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ دوسرے افراد کے نام معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک گروہ تھا۔

عروہ ہی کا کہنا ہے کہ بی بی عائشہ اپنی موجودگی میں حسان پر سب گوارا نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ یہی حسان تو ہے جس نے یہ شعر کہا تھا: ''میرا باپ دادا اور میری عزت ناموسِ محمدؐ کی ڈھال ہیں''۔

بی بی کہتی ہے کہ پھر ہم مدینہ میں آئے، میں بیمار پڑ گئی اور ایک ماہ تک بیمار رہی جب کہ لوگ اہلِ افک کی باتیں سن رہے تھے۔ مجھے کسی بات کا علم نہ تھا۔ البتہ مجھے کچھ کچھ شبہ سرورِ کونینؐ کے رویہ سے ہوتا تھا کیونکہ آپؐ کی طرف سے وہ لطف و مدارت نہ تھی جو قبل ازیں میرے ایامِ مرض میں میرے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ میرے پاس آتے، سلام کرتے اور کہتے تیکم کیسے ہے؟ پھر پلٹ جاتے؟ یہی بات میرے لیے تشویش کا باعث تھی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں اُم مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر نکلی۔

ہمارا معمول عام عربوں کا سا تھا کہ ہم رات کے رات باہر جاتی تھیں۔ ہمیں گھروں کے قریب لیٹرینز بناتے ہوئے کراہت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور اُم مسطح بنت ابورہم ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف جس کی ماں صخرا ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب

تھا، باہر گئیں۔ رفعِ حاجت سے فارغ ہو کر جب ہم واپس پلٹ رہی تھیں تو اُم مسطح چادر میں پھسل گئی۔ اس نے کہا: ''لعنت ہے مسطح پر میں نے کہا تو نے بہت بُرے لفظ کہے ہیں۔ کیا ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو مجاہدین بدر سے ہے''۔

اس نے کہا: اے عزیزہ! کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ اس نے کہا ہے۔ میں نے کہا: اس نے کیا کہا ہے؟ چنانچہ اس نے اہلِ افک کا پورا واقعہ مجھے سنا دیا۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ میرے مرض میں اور اضافہ ہو گیا۔ جب میں گھر پہنچ گئی۔ سرورِ کونین میرے پاس آئے، سلام کیا اور کہا: تیکم، کیسے ہے؟ میں نے کہا: کیا آپ مجھے میرے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ میرا مقصد یہ تھا کہ میں وہاں جا کر اس واقعہ کی تفصیلات معلوم کروں گی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی (میں گھر آئی تو) ماں سے کہا: ماں! لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟

میری ماں نے جواب دیا: بیٹی! ایسی باتوں کو محسوس نہیں کیا کرتے۔ جب بھی کوئی بیوی اپنے شوہر کی نگاہوں میں محبوبہ ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو اس کے خلاف بکثرت باتیں کی جاتی ہیں۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! لوگ (طرح طرح کی) باتیں کر رہے ہیں۔ میں وہ رات روتی رہی، نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی میری آنکھوں میں نیند آئی۔ روتے روتے صبح ہو گئی۔ سرورِ کونین نے علی ابن ابوطالب اور اسامہ ابن زید کو بلایا تا کہ ان سے اپنی بیوی

کو طلاق دے دینے کے بارے میں مشورہ لے۔ چنانچہ اسامہ بن زید نے تو وہی مشورہ دیا جو وہ جانتا تھا اور جو اسے محبت تھی، اس نے کہا: ہمیں تو آپ کی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں اور علیؑ نے کہا: یارسولؐ اللہ! اللہ نے آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اوراس کے سوا عورتیں بھی بہت ہیں۔ ویسے آپ کنیز سے پوچھ لیں وہ آپ کو صحیح صحیح بتا دے گی۔

آپ نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا: بریرہ کیا تو نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس نے تجھے مشکوک کیا ہو؟ بریرہ نے کہا: آپ کو مبعوث برسالت کرنے والے کی قسم میں کوئی بات نہ چھپاؤں گی۔ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ یہ نوخیز لڑکی ہے۔ اپنا گوندھا ہوا آٹا بھی بھول جاتی ہے۔ بکری آتی ہے اور وہ کھا جاتی ہے۔

بی بی عائشہ کہتی ہے کہ سرورِ کونینؐ اُٹھے، عبداللہ ابن سلول کے متعلق منبر پر کھڑے ہوکر یوں کہا:

اے مسلمانو! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس نے مجھے میرے اہلِ خانہ کے معاملہ میں تکلیف پہنچائی۔ بخدا مجھے اپنی بیوی کے متعلق نیکی کے سوا کچھ بھی معلوم نہیں۔ اوران لوگوں نے ایسے آدمی کا نام لیا ہے جو کبھی خلوت میں میری بیوی کے پاس گیا بھی نہیں بلکہ جب بھی گیا میرے ساتھ ہی گیا۔

بنی اشہل سے سعد ابن معاذ اُٹھا اور کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپ کو نجات دلاؤں گا۔ اگر اوس سے ہوا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائی بنی خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا۔ تو

ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

پھر بنی خزرج کا ایک آدمی اُٹھا، اُم حسان بنت عمر اسی کی لڑکی تھی۔ یہ بنی خزرج کا سردار سعد ابن عبادہ تھا۔ یہ شخص قبل ازیں نیک سیرت تھا لیکن قبائلی غیرت اس پر غالب آ گئی اور سعد سے کہنے لگا: تو جھوٹ کہہ رہا ہے، نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اس کے قتل پر تو قادر ہے۔

اسید ابن حضیر جو سعد کا چچازاد تھا، اُٹھا اور سعد ابن عبادہ سے کہا: بخدا تو جھوٹ کہہ رہا ہے، ہم ضرور اسے قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقین کی طرفداری میں بول رہا ہے۔

دونوں قبیلے اوس اور خزرج کھڑے ہو کر آمادہ جنگ ہو گئے۔ سرورِ کونینؐ منبر پر کھڑے تھے، سرورِ کونینؐ دونوں قبائل کو حوصلہ دلاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی خاموش ہو گئے۔

میں نے یہ دن بھی روتے ہوئے گزارا۔ نہ آنسو تھمے اور نہ نیند آئی۔ میں دو راتیں اور ایک دن رہ چکی تھی۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ گریہ میرے جگر کو کباب کر دے گا۔ میرے والدین میرے پاس ہی بیٹے تھے۔ میں رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم تمام اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ سرورِ کونینؐ آ گئے اور میرے پاس بیٹھ گئے قبل ازیں اس واقعہ کے بعد میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے۔

ایک ماہ گزر چکا تھا میرے سلسلہ میں کوئی وحی وغیرہ نہیں ہوتی تھی۔ سرورِ کونینؐ نے کلمۂ شہادت پڑھا، پھر کہا: عائشہ تیرے متعلق مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کردے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کرلیا تھا تو اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔ انسان جس وقت گناہ کا اعتراف کرلیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

جب سرورِ کونینؐ نے اپنی بات ختم کرلی، میرا خون خشک ہوگیا اور مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ میری طرف سے جواب دیں۔

میرے باپ نے کہا: بخدا مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کہوں۔

پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم میری طرف سے جواب دے۔ میری ماں نے کہا: بخدا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا عرض کروں۔

میں خود نوخیز لڑکی تھی اتنا زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا لیکن میں نے عرض کیا: مجھے یقین ہو چلا ہے کہ آپ سب نے یہ بات سن لی ہے اور وہ آپ کے ذہنوں میں گھر کر چکی ہے۔ آپ اسے تسلیم کرچکے ہیں اگر میں کہہ دوں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ میری بات نہیں مانیں گے اور اگر میں اقبالِ جرم کراوں تو اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں لیکن تم مان لوگے۔ بخدا اب میری اور آپ کی مثال یعقوب ایسی ہے۔ جب اس نے کہا تھا: صبر جمیل ہے

اور تمہاری باتوں میں اللہ میرا مددگار ہے۔ پھر میں نے منہ دوسری طرف کرلیا اور لیٹ گئی۔ خدا جانتا ہے کہ اس وقت بے گناہ ہوں اور اللہ مجھے بری کرے گا۔

لیکن مجھے قطعاً یہ خیال تک نہ تھا کہ اللہ میری شانؓ میں وحی بھیجے گا جو ہمیشہ تلاوت کی جاتی رہے گی۔ میرے اپنے خیال کے مطابق میں اس بات سے کہیں پست تھی کہ اللہ میری شان میں کوئی بات کرے گا۔ البتہ مجھے یہ خیال آتا تھا، سرورِ کونینؐ میری برأت کے سلسلہ میں کوئی خواب دیکھیں گے۔

بخدا ابھی تک سرورِ کونینؐ اسی جگہ بیٹھے تھے اور اہلِ خانہ میں سے کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا کہ سرورِ کونینؐ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو بوقت وحی طاری ہوتی تھی اور انتہائی سردی کے دن بھی آپؐ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے گرتے تھے۔ جب سرورِ کونینؐ سے وہ کیفیت دُور ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلا لفظ جو آپ کے منہ سے نکلا وہ یہ تھا کہ: اے عائشہ! اللہ نے تجھے بری کردیا ہے۔

میری ماں نے مجھے کہا: اُٹھ رسولؐ اللہ کی طرف، میں نے کہا: بخدا رسولؐ اللہ کی طرف نہیں اُٹھوں گی اور نہ ہی میں خدا کے سوا کسی کی تعریف کروں گی۔ آیت یہ تھی: "وہ لوگ جو افک کا واقعہ لاتے ہیں"...... دس آیات تھیں، اللہ نے میری برأت میں نازل کیں۔

ابوبکرؓ مسطح ابن اثاثہ کی قرابت کی بدولت اسے وظیفہ دیا کرتا تھا۔ اس نے کہا: بخدا مسطح کے اس واقعۂ افک کے بعد ایک کوڑی بھی

اسے نہ دوں گا۔ پھر خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔

تم میں سے کشادہ دست افراد، غفور رحیم تک نازل کی۔ جس کے بعد ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں، بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے چنانچہ انہوں نے مسطح کا وظیفہ دوبارہ شروع کر دیا اور کہا کہ بخدا اب کبھی بھی واپس نہ لوں گا۔

بی بی کہتی ہیں کہ سرورِ کونینؐ نے بنت جحش سے میرے متعلق پوچھا کہ تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہا: یارسولؐ اللہ! میرے کان بہرے اور آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ بخدا میں نے نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ زینب ہی مجھے بہت زچ کیا کرتی تھی لیکن اللہ نے اسے پرہیزگاری کے سبب بچا لیا۔ البتہ اس کی بہن حمنہ اس سے اُلجھتی رہتی تھی اور وہ دوسرے ہلاک والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئی"۔

جائزہ

جلد اوّل، حدیث ۲۴۷۳ سے حسب ذیل نکات میں مختلف ہے:

- زیرِ نظر حدیث میں اہلِ افک میں سے تین اور افراد کے نام بتائے گئے ہیں: حسان ابن ثابت، مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش۔
- زیرِ نظر حدیث میں گھروں کے قریب لیٹرینز نہ بنانے کی وجہ اذیت بتا دی گئی ہے۔
- زیرِ نظر حدیث میں اُمِ مسطح کے والدین کا تعارف کرایا گیا ہے کہ اُمِ مسطح کا باپ عبدالمطلب کا بیٹا ابورہم تھا۔ گویا اُمِ مسطح سرورِ کونینؐ کی چچازاد تھی۔ اس لحاظ سے مسطح سرورِ کونینؐ کا عزیز تھا اور اُمِ مسطح کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی گویا اُمِ مسطح ابوبکر کی خالہ زاد بہن تھی اور مسطح ابوبکر کا بھی عزیز تھا۔

✵ زیرِنظر حدیث میں مسطح کا تعارف بھی کرایا گیا ہے کہ وہ اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ گویا مسطح سرورِکونینؐ کے چچازاد اثاثہ ابن عباد کا بیٹا تھا۔

✵ زیرِنظر حدیث میں بی بی نے یہ احسان بھی فرمایا کہ یہ وضاحت کردی کہ ایک ماہ تک وحی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا بلکہ صرف میرے سلسلہ میں ذاتِ احدیت خاموش رہی ورنہ جلد اول، ص۲۷۳ میں تو بی بی نے ایک ماہ تک وحی کو بالکل بند رکھا کہ مجھ جیسے غریبوں کو تو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

(۱۴) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۷۶۱، حدیث ۱۶۹۶

هشام عن ابيه عن عائشة قالت هلكت قلاوة لاسماء فبعث النبيُّ فی طلبها رجالا فحضرت الصلٰوة وليسوا على وضوءٍ ولم يجدوا ماءً فصلوا وهم على غير وضوءٍ فانزل الله يعني آية التيمم

"ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ اسماء کا ہار گم ہوگیا۔ سرورِکونینؐ نے اسے تلاش کرنے کی خاطر کچھ لوگوں کو بھیجا، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا جب کہ قافلہ کو وضو نہ تھا اور نہ ہی وضو کے لیے پانی مل سکا چنانچہ بلاوضو نماز پڑھی گئی۔ بعدازاں اللہ نے آیت تیمم نازل کردی"۔

(۱۵) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۷۷۰، حدیث ۱۷۲۰

قاسم عن ابيه عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله في بعض اسفاره حتّٰى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقدلي فاقام رسول الله على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فاتي الناس

الی ابی بکر فقالوا لا تریٰ ما صنعت عائشة اقامت برسول اللّٰہ وبالناس ولیسوا علی ماءٍ ولیس معھم ماء فجاء ابوبکر ورسول اللّٰہ واضع رأسہ علی فخذی قد نام فقال حبست رسول اللّٰہ والناس ولیسوا علی ماء ولیس معھم ماء قالت عائشة فعاتبنی ابوبکر وقال ماشاء اللّٰہ ان یقول وجعل یطعننی بیدہ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرك الامکان رسول اللّٰہ علی فخذی فقام رسول اللّٰہ حتیٰ اصبح علی غیر ماء فانزل اللّٰہ آیة التیمم فقال اسید ابن حضیر ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر قالت فبعثنا البعیر الذی علیہ فاذا العقد تحتہ

''قاسم اپنے والد کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہم کسی سفر میں سرورِ کونینؐ کے ساتھ گئے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے میرا ہار گم ہوگیا۔ سرورِ کونینؐ اس کی تلاش میں رُک گئے۔ دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے۔ نہ تو قافلہ کے پاس پانی تھا اور نہ ہی جہاں رُکے وہاں پانی تھا۔ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور شکوہ کیا کہ بی بی کا حال دیکھیں کہ اس نے سرورِ کونینؐ اور دوسرے قافلہ کو ایسی جگہ روک رکھا ہے جہاں پانی نہیں ہے۔ ابوبکر آئے تو سرورِ کونینؐ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے۔ ابوبکر نے مجھے سخت سست کہنا شروع کیا اور ساتھ ہی میری کمر میں ہاتھ سے ٹھونگے مارنے لگے۔ سرورِ کونینؐ کی

بدولت میں نہ ہل سکتی تھی۔ سرورِ کونینؐ بیدار ہوئے، کوئی پانی وغیرہ نہ تھا۔ اللہ نے آیت تیمّم نازل کی۔ اسید ابن حضیر نے کہا: اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے جس اُونٹ پر میں سوار تھی جب اسے اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا تھا۔

(۱۹) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۱۷۷، حدیث ۱۷۲۱

قاسم عن ابیه عن عائشة سقطت قلادة لی بالبیداء ونحن داخلون المدینة فاناخ النبیؐ ونزل فثنٰی رأسه فی حجری راقدًا اقبل ابوبکر فلکنزنی لکزة شدیدة وقال حبست الناس فی قلادة فبی الموت لمکان رسول الله وقد اوجعنی ثم ان النبیؐ استیقظ وحضرت الصبح فالتمس الماء فلم یوجد فنزلت یاایها الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلٰوة — فقال اسید ابن حضیر لقد بارك الله الناس فیکم یا آل ابی بکر ما انتم الا برکة لهم

''قاسم اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم داخلِ مدینہ ہونے والے تھے میرا ہار بیداء میں گر گیا۔ سرورِ کونینؐ نے اُونٹ بٹھایا، اُترے اور میری جھولی میں سر رکھ کر سو گئے۔ ابوبکر آیا اور مجھے ایسا مکا رسید کیا کہ میرے لیے موت سے کم نہ تھا لیکن سرورِ کونینؐ کی بدولت میں ہل بھی نہ سکی اور کہا: ایک معمولی سے ہار کے عوض تو نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔ سرورِ کونینؐ بیدار ہوئے، صبح ہوگئی۔ آپؐ نے پانی مانگا لیکن پانی نہ ملا تو اللہ نے آیت تیمّم نازل کی۔ اسید بن حضیر نے کہا:

اے آلِ ابی بکر اللہ نے لوگوں کے لیے تمہاری بدولت برکت رکھی ہے جہاں تم پر ہوان کے لیے برکت ہے"۔

(۱۷) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۱۸، حدیث ۱۸۰۱

عبید اللّٰہ ابن عبداللّٰہ عن عائشۃ حین قال لھا اھل الافك ما قالوا فبراھا اللّٰہ – قال النبیؐ ان کنت بریئۃ فسیبرئك اللّٰہ وان کنت المت بذنب فاستغفری اللّٰہ وتوبی الیہ قلت انی واللّٰہ لا اجد مثلاً الا ابا یوسف فصبر جمیل واللّٰہ المستعان علی ما تصفون وانزل اللّٰہ ان الذین جاؤوا بالافك – العشر الآیات

"عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ کی حدیث افک سے نقل کرتا ہے کہ جب اہلِ افک نے اسے کہا جو کہا۔ پھر اللہ اسے بری قرار دے دیا۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کرے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کرلیا تھا تو معافی مانگ اور توبہ کر۔ میں نے کہا: بخدا میرے پاس یعقوب کی مثال ہے۔ بہترین صبر اور تمہاری گفتار میں اللہ میرا معاون ہے۔ پھر اللہ نے ان الذین جاء و بالافك دس آیات نازل کیں"۔

(۱۸) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۱۸، حدیث ۱۸۰۲

مسروق ابن اجدع من ام رومان وھی ام عائشۃ قال بین انا وعائشۃ اخذتھا الحمٰی فقال النبیؐ لعلی فی حدیث تحدث قالت نعم وقعدت عائشۃ قالت مثلی ومثلکم کیعقوب وبنیہ واللّٰہ المستعان علیٰ ما تصفون

''مسروق اُم المومنین عائشہ کی والدہ اُم رومان سے نقل کرتا ہے کہ عائشہ ہمارے گھر میں تھی، اسے بخار تھا۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: شاید اس تہمت کے رنج سے بخار آیا ہے۔ عائشہ نے کہا: ہاں اور اُٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا: میری اور آپ کی مثال بالکل حضرت یعقوبؑ اور ان کے بیٹے حضرت یوسفؑ کی ہے کہ ان کے بھائیوں نے بہانہ بنایا ہے جسے حضرت یعقوبؑ نے سن کر فرمایا: فصبر جمیل۔

(۱۹) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۶۱، حدیث ۱۸۶۰

عروة عن عائشة والذی تولی کبرہ قالت عبداللہ ابن ابی ابن ابی سلول

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ والذی تولیٰ کبرہ سے مراد عبداللہ ابن ابی ابن سلول ہے''۔

(۲۰) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۶۲، حدیث ۱۸۶۱

عتبة ابن مسعود عن حدیث عائشة حین قال اهل الافك ما قالوا فبراها اللہ مما قالوا ان عائشة زوج النبی قالت کان رسول اللہ اذا اراد ان یخرج اقرع بین ازواجه فایتهن خرج سهمها خرج بها معه قالت عائشة فاقرع بیننا فی غزوة غزاها فخرج سهمی فخرجت مع رسول اللہ بعد ما نزل الحجاب فانا احمل فی هودج وانزل فیه فسرنا حتی اذا فرغ رسول اللہ من غزوته تلك وقفل وذنونا من المدینة قافلین اذن لیلة

بالرحیل فقمت حین اذنوا بالرحیل فمشیّت حتٰی
جاوزت الجیش فلما قضیت شأنی اقبلت الی رحلی
فاذا عقد لی من جزع اظفار قد انقطع فالتمست عقدی
وحبسنی ابتغاء ہ واقبل الرھط الذین کانوا یرحلون لی
فاحتملوا ھودجی فرحلوہ علٰی بعیری الذی کنت رکبت
وھم یحسبون انی فیہ وکان النساء اذ ذاک خفافًا لم
یثقلھن اللحم انما تاکلن العلقۃ من الطعام فلم یستنکر
القوم خفۃ الھودج حین رفعوہ وکنت جاریۃ حدیثۃ
السن فبعثوا لجمل وساروا فوجدت عقدی بعد ما
استمر الجیش فجئت منازلھم ولیس بھا داع ولا
مجیب فامت منزلی الذی کنت بہ وظننت انھم
سیفقدونی فیرجعون الی فبین انا جالسۃ فی منزل
غلبتنی عینی فنمت وکان صفوان ابن المعطل السلمی
ثم الذکوانی من وراء الجیش فارلج فاصبح عند منزلی
فرای سواد انسان نائم فاتانی فعرفنی حین رأنی وکان
یرانی قبل الحجاب فاستیقظت باسترجاعہ حین
عرفنی فخرمت وجھی بجلبابی واللّٰہ ما کلمنی کلمۃ
ولاسمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ حتٰی اناخ الراحلۃ
فوطئی علٰی یدیھا فرکبتھا فانطلق یقود بی الراحلۃ
حتّٰی اتینا الجیش بعد ما نزلوا موغرین فی نحر
الظھیرۃ فھلک من ھلک وکان الذی تولّٰی الافك

عبداللّٰه ابن ابی ابن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت
حين قدمت شهرًا والناس يفيضون في قول اصحاب
الافك لا اشعر بشيء من ذٰلك وهو يريبني في وجهي
اني لا اعرف من رسول اللّٰه اللطف الذي كنت ارى
فيه حين اشتكي انما يدخل علي رسول اللّٰه فيسلم ثم
يقول كيف تيكم ثم ينصرف فذاك الذي يريبني ولا
اشعر حتّٰى خرجت بعد ما نقهت فخرجت ومعي ام
مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وكنا لا نخرج الا
ليلًا الى ليل وذلك قبل ان نتخذ الكنف قريبًا من
بيوتنا وامرنا امر العرب الاول في التبرز قبل الغائط
فكنا نتاذى بالكنف ان نتخذها عند بيوتنا فانطلقت
انا وام مسطح وهي ابنة ابي رهم ابن عبد مناف وامها
بنت صخر ابن عامر خالة ابي بكر وابنها مسطح ابن
اثاثه فاقبلت انا وام مسطح قبل بيتي قد فرغنا من
شاننا عثرت ام مسطح في مرطها فقالت تعس مسطح
فقلت بئس ما قلت أتسبين رجلا شهد بدرًا قالت اى
هنتاه او لم تسمعي ما قال قالت قلت وما قال فاخبرتني
بقول اهل الافك فازدوت مرضًا على مرضي قالت فلما
رجعت الى بيتي ودخل علي رسول اللّٰه ثم قال كيف
تيكم فقلت أتاذن لي ان آتي ابوى قالت وانا حينئذٍ
اريدان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لي رسول

اللّٰہ فجئت ابوی فقلت لامی یا امتاہ ما یتحدث الناس
فقالت یابنیۃ ھو فی علیک فواللّٰہ لقلما کانت امرأۃ قط
وضیئۃ عند رجل یحبھا ولا ضرائر الا کثرن علیھا
ــــــ فقلت سبحان اللّٰہ ولقد تحدث الناس بھذا قالت
فبکیت تلک اللیلۃ حتّٰی اصبحت لا یرقألی دمع ولا
اکتحل بنوم حتّٰی اصبحت ابکی فدعا رسول اللّٰہ علی
ابن ابی طالب واسامۃ ابن زید حین استلبث الوحی
یستامرھا فی فراق اھلہ – قالت فاما اسامۃ ابن زید
فاشار علی رسول اللّٰہ بالذی یعلم من البرأۃ فی اھلہ
وبالذی یعلم لھم من نفسہ من الود – فقال یارسول
اللّٰہ اھلک وما نعلم الا خیرًا وما علی ابن ابی طالب
فقال یارسول اللّٰفہ لم یضیق اللّٰہ علیلہ والنساء سواھا
کثیر وان تسأل الجاریۃ تصدقک قالت فدعا رسول
اللّٰہ البریرۃ فقال ای بریرۃ ــــــ فقالت لا والذی بعثک
بالحق ان رأیت علیھا امرا اغمضہ علیھا اکثر من انھا
جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن عجین اھلھا فتاتی
الداجن فتاکلہ فقام رسول اللّٰہ فاستعذر یومئذ من
عبداللّٰہ ابن ابی ابن سلول فقال رسول اللّٰہ وھو علی
المنبر یامعشر المسلمین من یعذرنی فی رجل قد
بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللّٰہ ما علمت اھلی الا خیرًا
وما کان یدخل علی اھلی الا معی فقام سعد ابن معاذ

عبداللّٰہ ابن ابی ابن سلول فقد منا المدینۃ فاشتکیت
حین قدمت شھرًا والناس یفیضون فی قول اصحاب
الافک لا اشعر بشییءٍ من ذٰلک وھو یریبنی فی وجھی
انی لا اعرف من رسول اللّٰہ اللطف الذی کنت اری
فیہ حین اشتکی انما یدخل علی رسول اللّٰہ فیسلم ثم
یقول کیف تیکم ثم ینصرف فذاک الذی یریبنی ولا
اشعر حتٰی خرجت بعد ما نقھت فخرجت ومعی ام
مسطح قبل المناصع وھو متبرزنا وکنا لا نخرج الا
لیلًا الی لیل وذلک قبل ان نتخذ الکنف قریبًا من
بیوتنا وامرنا امر العرب الاول فی التبرز قبل الغائط
فکنا نتاذی بالکنف ان نتخذھا عند بیوتنا فانطلقت
انا وام مسطح وھی ابنۃ ابی رھم ابن عبد مناف وامھا
بنت صخر ابن عامر خالۃ ابی بکر وابنھا مسطح ابن
اثاثہ فاقبلت انا وام مسطح قبل بیتی قد فرغنا من
شاننا عثرت ام مسطح فی مرطھا فقالت تعس مسطح
فقلت بئس ما قلت أتسبین رجلا شھد بدرًا قالت ای
ھنتاہ او لم تسمعی ما قال قالت قلت وما قال فاخبرتنی
بقول اھل الافک فازدوت مرضًا علی مرضی قالت فلما
رجعت الی بیتی ودخل علی رسول اللّٰہ ثم قال کیف
تیکم فقلت أتاذن لی ان آتی ابوی قالت وانا حینئذٍ
اریدان استیقن الخبر من قبلھما قالت فاذن لی رسول

اللّٰہ فجئت ابوی فقلت لامی یا امتاہ ما یتحدث الناس
فقالت یابنیة ھو فی علیك فواللّٰہ لقلما کانت امرأۃ قط
وضیئة عند رجل یحبھا ولا ضرائر الا کثرن علیھا
ــــ فقلت سبحان اللّٰہ ولقد تحدث الناس بھذا قالت
فبکیت تلك اللیلة حتّٰی اصبحت لا یرقألی دمع ولا
اکتحل بنوم حتّٰی اصبحت ابکی فدعا رسول اللّٰہ علی
ابن ابی طالب واسامة ابن زید حین استلبث الوحی
یستامرھا فی فراق اھلہ – قالت فاما اسامة ابن زید
فاشار علی رسول اللّٰہ بالذی یعلم من البرأۃ فی اھلہ
وبالذی یعلم لھم من نفسہ من الود – فقال یارسول
اللّٰہ اھلك وما نعلم الا خیرًا وما علی ابن ابی طالب
فقال یارسول اللّٰہ لم یضیق اللّٰہ علیك والنساء سواھا
کثیر وان تسأل الجاریة تصدقك قالت فدعا رسول
اللّٰہ البریرۃ فقال ای بریرۃ ــــ فقالت لا والذی بعثك
بالحق ان رأیت علیھا امرا اغمضہ علیھا اکثر من انھا
جاریة حدیثة السن تنام عن عجین اھلھا فتاتی
الداجن فتاکلہ فقام رسول اللّٰہ فاستعذر یومئذ من
عبداللّٰہ ابن ابی ابن سلول فقال رسول اللّٰہ وھو علی
المنبر یامعشر المسلمین من یعذرنی فی رجل قد
بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللّٰہ ما علمت اھلی الا خیرًا
وما کان یدخل علی اھلی الا معی فقام سعد ابن معاذ

الانصاری فقال یارسول اللّٰہ ان اعذرک منہ ان کان
من الاوس ضربت عنقہ وان کان من اخواننا من
الخزرج امرتنا ففعلنا امرک قالت فقام سعد ابن عبادہ
وھو سید الخزرج وکان قبل ذٰلک رجلا صالحًا ولکن
احتملتہ الحمیۃ فقال لسعد کذبت لعمر اللّٰہ لا تقتلہ
ولا تقدر علی قتلہ فقام اسید ابن حضیر وھو ابن عم
سعد فقال لسعد ابن عبادہ کذبت لعمراللّٰہ لنقتلنہ
فانک منافق تجادل عن المنافقین تثاور الحیان الاوس
والخزرج حتٰی ھموا ان یقتتلوا ورسول اللّٰہ قائم علی
المنبر فلم یزل رسول اللّٰہ یخفضھم حتٰی سکتوا
وسکت قالت فمکثت یومی ذلک لا یرقانی دمع ولا
اکتحل بنوم قالت فاصبح ابوای عندی وقد بکیت
لیلتین ویومًا لا اکتحل بنوم ولا یرقای دمع ولا اکتحل
یظنان ان البکاء خالق کبدی قالت فبینماھما جالسان
عندی وانا ابک فاستاذنت علی امرأۃ من الانصار
فاذنت لھا فجلست تبکی معی قالت فبینما نحن علی
ذٰلک مدخل علینا رسول اللّٰفہ ثم جلس قالت ولم
یجلس عندی منذ قیل ما قیل قبلھا وقد لبث شھرًا لا
یوحی الیہ فی شانی قالت فتشھد رسول اللّٰہ حین
جلس ثم قال اما بعد یاعائشۃ فانہ قد بلغنی عنک کذا
وکذا فان کنت برئیۃ فسیبرک اللّٰہ وان کنت الممت

بذنب فاستغفری اللّٰہ وتوبی الیہ فان العبد اذا اعتراف
بذنبہ ثم تاب الی اللّٰہ تاب اللّٰہ علیہ قالت فلما قضی
رسول اللّٰہ مقالتہ قلص دمعی حتٰی ما احس منہا قطرۃ
فقلت لابی اجب رسول اللّٰہ فیما قال - قال واللّٰہ ما
ادری ما اقول لرسول اللّٰہ فقلت لامی اجیبی رسول اللّٰہ
قالت ماادری ما اقول لرسول اللّٰہ قالت فقلت وانا
جاریۃ حدیثۃ السن لا اقرء کثیرًا من القرآن انی واللّٰہ
لقد علمت لقد سمعتم ھذا الحدیث حتٰی استقر فی
انفسکم فصدقتم بہ فان قلت لکم انی برئیۃ واللّٰہ یعلم
انی بریئۃ لا تصدقونی بذلک ولئن اعترفت لکم بامر
واللّٰہ یعلم انی برئیۃ لتصدقنی واللّٰہ ما اجد لکم مثلاً الا
قول ابی یوسف قال فصبر جمیل واللّٰہ المستعان علی
ما تصفون قالت ثم تحولت فاضطجعت علی فراشی
قالت وانا حنیئذٍ اعلم انی برئیۃ وان اللّٰہ مبرئی
ببرأتی ولکن واللّٰہ ما کنت اظن ان اللّٰہ منزل فی شانی
وحیا یتلی ولشانی فی نفسی کان احقر من ان یتکلم
اللّٰہ فی بامریتلی ولکن کنت ارجو ان یری رسول اللّٰہ
فی النوم رؤیا ایبرئنی اللّٰہ بہا قالت فواللّٰہ مادام
رسول اللّٰہ ولا خزج احد من اھل بیت حتٰی انزل علیہ
فاخذہ ما کان یأخذہ من البرحاء حتٰی انہ لینحدر منہ
مثل الجمان من العرق وھو فی یوم شات من ثقل

ہم نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ لیکن علیؑ بن ابی طالب نے کہا:
یارسولؐ اللہ! اللہ نے آپؐ کے لیے عورتوں میں کوئی حد نہیں رکھی
اور اس کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ ویسے آپؐ کنیز سے پوچھ لیں
وہ آپؐ کو مطمئن کردے گی۔ آپؐ نے بریرہ کو بلایا اور اس سے
پوچھا: بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبی مبعوث
کیا میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ نوخیز لڑکی ہے۔ اپنا آٹا
رکھنا بھول جاتی ہے۔

سرورِ کونینؐ اُٹھے، منبر پر آئے اور فرمایا: اے مسلمانو! کوئی ہے جو
مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس نے میری بیوی کے متعلق
مجھے اذیت دی۔ حالانکہ بخدا میں نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں جانتا اور
جس شخص کے متعلق کہا گیا ہے وہ کبھی بھی تنہا میری بیوی کے پاس
نہیں جاتا تھا بلکہ جب بھی گیا میرے ساتھ ہی گیا۔ سعد ابن معاذ
انصاری اُٹھا اور کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کو اس سے نجات
دلاؤں گا اگر اوس سے ہوا تو میں اس کا سر اُڑا دوں گا اور اگر
ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہوا اور آپؐ نے حکم دیا تو ہم بجالائیں
گے۔

سعد ابن عبادہ جو بنی خزرج کا سردار تھا، اُٹھا۔ یہ شخص قبل ازیں
صالح افراد سے تھا۔ لیکن قبائلی تعصب نے اسے مجبور کیا۔ کہنے
لگا: بخدا، تو جھوٹ بک رہا ہے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اسے
قتل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ سعد کا چچازاد اسید بن حضیر اُٹھا اور
اس نے سعد ابن عبادہ سے کہا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ ہم یقیناً اسے

قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقین کی طرفداری کرتا ہے۔

دونوں قبیلے اُٹھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے سے گتھ جانے کا ارادہ کرلیا۔ سرورِ کونینؐ منبر پر کھڑے تھے۔ آپؐ دونوں کو حوصلہ دلاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی خاموش ہو گئے اور سرورِ کونینؐ بھی خاموش ہو گئے۔

بی بی کہتی ہے کہ میں نے یہ سارا دن روتے ہوئے گزارا، نہ آنسو رکے اور نہ نیند آئی۔ میرے والدین بھی میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ دو راتیں اور ایک دن میں رو چکی تھی۔ انھیں یقین ہو گیا کہ یہ گریہ میرے جگر کو کباب کر دے گا۔ والدین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاریہ عورت نے آ کر مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی تو وہ بھی میرے ساتھ آ کر بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ سرورِ کونینؐ تشریف لائے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ قبل ازیں اس واقعہ کے بعد آپؐ کبھی میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک ماہ گزر چکا تھا اور آپؐ پر میرے سلسلہ میں وحی نہیں آئی تھی۔

آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں سننے میں آئی ہے اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کر دے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کرلیا تھا تو معافی مانگ اور بارگاہِ خدا میں توبہ کر کیونکہ جب انسان اقرار گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگتا ہے تو وہ توبہ قبول کرلیتا ہے۔

جب سرورِ کونینؐ بات کر چکے تو میں نے باپ سے کہا: آپ میری

ہم نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ لیکن علیؑ بن ابی طالب نے کہا:
یارسولؐ اللہ! اللہ نے آپؐ کے لیے عورتوں میں کوئی حد نہیں رکھی اور اس کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ ویسے آپؐ کنیز سے پوچھ لیں وہ آپؐ کو مطمئن کر دے گی۔ آپؐ نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا: بریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبی مبعوث کیا میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ نوخیز لڑکی ہے۔ اپنا آٹا رکھنا بھول جاتی ہے۔

سرورِ کونینؐ اُٹھے، منبر پر آئے اور فرمایا: اے مسلمانو! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس نے میری بیوی کے متعلق مجھے اذیت دی۔ حالانکہ بخدا میں نیکی کے سوا کچھ بھی نہیں جانتا اور جس شخص کے متعلق کہا گیا ہے وہ کبھی بھی تنہا میری بیوی کے پاس نہیں جاتا تھا بلکہ جب بھی گیا میرے ساتھ ہی گیا۔ سعد ابن معاذ انصاری اُٹھا اور کہا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کو اس سے نجات دلاؤں گا اگر اوس سے ہوا تو میں اس کا سر اُڑا دوں گا اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہوا اور آپؐ نے حکم دیا تو ہم بجا لائیں گے۔

سعد ابن عبادہ جو بنی خزرج کا سردار تھا، اُٹھا۔ یہ شخص قبل ازیں صالح افراد سے تھا۔ لیکن قبائلی تعصب نے اسے مجبور کیا۔ کہنے لگا: بخدا، تو جھوٹ بک رہا ہے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اسے قتل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ سعد کا چچازاد اسید بن حضیر اُٹھا اور اس نے سعد ابن عبادہ سے کہا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ ہم یقیناً اسے

قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقین کی طرفداری کرتا ہے۔
دونوں قبیلے اُٹھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے سے گتھ جانے کا ارادہ کرلیا۔ سرورِ کونینؐ منبر پر کھڑے تھے۔ آپؐ دونوں کو حوصلہ دلاتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی خاموش ہوگئے اور سرورِ کونینؐ بھی خاموش ہوگئے۔
بی بی کہتی ہے کہ میں نے یہ سارا دن روتے ہوئے گزارا، نہ آنسو رکے اور نہ نیند آئی۔ میرے والدین بھی میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ دوراتیں اور ایک دن میں رو چکی تھی۔ انھیں یقین ہوگیا کہ یہ گریہ میرے جگر کو کباب کردے گا۔ والدین میرے پاس بیٹھے تھے کہ ایک انصاریہ عورت نے آکر مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی تو وہ بھی میرے ساتھ آکر بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ سرورِ کونینؐ تشریف لائے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ قبل ازیں اس واقعہ کے بعد آپؐ کبھی میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک ماہ گزر چکا تھا اور آپؐ پر میرے سلسلہ میں وحی نہیں آئی تھی۔
آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! مجھے تیرے متعلق ایسی ایسی باتیں سننے میں آئی ہے اگر تو بری ہے تو اللہ تجھے بری کردے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارادہ کرلیا تھا تو معافی مانگ اور بارگاہِ خدا میں توبہ کر کیونکہ جب انسان اقرارِ گناہ کر کے اللہ سے معافی مانگتا ہے تو وہ توبہ قبول کرلیتا ہے۔
جب سرورِ کونینؐ بات کر چکے تو میں نے باپ سے کہا: آپ میری

طرف سے سرورِ کونینؐ کو جواب دیں۔ اس نے کہا: بخدا میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ میں کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو میری طرف سے جواب دے۔ میری ماں نے بھی کہا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ میں خود ایک نوخیز لڑکی تھی۔ ابھی تک اتنا قرآن بھی نہیں پڑھا تھا لیکن میں نے کہا:

مجھے یقین ہے کہ آپؐ نے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اور آپؐ کے دل میں گھر کر گئی ہیں۔ آپ کو ان پر یقین آ چکا ہے اگر میں آپؐ سے کہوں کہ میں بری ہوں تو آپؐ میری بات نہیں مانیں گے۔ اور اگر میں اقرارِ گناہ کرلوں جبکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپؐ لوگ میری بات مان لیں گے۔ بخدا مجھے اپنے اور آپ کے لیے یعقوبؑ کی مثال کے سوا کوئی بات نظر نہیں آتی۔ جب اس نے کہا تھا: میری طرف سے صبرِ جمیل ہے اور تمہاری گفتگو میں اللہ میرا معاون و مددگار ہے۔ پھر میں نے منہ دوسری طرف کرلیا اور بستر پر لیٹ گئی۔ مجھے اس وقت یقین تھا کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ میری برأت کرے گا۔ البتہ مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی آئے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے تلاوت کی جاتی رہے گی کیونکہ میں اپنے کو اس بات سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے بارے میں کوئی کلام کرے۔ میرا اندازہ یہ تھا کہ سرورِ کونینؐ کو خواب میں اللہ میری برأت سے آگاہ کردے گا ـــــ

بخدا ابھی تک سرورِ کونینؐ بھی بیٹھے تھے اور گھر والوں سے کوئی بھی باہر نہیں گیا تھا کہ سرورِ کونینؐ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو بوقت

وحی طاری ہوتی تھی اور سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپکتے تھے جب وہ کیفیت دُور ہوئی تو سرورِ کونینؐ مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلا لفظ جو آپؐ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا:

''اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے''۔

میری ماں نے مجھے کہا: جلدی سے سرورِ کونینؐ کی طرف اُٹھ۔ میں نے کہا: نہ تو میں آپؐ کی طرف اُٹھوں گی اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کی تعریف کروں گی۔ اللہ نے ان الذین جاء وبالافك لعصبة منكم لا تحسبوه کی دس آیات نازل کیں۔ جب اللہ نے، میری برأت نازل کر دی تو ابوبکر جو مسطح کی غربت اور قرابت کی بدولت اسے ماہانہ وظیفہ دیا کرتے تھے، نے کہا کہ بخدا عائشہ کے متعلق مسطح کے الزام کے پیشِ نظر اب کبھی مسطح کو ایک کوڑی بھی نہ دوں گا۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی:

'''تم میں سے صاحبِ فضل و کشادگی کو اقرباء، مساکین اور مہاجرین کو راہِ خدا میں دینے سے باز نہیں آنا چاہیے، معاف کر دینا چاہیے اور چشم پوشی سے کام لینا چاہیے کہ اللہ تمہیں بھی معاف کرے، اللہ غفور الرحیم ہے''۔

ابوبکر نے کہا: ہاں میں بخدا چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے چنانچہ مسطح کا ماہانہ وظیفہ پھر شروع کر دیا اور کہا کہ بخدا اب کبھی یہ وظیفہ نہ رُکے گا۔ بی بی کہتی ہے کہ سرورِ کونینؐ میرے بارے میں زینب بنت جحش سے پوچھتے تھے کہ تو نے کیا دیکھا ہے اور کیا

جانتی ہے۔ زینب نے جواب دیا کہ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ میں نے سوائے نیکی کے کچھ نہیں دیکھا حالانکہ ازواجِ نبیؐ میں سے زینب ہی تھی جو مجھے زیادہ پریشان کرتی تھی۔ اللہ نے اسے پرہیزگاری کی بدولت بچالیا البتہ اس کی بہن حمنہ اس سے الجھتی رہتی تھی لہٰذا وہ ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئی۔

۴۰ جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۷۱، حدیث ۱۸۶۷

هشام ابن عروة عن ابيه ان عائشة قالت لما ذكر من شاني الذى ذكرو ما علمت به قام رسول الله في المسجد خطيبا فتشهد فحمد الله واثنى عليه بما هو اهله ثم قال اما بعد اشيروا في اناس ابنوا اهلي وايم الله ما علمت على اهلي من سوءٍ وابنوهم بمن والله ما علمت عليه من سوءٍ قط ولا يدخل بيتي قط الا وانا حاضر ولا غبت في سفر الاغاب معي فقام سعد ابن معاذ فقال ائذن لي يارسول الله ان نضرب اعناقهم وقال رجل من بني الخزرج وكانت ام حسان ابن ثابت من رهط ذٰلك الرجل فقال كذبت اما والله ان لو كانوا من الاوس ما اجبت ان تضرب اعناقهم حتىٰ كا وان يكون بين الاوس والخزرج شر في المسجد وما علمت فلما كان مساء ذٰلك اليوم خرجت لبعض حاجتي ومعي ام مسطح فعثرت وقالت تعس مسطح فقلت اى أُم أتسبين ابنك وسكتت ثم عثرت الثانية فقالت

تعس مسطح فقلت لها تسبين ابنك ثم عثرت الثالثة
فقالت تعس مسطح فانتهرتها فقالت واللّٰه ماء اسبه الا
فيك فقالت فی ای شانی قالت فبقرت الی الحديث
فقلت وقد كان هذا قالت نعم واللّٰه فرجعت الی بيتی
كان الذی خرجت له اجد منه قليلًا والا كثيرًا ووعكت
فقلت لرسول اللّٰه وارسلنی الی بيت ابی فارسل معی
الغلام فدخلت الدار فوجدت اُم رومان فی السفل
وابابكر فوق البيت يقرأ فقالت امی ما جاء بك يابنية
فاخبرتها وذكرت لها الحديث واذا هو لم يبلغ منها
مثل ما بلغ منی فقالت يابنية خفضی عليك الشان فانه
واللّٰه لقلما كانت امراة حسناء عند رجل يحبها لها
ضائر الاحسدن لها وقيل فيها واذهو لم يبلغ ما بلغ منی
قالت وقد علم به ابی قالت ونعم قلت ورسول اللّٰه
قالت نعم ورسول اللّٰه واستعبرت وبكيت فسمع
ابوبكر صوتی وهو فوق البيت يقرأ فنزل فقال لامی ما
شانها قالت بلغها الذی ذكر من شانها ففاضت عيناه
قال اقسمت عليك ای بنيه الا رجعت الی بيتك
فرجعت ولقد جاء رسول اللّٰه بيتی فسال عنی خادمتی
فقالت لا واللّٰه ما علمت عليها عيبا الا انها كانت ترقد
حتٰی يدخل الشاة فتاكل خميرها او عجينها وانتهرها
بعض صحابه فقال اصوقی رسول اللّٰه حتٰی اسقطا لها

به فقالت سبحان الله والله ما علمت عليها الا ما يعلم
الصائغ على تبر الذهب الاخمر وبلغ الامر الى ذلك
الرجل الذى فيل له فقال سبحان الله والله ما كشفت
كنف انثى قط قالت عائشة فقتل شهيدًا فى سبيل
الله قالت واصبح ابو اى عندى فلم يزالا حتى دخل على
رسول الله وقد صلى العصر ثم دخل وقد اكتنفنى ابو
اى عن يمينى وعن شمالى فحمدالله واثنى عليه ثم
قال امابعد ياعائشة ان كنت قارفت سوءً او ظلمت
فتوبى الى الله فان الله يقبل التوبة من عباده قالت
وقد جاء ت امرأة من الانصار وهى جالسته بالباب
فقلت ألا تستحى من هذه البرأة ان تذكر شيئا فوغط
رسول الله فالتفت الى ابى فقلت اجبه قال فماذا اقول
فالتفت الى امى فقلت اجيبيه فقالت اقول ماذا فلما لم
يجيباه تشهدت فحمدت الله واثنيت عليه بما هو اهله
ثم قلت امابعد فوالله لئن قلت لكم انى لم افعل والله
عزوجل يشهد انى لصادقة ما ذلك بنافعى عندكم لقد
تكلمتم به واشربته قلوبكم وان قلت انى فعلت والله
يعلم انى لم افعل لتقولن قد باء ت به على نفسها وانى
والله ما اجدلى ولكم مثلًا والتمست اسم يعقوب فلم
اقدر عليه الا ابا يوسف حين قال فصبر جميل والله
المستعان على ما تصفون وانزل على رسول الله من

ساعته فسكتنا فرفع عنه وانى لا تبين السرور في وجهه وهو يمسح جبينه ويقول ابشرى ياعائشة فقد انزل الله براء تك قالت وكنت اشد ما كنت غضبا فقال لى ابواى قومي اليه فقلت والله لا اقوم اليه ولا احمده ولا احمد كم ولكن احمدالله الذى انزل براء تى لقد سمعتموه في وما انكرتموه ولا غير تموه وكانت عائشة تقول اما زينب بنت جحش فعصمها الله بدينها فلم تقل الا خيرًا واما اختها حمنته فهلكت فيمن هلك وكان الذى يتكلم فيه مسطح حسان ابن ثابت والمنافق عبدالله ابن ابى ابن سلول وهو الذى كان يستوشيه ويجمعه وهو الذى تولى كبره فمنهم هو وحمنته قالت مخلف ابوبكر ان لا ينفع مسطحًا بنافعة ابدًا فانزل الله عزوجل ولا ياتل اولو الفضل منكم الى آخر الايه يعنى ابابكر والسعة ان يوتوا اولى القربٰى والمساكين يعنى مسطحًا الى قوله الا تحبون ان يغفرالله لكم والله غفور رحيم حتٰى قال ابوبكر بلى والله يا ربنا انا احب ان يغفر لنا وعادله بما كان يصنع

''ہشام ابن عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب میرے متعلق کہا گیا جو کچھ کہا گیا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ سرورِ کونینؐ نے میرے متعلق کھڑے ہوکر خطبہ دیا۔ اللہ کی اتنی حمد وثنا کی جتنا کہ وہ اس کا اہل تھا۔ پھر فرمایا: امابعد! مجھے ان لوگوں کے

به فقالت سبحان الله والله ما علمت عليها الا ما يعلم
الصائغ على تبر الذهب الاخمر وبلغ الامر الى ذٰلك
الرجل الذى قيل له فقال سبحان الله والله ما كشفت
كنف انثى قط قالت عائشة فقتل شهيدًا فى سبيل
الله قالت واصبح ابو اى عندى فلم يزالا حتّٰى دخل على
رسول الله وقد صلى العصر ثم دخل وقد اكتنفنى ابو
اى عن يمينى وعن شمالى فحمدالله واثنى عليه ثم
قال امابعد ياعائشة ان كنت قارفت سوءً او ظلمت
فتوبى الى الله فان الله يقبل التوبة من عباده قالت
وقد جاء ت امرأة من الانصار وهى جالسته بالباب
فقلت ألا تستحى من هذه المرأة ان تذكر شيئا فوعظ
رسول الله فالتفت الى ابى فقلت اجبه قال فماذا اقول
فالتفت الى امى فقلت اجيبيه فقالت اقول ماذا فلما لم
يجيباه تشهدت فحمدت الله واثنيت عليه بما هو اهله
ثم قلت امابعد فوالله لئن قلت لكم انى لم افعل والله
عزوجل يشهد انى لصادقة ما ذٰلك بنافعى عندكم لقد
تكلمتم به واشربته قلوبكم وان قلت انى فعلت والله
يعلم انى لم افعل لتقولن قد باء ت به على نفسها وانى
والله ما اجدلى ولكم مثلًا والتمست اسم يعقوب فلم
اقدر عليه الا ابا يوسف حين قال فصبر جميل والله
المستعان على ما تصفون وانزل على رسول الله من

ساعته فسكتنا فرفع عنه وانى لا تبين السرور في وجهه وهو يمسح جبينه ويقول ابشري ياعائشة فقد انزل الله براء تك قالت وكنت اشد ما كنت غضبا فقال لي ابواى قومي اليه فقلت والله لا اقوم اليه ولا احمده ولا احمد كم ولكن احمدالله الذى انزل براء تى لقد سمعتموه في وما انكرتموه ولا غير تموه وكانت عائشة تقول اما زينب بنت جحش فعصمها الله بدينها فلم تقل الا خيرًا واما اختها حمنته فهلكت فيمن هلك وكان الذى يتكلم فيه مسطح حسان ابن ثابت والمنافق عبدالله ابن ابى ابن سلول وهو الذى كان يستوشيه ويجمعه وهو الذى قولي كبره فمنهم هو وحمنته قالت مخلف ابوبكر ان لا ينفع مسطحًا بنافعة ابدًا فانزل الله عزوجل ولا ياتل اولو الفضل منكم الى آخر الايه يعني ابابكر والسعة ان يوتوا اولى القربىٰ والمساكين يعني مسطحًا الى قوله الا تحبون ان يغفرالله لكم والله غفور رحيم حتّى قال ابوبكر بلى والله يا ربنا انا احب ان يغفر لنا وعادله بما كان يصنع

''ہشام ابن عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب میرے متعلق کہا گیا جو کچھ کہا گیا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ سرورِ کونینؐ نے میرے متعلق کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ کی اتنی حمد وثنا کی جتنا کہ وہ اس کا اہل تھا۔ پھر فرمایا: امابعد! مجھے ان لوگوں کے

متعلق مشورہ دو جنھوں نے میری بیوی پر الزام لگایا ہے۔ حالانکہ بخدا میں اپنی بیوی کی کسی برائی کو نہیں جانتا اور پھر ایسے شخص کے متعلق کہا ہے جس کا مجھے کوئی عیب معلوم نہیں ہے۔ صرف اسی وقت میرے گھر آتا تھا۔ جب میں گھر میں ہوتا تھا اور جب کہیں میں سفر میں جاتا تھا تو میرے ساتھ پابہ رکاب ہوتا تھا۔

سعد ابن معاذ اُٹھا اور اس نے کہا: یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیں میں ان کی گردنیں اُڑا دوں۔ بنی خزرج سے ایک شخص اُٹھا۔ حسان ابن ثابت کی ماں اس کے قبیلہ سے تھی۔ اس نے کہا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ اگر یہ لوگ قبیلہ اوس سے ہوتے تو تو ان کی موت گوارا نہ کرتا۔ قریب تھا کہ بنی اوس اور خزرج مسجد ہی میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو جاتے۔ جب اسی دن کی شام ہوئی تو میں اُم مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے باہر نکلی۔ اُم مسطح کو ٹھوکر لگی تو اس نے کہا: اُم مسطح پر لعنت ہو۔ میں نے کہا: اے ماں! کیا اپنے بیٹے کو گالی دے رہی ہو۔ وہ خاموش رہی۔ پھر دوسری مرتبہ اسے ٹھوکر لگی۔ اس نے پھر کہا: مسطح پر لعنت ہو، اب کی بار میں نے اسے جھڑک دیا۔ اس نے جواب دیا: بخدا میں تو صرف تیری خاطر اسے گالی دے رہی ہوں۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ اس نے پورا واقعہ سنایا۔ میں نے کہا: اچھا بات یہاں تک پہنچ گئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! بخدا میں اس گھر میں پلٹی جس گھر سے نکلی تھی۔ میری آنکھوں میں اندھیرا تھا۔ مجھے بخار ہو گیا۔ میں نے سرورِ کونینؐ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے میرے

والدین کے گھر بھیج دے۔ آپ نے ایک غلام میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں گھر میں داخل ہوئی۔ میں نے دیکھا۔ اُم رومان نچلے حصہ میں تھی اور ابوبکر اُوپر والے حصہ میں تلاوت کر رہے تھے۔
میری ماں نے کہا: بیٹی کیسے آنا ہوا؟ میں نے اسے واقعہ سنایا لیکن جو اثر مجھ پر ہوا تھا۔ اس پر اتنا نہ ہوا اور کہنے لگی: بیٹی! ایسی باتیں محسوس نہیں کیا کرتے۔ ہمیشہ جب بھی کوئی سوکنوں والی حسینہ عورت اپنے شوہر کی محبوبہ ہو تو سوکنیں اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کے متعلق باتیں بنائی جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا ابوجان کو بھی معلوم ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔
میں نے کہا: اور سرورِ کونینؐ کو بھی علم ہے۔ اس نے کہا: ہاں اور سرورِ کونینؐ کو بھی معلوم ہے۔ میرے آنسو اُمڈ آئے اور میں رو پڑی۔ ابوبکر نے میری آواز سنی۔ نیچے اُترے اور میری ماں سے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: جو کچھ اس کے متعلق کہا گیا ہے اسے معلوم ہو گیا ہے۔ اس کے آنسو بہنے لگے اور کہا: بیٹی تجھے قسم ہے اپنے گھر چلی جا۔ میں واپس پلٹ آئی۔ سرورِ کونینؐ آئے۔ میرے متعلق میری کنیز سے پوچھا۔ اس نے کہا: بخدا میں اس کے کسی عیب کو نہیں جانتی سوائے اس کے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے، سو جاتی ہے، بکری آ کر اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ آپؐ کے کسی صحابہ نے اسے جھڑکا اور کہا: سچ کہہ سرورِ کونینؐ سے حتیٰ کہ..... اس نے کہا: سبحان اللہ! بخدا میں اس کے متعلق وہی کچھ جانتی ہوں جو زرگر سرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔

جس شخص کا اتہام لگایا گیا تھا جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے کہا: سبحان اللہ! بخدا میں نے آج تک کسی عورت کی پنڈلی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ پھر وہ شہید ہو گیا۔ میرے والدین میرے پاس آ گئے۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھے تھے کہ سرورِ کونینؐ نمازِ عصر پڑھنے کے بعد میرے پاس آئے۔ میرے والدین میرے دائیں اور بائیں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے ذاتِ احدیت کی حمد و ثنا کی اور اما بعد، کہہ کر فرمایا:

"اے عائشہ! اگر تو نے ارتکابِ گناہ یا ظلم کیا ہے تو بارگاہِ خدا میں توبہ کر لے۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے"۔

میں نے کہا: آپؐ کو اس براءت سے شرم نہیں آتی؟

سرورِ کونینؐ نے نصیحت فرمائی۔ میں نے باپ سے کہا: آپ جواب دیں۔ اس نے کہا: میں کیا کہوں؟

پھر میں نے ماں سے کہا تو جواب دے۔ اس نے بھی کہا: بھلا میں کیا کہوں؟ جب ان دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے ذاتِ احدیت کے لائق اس کی حمد و ثنا کی اور کہا: اما بعد!

بخدا اگر تم سے کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور اللہ بھی جانتا ہے کہ میں سچی ہوں تو یہ کہنا مجھے فائدہ نہیں دے گا۔ تمہارے دلوں میں وہ بات راسخ ہو چکی ہے اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو تم کہو گے کہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ہے۔ بخدا مجھے اپنے اور تمہارے لیے صرف ایک مثال نظر آتی ہے اور وہ ہے یوسفؑ کا باپ، میں نے یعقوبؑ

کا نام لینے کی کوشش کی لیکن ابو یوسف سے زیادہ نہ کہہ سکی۔ جب
اس نے کہا تھا: میری طرف سے صبر جمیل ہے اور تمہاری ہر گفتگو
میں اللہ معاون ہے"۔

اسی وقت سرورِ کونینؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپؐ خاموش ہوگئے۔ جب سلسلۂ وحی ختم ہوا۔ آپؐ نے سر اُٹھایا تو مجھے مسرت کے آثار آپؐ کے چہرہ پر نظر آرہے تھے۔ آپؐ نے پیشانی صاف کی اور کہا: بشارت ہو اے عائشہ! اللہ نے تیری براءت نازل کردی ہے۔

لیکن مجھے انتہائی شدت سے غصہ تھا۔ والدین نے کہا: اُٹھ سرورِ کونینؐ کی طرف۔ میں نے کہا: بخدا میں نہ سرورِ کونینؐ کی تعریف کرتی ہوں اور تمہاری میں تو صرف اللہ کی تعریف کروں گی۔ اللہ نے میری براءت نازل کی ہے۔ تم نے تو بات سن کر انکار کیا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کی کوشش کی۔

بی بی کہتی تھی کہ زینب بنت جحش کی اللہ نے اپنے تدین کی بدولت محفوظ رکھا۔ اس نے اچھائی کے سوا کچھ نہیں کہا۔ لیکن اس کی بہن حمنہ وہ دوسرے ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئی۔ زیادہ اُچھالنے والوں میں مسطح ابن اثاثہ، حسان ابن ثابت اور منافق عبداللہ ابن ابی ابن سلول تھے۔

عبداللہ تو خاصی رنگ آمیزی کر کے بیان کرتا تھا اور ھو الذی تولٰی کبرہ فھم سے مراد یہی عبداللہ اور حمنہ بنت جحش ہیں۔ پھر ابو بکر نے قسم کھائی کہ میں مسطح کو ایک پائی کا فائدہ بھی نہیں پہنچاؤں گا۔ اللہ نے پھر آیت نازل کی: ولا یاتل اولو الفضل سے غفور رحیم تک۔ تو ابو بکر نے کہا: ہاں! بارِالٰہا ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے اور جو کچھ مسطح کو دیتا تھا پھر شروع کر دیا۔

(۲۱) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۷۰، حدیث ۱۸۶۶

عن مسروق قال دخل حسان ابن ثابت علی عائشة فشبب وقال

حصان رزان ما تزن بریئة
وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

قال لست کذلك قلت تدعین مثل هذا یدخل علیك وقد انزل اللّٰه والذی تولّٰی کبره منهم فقالت وای عذاب اشد من العمٰی، وقالت وقد کان یرد عن رسول اللّٰه

''مسروق سے مروی ہے کہ حسان ابن ثابت بی بی کے پاس آیا اور یہ شعر پڑھا: ''پاک دامن ہے، سنجیدہ ہے اور پُروقار ہے، ناداری اور کسمپرسی کے باوجود کسی کی غیبت نہیں کرتی''۔

بی بی نے کہا: مگر تو ایسا نہیں ہے۔ مسروق کہتا ہے: میں نے کہا کہ کیا آپ ایسے آدمی کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی ہیں جس کے متعلق ارشادِ قدرت ہے: والذی تولّٰی کبرہ منہم۔

عائشہ نے کہا: اندھے پن سے بڑھ کر کون سا عذاب ہوگا۔

(۲۲) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۰۰، حدیث ۱۴۹

هشام عن ابیه عن عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلکت فارسل رسول اللّٰه ناسا من اصحابه فی طلبها فادرکتهم الصلوٰة فصلوا بغیر وضوءٍ فلما اتوا النبیؐ شکوا ذٰلك الیه فنزلت آیة التیمم فقال اسید ابن حضیر جزاك اللّٰه خیرالجزاء فواللّٰه ما نزل بك امر قط

الا جعل اللّٰه لك منه مخرجًا وجعل للمسلمين فيه بركته

''ہشام اپنے باپ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے اسماء سے ہار مانگا۔ وہ گم ہوگیا۔ سرورِ کونینؐ نے اس کی تلاش میں چند صحابہ بھیجے۔ انہیں بلاوضو نماز پڑھنا پڑی۔ جب واپس آئے تو سرورِ کونینؐ سے شکایت کی۔ خدا نے آیت تیمّم بھیج دی۔ اسید بن حضیر نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ جب بھی تجھ پر کوئی تکلیف آئی تو اللہ نے تیرے لیے نکلنے کا سامان بنا دیا اور دیگر مسلمان کے لیے اسے باعثِ برکت بنا دیا''۔

(۲۳) جلد سوم، کتاب اللباس، ص ۳۳۰، حدیث ۸۲۶

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة قالت هلكت قلادة لاسماء فبعث النبیؐ في طلبها رجالا فحضرت الصلوٰة وليسوا على وضوءٍ ولم يجدوا ماء فصلوا وهم على غير وضوءٍ فذكروا ذٰلك للنبیؐ فانزل اللّٰه آية التيمم، زاد ابن نمير عن هشام عن ابيه عن عائشة استعارت عن اسماء

''ہشام ابن عروہ اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ اسماء کا ہار گم ہوگیا۔ سرورِ کونینؐ نے کچھ صحابہ کو تلاش کی خاطر بھیجا۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ نہ تو انہیں وضو تھا اور نہ ہی پانی مل سکا۔ انہوں نے بلاوضوء نماز پڑھ لی اور سرورِ کونینؐ سے آ کر تذکرہ کیا۔ اللہ نے آیت تیمّم نازل کر دی۔

ابن نمیر نے ہشام کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے جو روایت کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ ہار اسماء سے میں نے مانگا تھا۔

(۲۴) جلد سوم، کتاب الایمان والنذور، ص ۵۷۹، حدیث ۱۵۶۸

عبیداللّٰہ ابن عبداللّٰہ عن عائشة حین قال لھا اھل الافك ما قالوا فبرأھا اللّٰہ وکلٌّ حدثنی طائفة من الحدیث ، فقال النبی فاستعذر من عبداللّٰہ ابن ابی سلول ، فقام اسید ابن حضیر فقال لسعد ابن عبادہ لعمر اللّٰہ لنقتلنه

''عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ کی حدیث نقل کرتا ہے کہ جب اہلِ افک سے آپ نے کہا جو کچھ کہا اور اللہ نے اسے بری قرار دے دیا۔ مجھے حدیث کا صرف ایک جملہ سنایا کہ سرورِ کونینؐ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کی اذیت کا ذکر کیا۔ اسید ابن حضیر کھڑا ہوا اور اس نے سعد ابن عبادہ سے کہا: بخدا ہم ضرور اسے قتل کریں گے''۔

(۲۵) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۳۰، حدیث ۲۳۴

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت عاتبنی ابوبکر وجعل یطعننی بیدہ فی خاصرتی فلا یمنعنی من التحرك الا مکان رسول اللّٰہ ورأسه علی فخذی

''قاسم نے اپنے باپ کے ذریعے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے مجھے سخت سُست کہا اور ہاتھ سے میری کمر کو ٹھونکے مارنے لگے۔ چونکہ سرورِ کونینؐ کا سر میری ران پر تھا اس میں ہل نہ سکتی تھی''۔

(۲۶) جلد سوم، کتاب المحاربین، ص ۶۴۵، حدیث ۱۷۴۰

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت جاء ابوبکر ورسول اللّٰہ

واضع رأسه علی فخذی فقال حبست رسول اللّٰہ والناس لیسوا علی ماء فعاتبنی وجعل یطعن بیده فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرك الا مکان رسول اللّٰہ فانزل اللّٰہ آیة التیمم

''قاسم اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر آئے تو سرورِ کونینؐ نے میری راہ پر سر رکھا ہوا تھا اور کہا: تو نے سرورِ کونینؐ کو روک رکھا ہے اور لوگ پانی پر نہیں ہیں۔ مجھے سخت وست کہا اور ہاتھ سے میری کمر پر ٹھونکے مارنے لگا۔ سرورِ کونینؐ کی بدولت میں ہل تک نہ سکتی تھی پھر اللہ نے آیت تیمّم بھیجی''۔

(۴۷) جلد سوم، کتاب المحاربین، ص ۶۲۵، حدیث ۱۷۴۱

قاسم عن ابیه عن عائشة قالت اقبل ابوبکر فلکزنی لکزة شدیدة وقال حبست الناس فی قلادة فبی الموت لمکان رسول اللّٰہ وقد اوجعنی نحوه

''قاسم اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر آیا اور مجھے انتہائی شدت کے ساتھ مکا رسید کیا اور کہا: ایک ہار کے لیے تو نے تمام لوگوں کو روک رکھا ہے۔ سرورِ کونینؐ کی بدولت میں ہل بھی نہ سکتی تھی اور درد کے مارے میرا برا حال ہو گیا''۔

(۴۸) جلد سوم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث ۲۲۲۴

عبیداللّٰہ عن عائشة حین قال لها اهل الافك قالت دعا

رسول اللّٰه علی ابن ابی طالب واسامة ابن زید حین استلبث الوحی لیسأ لهما وهو لیتثیرهما فی فراق اهله فاما اسامة فاشار بالذی یعلم عن برأة اهله واما علی فقال لم یضیق اللّٰه علیك والنساء سواها کثیر سل الجاریة تصدتك فقال هل رایت من شئی یریبك قالت ما رایت امر اکثر عن انها جاریة حدیثة السن تنام عن عجتین اهلها فتاتی الداجن فتاکله فقام علی المنبر فقال یامعشر المسلمین من یعذرنی عن رجل بلغنی اذاه فی اهلی واللّٰه ما علمت علی اهلی الا خیرًا فذکر براء ة العائشة

"عبید اللہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب اہلِ افک نے کہا: سرورِ کونینؐ نے علی ابن ابی طالبؑ اور اسامہ ابن زید کو اس وقت بلایا جب سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا تھا تا کہ ان سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق مشورہ لے۔ اسامہ نے تو وہی بات کی جو وہ سرورِ کونینؐ کی بیوی کی براءت کے متعلق جانتا تھا۔ لیکن علیؑ نے کہا کہ اللہ نے عورتوں کے سلسلہ میں آپؐ پر کوئی پابندی نہیں لگائی اور اس کے علاوہ بھی دوسری عورتیں ہیں۔ ویسے آپؐ کنیز سے پوچھ لیں وہ آپ کو صحیح بتا سکے گی (آپؐ نے کنیز کو بلایا اور پوچھا) کہ کیا تجھے کوئی مشکوک حرکت نظر آتی ہے؟ اس نے کہا: میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ نوخیز لڑکی ہے، آٹا گوندھ کر محفوظ رکھنا بھول جاتی ہے، بکری کھا جاتی ہے۔

آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اگر گروہِ مسلمانان! کوئی ہے جو مجھے ایسے شخص سے نجات دلائے جس کی اذیت میری بیوی کے معاملہ میں مجھے پہنچی ہے حالانکہ بخدا میں اپنی بیوی میں نیکی کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ پھر اُم المومنین عائشہ کی براءت بیان کی''۔

(۳۹) جلد سوم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۸۴۶، حدیث ۲۲۲۵

عروۃ عن عائشۃ انّ رسول اللّٰہ خطب الناس فحمداللّٰہ واثنی علیہ وقال ما تشیرون علی فی قوم یسبون اھلی ما علمت علیھم من سوءٍ قط

''عروہ عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اس کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ان لوگوں کے متعلق مجھے کیا مشورہ دیتے ہو، جو میرے اہل کو سب کرتے ہیں حالانکہ میں ان کی کسی برائی سے مطلع نہیں''۔

(۴۰) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۵۸۲، حدیث ۱۳۰۸

ابن ابی ملیکۃ عن عائشۃ کانت تقرأ اذ تلوتہ بالسنتکم وتقول الولق الکذب قال ابن ابی ملیکہ وکانت اعلم من غیرھا لانہ نزل فیھا

''ابن ابی ملیکہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین عائشہ یہ آیت یوں پڑھتی تھیں: اذ تلقونہ بالسنتکم کہتی تھیں۔ الوق کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے کہ اُم المومنین عائشہ اس آیت کو دوسروں کی نسبت بہتر جانتی تھی کیونکہ وہ اسی کے متعلق نازل ہوئی تھی''۔

جائزہ

یہ تیس احادیث ہیں جن میں دس احادیث کا تعلق واقعہ ہار سے ہے اور تیرہ احادیث واقعۂ افک سے متعلق ہیں۔

ان دس احادیث کے راوی حسب ذیل ہیں: ① قاسم ابن عروہ ② عروہ ابن زبیر ③ ہشام ابن عروہ۔

- قاسم اور ہشام دونوں اُم المومنین عائشہ کے بھانجے عروہ ابن زبیر کے بیٹے ہیں اور اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں اور عروہ بی بی کا بھانجا ہے جو بی بی کے بہنوئی زبیر سے روایت کرتا ہے۔
- ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے:

سرورِ کونینؐ کسی سفر میں جاتے ہیں۔ اُم المومنین عائشہ بھی آپؐ کے ساتھ ہیں۔ واپسی پر کسی جگہ بی بی کا وہ ہار جو اپنی بہن اسماء سے مانگ کر لے گئی تھی گر جاتا ہے جس کی تلاش میں بعض احادیث کے مطابق سرورِ کونینؐ چند صحابہ کو بھیجتے ہیں جن کے پاس پانی نہ تھا اور نہ ہی انہیں جستجوئے ہار کے دوران پانی میسر آیا۔ چنانچہ انہوں نے بلاوضو نماز پڑھ لی اور واپس آ کر سرورِ کونینؐ سے شکوہ کیا۔ جبکہ بعض احادیث کے مطابق سرورِ کونینؐ بذاتِ خود خیمہ زن ہو گئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہار تلاش کرو جب تک نہیں ملے گا قافلہ نہیں چلے گا۔ دوسرے لوگ ہار تلاش کرنے لگے اور سرورِ کونینؐ خود بی بی عائشہ کی ران پر سر رکھ کر سو گئے۔ نہ تو قافلہ کے پاس پانی تھا اور نہ ہی مقام فرود پر پانی تھا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ صحابہ نے ابوبکر سے شکوہ کیا کہ ذرا اپنی محترمہ بیٹی کی حالت تو دیکھئے کہ ایک ہار کے سبب سارے قافلہ کو روک رکھا ہے، اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پانی ہے نہیں، نماز کیسے پڑھیں گے؟

ابوبکر غصہ میں آئے۔ دیکھا بی بی بیٹھی ہے۔ سرورِ کونینؐ ران پر سر رکھے سو رہے

ہیں۔ ابوبکر نے ایک طرف ہاتھ سے بی بی کی پشت پر مکے رسید کرنے شروع کیے اور دوسری طرف زبان سے کچھ اور کہنا شروع کیا۔ بی بی کے لیے یہ وقت انتہائی دشوار ہوگیا۔ اگر ہلتی ہیں یا کراہتی ہیں تو سرورِ کونینؐ کے جاگ جانے کا خطرہ ہے اور دوسری طرف گھونسے ہیں، برس رہے ہیں، گویا نہ تو شکوہ کرسکتی ہیں اور نہ ہی گھونسے سہہ سکتی ہیں۔

جب بی بی نہ ہلی، نہ کراہی، نہ سرورِ کونینؐ جاگے تو ابوبکر تھک کر واپس چلا گیا یا بیٹھ رہا۔ اس کے متعلق بی بی نے کچھ نہیں بتایا۔ اس طرف سے چشم پوشی کر کے اپنے اصل مقصد پر آ گئی کہ ذاتِ احدیت نے جب میرے مانگے ہوئے ہار کی گمشدگی کی بے چینی، سرورِ کونینؐ کے آرام، میرے حوصلہ اور میرے والد کی سختی کو دیکھا تو فوراً جبریلؑ کو بھیجا کہ جاؤ، بی بی کو تکلیف دینے والوں سے سرورِ کونینؐ کے ذریعے کہہ دو کہ کیا ہوا۔ اگر پانی نہیں ملا اور تم نے بلا وضو نمازیں پڑھ لیں۔ بی بی کو پریشان نہ کرو۔ گمشدگی ہار کی بدولت سرورِ کونینؐ کو روک رکھنے کے لیے طعنے نہ دو۔ ابوبکر کے ذریعے گھونسے نہ مرواؤ۔ آج کے بعد جہاں کہیں بھی تمہیں پانی نہ ملے تو تیمّم سے نماز پڑھ لیا کرو۔

اسید ابن حضیر صحابی اس خوشی میں چہک چہک گئے اور کہا: اے آلِ ابوبکر تمہاری وجہ سے اُمت مسلمہ کو حاصل ہونے والی یہ کوئی پہلی برکت تو نہیں قبل ازیں بھی اُمت مسلمہ آلِ ابوبکر کے احسانات کی ممنون ہے۔

نوٹ: یہ احادیث گو واقعہ افک یا قذف اُم المومنین سے متعلق نہ تھیں لیکن راقم الحروف نے انہیں احادیث افک ہی میں لکھ دیا کیونکہ ان ہر دو قسم کی احادیث میں ایک گونہ مماثلت ہے اور وجہ مماثلت ہے ہار۔

- واقعۂ قذف میں بھی ہار گم ہوا تھا جسے بی بی نے خود تلاش کیا تھا۔
- ان احادیث میں بھی ہار گم ہوا ہے جسے بی بی نے خود تلاش نہیں کیا بلکہ سرورِ کونین کو

بتایا اور آپؐ خود رک گئے یا صحابہ کو تلاش میں بھیجا۔

چند سوالات

امید ہے میری طرح آپ کے ذہن میں بھی چند سوالات کھٹک رہے ہوں گے۔ لہٰذا آیئے اور عظمتِ صحابہ کے واحد اجارہ داروں اور سستی شہرت کے بیماروں سے چند سوالات پوچھتے ہیں:

* یہ سفر کس نوعیت کا تھا؟ تفریحی سفر تھا یا جنگ کا؟
* اگر تفریحی سفر تھا تو سرورِ کونینؐ کی کتابِ حیات میں اس قسم کا کوئی سفر بطور مثال پیش کریں؟
* اگر سفر جنگ تھا تو یہ کون سی جنگ تھی جس سے واپسی پر بی بی سے یہ روح فرسا واقعہ پیش آیا؟
* سفرِ جنگ میں جانے کی خاطر بی بی کو کیا ضرورت تھی مانگ کر ہار پہن کے جانے کی؟
* ایک حدیث میں تو یہ ملتا ہے کہ تلاش بسیار کے باوجود ہار نہ ملا۔ قافلہ نے کوچ کا اعلان کر دیا اور جب چلنے لگے جس اُونٹ پر میں بیٹھی تھی جب اسے اٹھایا گیا ہار اس کے نیچے تھا۔ دیگر احادیث میں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ہار ملا یا نہ ملا؟
* اُونٹ کے نیچے سے ہار برآمد ہونے والی حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ہار اُونٹ کے نیچے پہنچ کیسے گیا؟
* جب لوگوں نے ابوبکر سے شکوہ کیا تو ابوبکر نے ازخود لوگوں کو خاموش کیوں نہ کر دیا؟
* جب ابوبکر داخلِ خیمہ ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ میری بیٹی کمالِ محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے داماد کا سر اپنی ران پر رکھے ہوئے آرام کرنے کا موقع

دے رہی ہے تو ابوبکر اس آرام میں کیوں مخل ہوئے؟

* کیا بوقت ہجرت غارِ ثور میں بالکل یہی کیفیت نہیں تھی کہ سرورِ کونینؐ ابوبکر کے زانو پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے اور سانپ نے کاٹ لیا تو ابوبکر اس خیال سے کہ میرا محبوب نبی جاگ نہ جائے ہلے نہیں تھے؟
* جب غارِ ثور میں سانپ کا کاٹنا گوارا کر لیا تھا اور ہلے نہ تھے آج اپنی بیٹی کی ران پر سر رکھ کر سونے والے اپنے اسی محبوب نبیؐ کے جاگ جانے کا احساس کیوں نہ کیا؟
* بقول بی بی کے جو کچھ ان کے دل میں آیا وہ کہتے رہے۔ آخر آہستہ آہستہ تو نہ کہتے ہوں گے آواز کا والیم بھی اتنا تو ہوگا جو بی بی کو سنائی دیتا ہوگا اور جو آواز بی بی سن لیتی ہے وہ آواز سرورِ کونین کو جگانے کے لیے بھی کافی لہر تھی پھر کیوں نہ خیال کیا؟
* اگر صرف بآواز بلند بی بی ہی کو سخت وسست کہتے رہتے تو بھی شاید اتنا احساس نہ ہوتا بلکہ یہاں تو ایسا نظر آتا ہے کہ ابوبکر سرورِ کونینؐ کو بے آرام کرنے پر تلے ہوئے تھے اور زبان کے ساتھ ہاتھ کو بھی چلانے لگے۔ بی بی کی کمر پر گھونسوں کی بارش کر دی۔ بھلا کمر اور ران میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے جو ٹھوکر کمر پر لگے اس کا اثر ران تک نہ پہنچے گا اور کیا کمر کے ہلنے سے ران نہ ہلی ہوگی؟
* کیا یہ عجیب گورکھ دھندا نہیں کہ ایک وقت میں ایک شخص کو سانپ کاٹ لیتا ہے اور وہ ہلتا تک نہیں اور دوسرے وقت میں صرف پانی کے نہ ہونے نے غصہ میں اتنا بے قابو کر دیا کہ اپنے محبوب کا خیال تک نہ رہا؟
* کیا واقعۂ ہجرت اور گمشدگی ہار میں دونوں باتیں درست ہیں؟
* اگر دونوں درست ہیں تو خدارا ہمیں بھی سمجھا دیا جائے ورنہ ان دو میں سے کسی ایک کو درست بتائیے؟

* کیا ایسا تو نہیں کہ گمشدگی ہار کا واقعہ صرف آیت تیمّم کو اپنی طرف منسوب کرنے کی خاطر تراش لیا گیا ہو؟

(۳۱) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۸۶، حدیث ۱۴۲

عبیداللّٰہ ابن عبدالرحمٰن عن عائشة قالت کان النبیؐ اذا اراد ان یخرج اقرع بین لسائه فایتهن یخرج سهمها خرج بها معه فاقرع بیننا فی غزوة غزاها فخرج سهمی فخرجت مع النبیؐ بعد ما انزل الحجاب

''عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن اُم المومنین عائشہ کی حدیث سے بیان کرتا ہے کہ جب کبھی سرورِ کونینؐ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک جنگ میں آپ نے قرعہ اندازی کی تو میرا نام نکلا۔ چنانچہ میں آپؐ کے ساتھ گئی جبکہ پردہ کا حکم آچکا تھا''۔

قذف یا واقعۂ افک

ا: یہ کل نو احادیث ہیں جن کے راوی حسب ذیل ہیں:

① عبیداللہ ابن عتبہ ② عتبہ ابن مسعود ③ عبیداللہ ابن عبداللہ ④ مسروق ابن اجدع ⑤ عروہ ابن زبیر ⑥ ہشام ابن عروہ ⑦ ابن ابی ملیکہ ⑧ عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن

ب: ان نو احادیث میں سے چار احادیث مفصل ہیں جو حسب ذیل راویوں نے نقل کی ہیں: ① عبداللہ ابن عتبہ ② عتبہ ابن مسعود ③ ہشام ابن عروہ

ج: جلد اول، نمبر ۲۴۷۳ کا راوی عبداللہ ابن عتبہ ہے۔

جلد دوم، نمبر ۱۳۰۵ اور ۱۸۶۱ کا راوی عبداللہ ابن عتبہ ہے۔ اور جلد دوم، نمبر ۱۸۶۷ کا راوی ہشام ابن عروہ ہے۔

د: باقی کی پانچ احادیث مختصر ہیں جن کے راوی حسب ذیل ہیں:

جلد دوم، نمبر ۱۸۰۱ عبیداللہ ابن عبداللہ سے منقول ہے۔

جلد دوم، نمبر ۱۸۰۲ کا راوی مسروق ابن اجدع ہے۔

جلد دوم، نمبر ۱۸۶۰ اور جلد سوم ۲۲۲۵ کا راوی عروہ ابن زبیر ہے۔

جلد دوم، نمبر ۱۸۶۶ مسروق کی نقل شدہ ہے۔

جلد سوم، نمبر ۱۵۶۸ عبیداللہ ابن عبداللہ سے منقول ہے۔

جلد دوم، نمبر ۱۳۰۸ عمر ابن ملیکہ سے منقول ہے۔

مختصر احادیث

بعد مطالعہ ان احادیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ احادیث بذاتِ خود مستقل اہمیت کی حامل نہیں ہیں بلکہ مفصل احادیث ہی کے مختلف ٹکڑے ہیں۔ لہٰذا ان احادیث میں فکر کی بجائے مناسب ہوگا اگر مفصل احادیث میں غور کر لیں۔

مشترکہ نکات

جلد اول ۲۴۷۳، جلد دوم، ۱۳۰۵، جلد دوم، ۱۸۶۱ اور جلد دوم، ۱۵۶۷ میں اُم المومنین عائشہ کے بیان، عبداللہ ابن عتبہ، عتبہ ابن مسعود، ہشام ابن عروہ کی روایت اور امام بخاری کے اعتماد اور اندراج کے مطابق ان احادیث کے متفقہ نکات حسبِ ذیل ہیں:

* سفر پر جاتے ہوئے سرورِ کونینؐ کا ازواج میں قرعہ اندازی کرنا اور جس بیوی کا قرعہ نکلنا اسے ساتھ لے جانا معمول تھا۔
* واقعۂ افک میں اُم المومنین عائشہ کے نام کا قرعہ نکلا اور سرورِ کونینؐ بی بی کو ساتھ لے گئے۔

* واقعۂ افک حکمِ پردہ آ چکنے کے بعد پیش آیا۔
* اُم المومنین عائشہ کو عماری ہی میں اُونٹ پر سوار کر دیا جاتا تھا اور عماری ہی میں اُونٹ سے اُتارا جاتا تھا۔
* واقعۂ افک جس میں جنگ میں پیش آیا اس جنگ کا نام اور انجام معلوم نہیں۔
* واقعۂ افک جنگ سے فراغت کے بعد واپسی پر مدینہ کے قریب پیش آیا۔
* جب قافلہ کو کوچ کا حکم دیا گیا اس وقت بی بی رفعِ حاجت کے لیے روانہ ہوئی۔
* رفعِ حاجت سے واپسی پر بی بی نے ہار سنبھالا جو نہیں تھا اور بی بی نے اسے تلاش کرنا ضروری سمجھا۔
* بی بی کی عماری اٹھانے والوں نے یہ دیکھے بغیر کہ بی بی موجود ہے یا نہیں، عماری اُٹھا کر اُونٹ پر رکھ لی اور اُونٹ اُٹھا کر چل دیئے۔
* اس زمانہ میں کم خوری کی بدولت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔
* بی بی بالکل نوخیز لڑکی تھی۔
* قافلہ جا چکنے کے بعد بی بی کو ہار مل گیا۔
* جب ہار تلاش کر کے بی بی واپس پلٹی تو قافلہ جا چکا تھا۔
* بی بی اپنی قیام گاہ پر آ کر بیٹھی، نیند نے غلبہ کیا اور بی بی سو گئی۔
* صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی نے پردہ سے قبل بی بی کو دیکھا ہوا تھا۔
* صفوان مذکور شامل لشکر نہیں تھا بلکہ لشکر سے پیچھے رہ گیا تھا۔
* صفوان نے کسی سونے والے کو دیکھ کر اُونٹ کا رُخ موڑا اور بی بی کے قریب اُونٹ بٹھایا۔
* اُونٹ بٹھانے کی آواز سے بی بی بیدار ہوگئی۔
* سرورِ کونین کو بی بی کی عدم موجودگی کا علم قافلہ اُتر جانے کے باوجود بھی نہ ہوا۔

- صفوان نے اُونٹ بٹھایا، بی بی سوار ہوگئی۔ قافلہ اُترا ہوا تھا اور صفوان بی بی کو لے کر پہنچ گیا۔
- جب بی بی قافلہ میں پہنچ گئی اور اہلِ لشکر کو علم ہوا تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں اور نتیجہ قذف نکلا۔
- سفر سے واپسی کے فوراً بعد بی بی ایک ماہ تک بیمار رہی۔
- سرورِ کونینؐ نے بی بی کی اس بیماری میں وہ دلچسپی نہ لی جو پہلے ایامِ مرض میں لیا کرتے تھے۔
- بی بی کو اُمِ مسطح کے ذریعہ واقعۂ افک کا پتہ چلا۔
- بی بی نے سرورِ کونینؐ سے والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ سرورِ کونینؐ نے اجازت دے دی اور بی بی میکے چلی گئی۔ مقصد یہ تھا کہ حقیقت کی مزید توضیح معلوم کی جاسکے۔
- بی بی نے والدہ سے واقعہ پوچھا تو اس نے کہا: جس بیوی کی سوکنیں ہوں اسے ایسے واقعات سے دل برداشت نہیں ہونا چاہیے۔
- بی بی نے دو دن ایک رات روتے اور جاگتے ہوئے گزار دی۔
- سرورِ کونین کو بذریعہ وحی اس واقعہ سے متعلق کوئی حکم موصول نہ ہوا۔
- ایک ماہ گزر جانے کے بعد آپؐ نے علی ابن ابی طالبؑ اور اسامہ ابن زید سے مشورہ کیا کہ بیوی کو طلاق دے دوں یا نہ دوں؟
- اسامہ ابن زید نے اپنی معلومات اور ابوبکر سے تعلقات کی بنیاد پر بی بی کی نیکی کی شہادت دی۔
- علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو عورتوں کے سلسلہ میں پابند نہیں کیا اور بی بی کے علاوہ عورتیں دوسری بھی ہیں۔ ویسے آپ بی بی کی کنیز بریرہ سے

حقیقتِ حال دریافت کرلیں۔

- سرورِ کونینؐ نے بریرہ سے پوچھا تو بریرہ نے بھی بی بی کی صفائی پیش کی۔
- اسامہ ابن زید، علی ابن ابی طالبؑ اور بریرہ سے مشورہ اور تفتیش سے فارغ ہوکر سرورِ کونینؐ منبر پر تشریف لائے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ جن لوگوں نے مجھے میری بیوی کے سلسلہ میں اذیت پہنچائی ہے مجھے ان سے نجات دلاؤ کیونکہ مجھے اپنی بیوی کے نیکی کے سوا کوئی بات معلوم نہ ہوسکی۔
- سعد ابن معاذ نے کہا کہ اگر قبیلہ اوس سے ہے تو ہم ابھی گردن اڑاتے ہیں اور اگر بنی خزرج سے ہے تو آپ حکم دیں بجا ہم لائیں گے۔
- سعد بن عبادہ نے سعد ابن معاذ کو جواب دیا کہ اگر بنی خزرج سے ہوا تو تمہیں اسے قتل کی اجازت نہیں دی جائے گی۔
- اسید ابن حضیر نے اُٹھ کر سعد ابن عبادہ کو جھوٹا کہہ کر منافقین کا طرفدار بتایا۔
- بنی اوس وخزرج دوپا ہوگئے تو تکرار شروع ہوگئی اور خطرۂ جنگ رونما ہونے لگا۔
- سرورِ کونینؐ نے دونوں کو ٹھنڈا کیا اور جھگڑا مزید نہ بڑھا۔
- کثرتِ گریہ سے بی بی کو جگر پھٹنے جیسا گمان ہونے لگا۔
- بی بی کے والدین بی بی کے قریب آکر بیٹھ گئے۔
- ایک انصاری عورت بھی بی بی سے اجازت لے کر آئی اور بی بی کے قریب بیٹھ کر بی بی کے غم میں رونے لگی۔
- یہ افراد بیٹھے ہوئے ہیں کہ سرورِ کونینؐ تشریف لائے اور بی بی کے ساتھ بیٹھ گئے حالانکہ اس واقعہ کے بعد اور اس دن سے پہلے آپؐ نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔
- آپؐ بی بی سے فرماتے ہیں کہ میں نے اس طرح سنا ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تجھے بے گناہ بتا دے گا اور اگر تو نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو بارگاہِ خالق میں

اعترافِ جرم کرکے توبہ کرے، اللہ معاف کردے گا۔

* بی بی نے باری باری والدین سے کہا کہ آپ میری طرف سے جواب دیں لیکن دونوں نے انکار کردیا۔
* اس واقعہ تک بی بی نے کوئی اتنا زیادہ قرآن نہیں پڑھا تھا البتہ سورۂ یوسف نازل ہوچکی تھی۔
* بی بی نے خود یوں جواب دیا کہ آپ لوگ یہ واقعہ سن کر اس کی حقیقت ہونے کا یقین کرچکے ہیں لہٰذا میرا اقرارِ جرم آپ کے لیے باعثِ تسکین ہوگا لیکن غلط ہوگا اور انکارِ جرم آپ کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا جو حقیقت کے عین مطابق ہوگا۔
* میں صرف حضرت یوسفؑ کے باپ کا جملہ دہرا سکتی ہوں کہ اچھا صبر سے ہے اور تمہاری باتوں میں اللہ سے مدد کی درخواست ہے۔
* اتنا کہہ کر بی بی نے رُخ موڑ لیا اور بستر پر دراز ہوگئیں۔
* ابھی تک یہی کیفیت تھی کہ سرورِ کونینؐ پر وحی آئی اور آپؐ نے بی بی کو بی بی کی برأت کا مژدہ سنایا۔
* بی بی سے بی بی کی والدہ نے سرورِ کونینؐ کے قدم چھونے کو کہا۔ بی بی نے انکار کردیا۔
* مسطح کو ابوبکر قرابت اور غربت کی بدولت کچھ وظیفہ دیتے تھے جو انہوں نے بند کردیا۔
* ذاتِ احدیت نے بند نہ کرنے کا فرمان بھیجا اور ابوبکر نے دوبارہ شروع کردیا۔
* سرورِ کونینؐ نے دیگر ازواج میں سے صرف زینب بنت جحش سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا۔ اگرچہ زینب بنت جحش کی بی بی سے بنتی نہ تھی لیکن زینبؑ نے بی بی کی برأت کی شہادت دی۔

* اُم المومنین زینب بنت جحش کی بہن حمنہ بنت جحش اصحابِ افک میں تا آخر شامل رہی۔

نگاہِ فکر

مناسب ہوگا اگر ان مشترکہ نکات میں غور کر لیں تا کہ طوالتِ بیان اُکتاہٹ کا سبب نہ بن جائے۔

* بی بی نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر یہ نہیں بتایا کہ جس جنگ سے واپسی پر یہ اندوہناک واقعہ پیش آیا وہ کون سی جنگ تھی اور اس جنگ کا انجام کیا ہوا ـــــــ فتح یا شکست؟
* جب قافلہ کو حکم کوچ مل گیا اور بی بی رفعِ حاجت کے لیے تشریف لے گئی تو بی بی نے سرورِ کونینؐ یا کسی کنیز وغیرہ کو کیوں نہ بتایا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟
* ایک طرف ہار کی تلاش تھی اور دوسری طرف قافلہ کے چلے جانے کا امکان تھا۔ بی بی نے جستجوئے ہار کو ضروری کیوں سمجھا اور اگر اتنا ضروری ہی تھا تو آ کر سرورِ کونینؐ کو اطلاع کیوں نہ دی تا کہ گذشتہ احادیث ہار کی طرح یا قافلہ رُک جاتا اور یا سرورِ کونینؐ دو چار صحابہ کو جستجوئے ہار پر مامور کر دیتے؟
* بی بی کی بیان کردہ توجیہہ کے مطابق عورتیں اتنی ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کہ عماری اٹھانے والوں کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ اگر یہ درست بھی ہو تو پورے راستہ میں سرورِ کونینؐ بھی گویا بی بی کے محمل کے قریب نہیں آئے اور نہ ہی دوسری فرودگاہ پر اُترنے کے بعد سرورِ کونینؐ یا حضرت ابوبکر نے یہ پتہ کیا کہ عماری میں کوئی ہے یا نہیں، حیرت انگیز معاملہ ہے؟
* یہ صفوان ابن معطل کون ہے لشکر سے پیچھے کیوں رہ گیا تھا۔ سرورِ کونینؐ کی اجازت سے تھا یا اپنی مرضی سے؟
* جب سرورِ کونینؐ نے بی بی کی عیادت میں پہلی سی دلچسپی نہ لی تو بی بی نے اس کی

وجہ پوچھنے کی کوشش کیوں نہ کی؟

* والدین کے گھر جا کر بی بی کے وسائل میں کیا اضافہ ہوا؟ کیا ایسی باتوں کی اطلاعات بی بی کے والدین کے ہاں جلدی اور مفصل ملنے کے وسائل زیادہ تھے۔ اگر زیادہ تھے تو کس بنا پر اور اگر زیادہ نہ تھے تو والدین کے گھر جانے کا فائدہ کیا ہوا؟
* بیماری کے ایک ماہ کے دوران بی بی کے والدین نے بی بی کی عیادت نہیں کی۔ اگر کی ہوتی تو بی بی اس کا ذکر ضروری کرتی۔ آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے، نہ باپ آئے اور نہ ہی ماں؟
* بی بی کی والدہ نے واقعۂ افک کا ذمہ دار سوکنوں کو قرار دیا ہے حالانکہ پورے واقعہ میں کسی سوکن کا نام نہیں ملتا۔ اگر اُم المومنین زینب بنت جحشؓ کا نام آیا بھی ہے تو بی بی نے خود لیا ہے اور وہ بھی اپنی صفائی میں۔ پھر یہ کون سی اُمہات المومنین تھیں جن کی مذموم کوششوں نے واقعۂ افک کو جنم دیا۔ نہ تو بی بی نے خود بتایا ہے اور نہ ہی بی بی کی والدہ نے کسی کا نام بتایا ہے، کیا وجہ ہے؟
* سرورِ کونینؐ نے جب اسامہ بن زید اور علیؑ بن ابی طالبؑ کے مشورہ کے لیے بلایا تو اس میں حضرت عمر کو کیوں نہ بلایا۔ اس پورے واقعہ میں حضرت عمر کا کہیں بھی نام نہیں ہے۔ کیا یہ ایسی جنگ تھی جس میں حضرت عمر سرے سے شریک ہی نہ تھے۔ اگر شریک تھے تو اول سے لے کر آخر واقعہ تک حضرت عمر کیوں غائب ہیں، نہ سرورِ کونینؐ مشورہ میں بلاتے ہیں نہ وہ خود حضرت ابوبکر کے پاس آتے ہیں، نہ مسجد میں ان کی آواز ہے نہ اوس وخزرج کی تو تکار میں وہ موجود ہیں۔ نہ بی بی کو تسلی دینے کے لیے آئے ہیں۔ بقول والدۂ بی بی کہ یہ سوکنوں کا کیا دھرا ہے۔ کہیں اُم المومنین حفصہ اور حضرت عمر ہی واقعۂ افک کے تانے بانے میں مرکزی کردار تو ادا نہیں کر رہے؟

* جب سرورِ کونینؐ نے اُمت مسلمہ سے اپیل کی کہ مجھے واقعۂ افک کے بانی افراد سے نجات دلاؤ تو مسلمانوں میں سے کسی نے بھی سرورِ کونینؐ کی اپیل پر کان دھرنے کے بجائے تو تکار کا ماحول کیوں پیدا کرلیا۔ قبائلی عصبیت کی فضا پیدا کر کے واقعۂ افک کے بانی افراد کو چھپانے کی کوشش کیوں کی گئی؟
* اندازہ یہی ہوتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اپیل کرنے کو تو کر بیٹھے لیکن جب دیکھا کہ معاملہ قبائلی عصبیت کا رنگ اختیار کرنے لگا ہے تو آپ کو واقعۂ افک بھول گیا اور دوسرے دردسر کا علاج کرنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہیں خاموش کرا لیا تو دوبارہ اس بات کا نام نہیں لیا۔
* بقول بی بی کے کہ وہ والدین کے گھر میں مصروف گریہ ہیں۔ اسی دوران سرورِ کونینؐ اسامہ ابن زید، علیؑ ابن ابی طالبؑ اور بریرہ سے مشورہ و تفتیش کرتے ہیں۔ پھر مسجد میں خطبہ دیتے ہیں۔ اوس وخزرج کی لڑائی روکتے ہیں۔ یہ واقعات بی بی کو کس نے بتائے ہیں۔ بی بی خود اپنے گھر نہیں ہیں۔ والدین کے گھر ان حالات کی اطلاع کیسے ملتی رہی۔ بی بی نے اطلاع دینے والے کسی مرد یا عورت کا نام نہیں لیا۔
* ذیل کی دو باتیں ایسی ہیں: جن کا آپس میں کوئی جوڑ نظر نہیں آتا:

① اسامہ ابن زید، علیؑ ابن ابی طالبؑ اور بریرہ سے مشورہ اور تفتیش کے بعد سرورِ کونینؐ مسجد میں منبر پر فرماتے ہیں کہ بخدا میں اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھتا اور جس مرد کا کہا گیا ہے وہ کبھی تنہا میرے گھر نہیں گیا۔ گویا سرورِ کونینؐ کو یقین ہے کہ بی بی بے گناہ ہے۔

② جب آپ ابوبکر کے گھر آ کر بی بی کے پاس بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں: ہم نے ایسی ایسی بات سنی ہے اگر تو بے گناہ ہے تو اللہ تجھے بے گناہ ثابت کرے گا اور اگر

تو نے ارتکابِ گناہ کیا ہے تو توبہ کر۔ گویا مسجد میں آپ کو بی بی کی بے گناہی کا یقین تھا لیکن سسرال پہنچنے کے بعد آپ کا یقین متزلزل ہوگیا اور آپؐ شک میں پڑگئے کہ کہیں بی بی نے کیا تو نہیں ـــــ اگر خدانخواستہ (نعوذ باللہ من ذٰلک) بی بی اعترافِ گناہ کرلیتی تو سرورِ کونینؐ کی اس قسم کا کیا بنتا۔ جو آپؐ نے مسجد میں بی بی کی بے گناہی کے سلسلہ میں برسرِ منبر کھائی تھی؟

* اس واقعۂ افک کو نشر ہوئے ایک ماہ سے اُوپر کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن مدینہ میں سے کوئی مہاجر و انصار عورت بی بی کے پاس نہیں آئی۔ جب بی بی سسرال میں دوسرے دن بیٹھی رو رہی ہیں تو ایک انصاری عورت اجازت لے کر آتی ہے اور کوئی بات کیے بغیر بی بی کے ساتھ بیٹھ کر مصروفِ گریہ ہو جاتی ہے۔ شومئی قسمت کہ بی بی نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ یہ انصاری عورت کون ہے؟ کس کی ماں ہے؟ کس کی بہن ہے؟ کس کی بیٹی ہے یا کس کی بیوی ہے؟

* بی بی نے حضرت یعقوبؑ کے بجائے یوسفؑ کا باپ کہا ہے۔ خدا جانے اس کی کیا وجہ ہو؟

* بی بی کے والدین نے سرورِ کونینؐ کے سامنے اپنی بیٹی کی بے گناہی کا نام نہیں لیا۔ بیٹی کی خواہش اور درخواست کے باوجود بھی والدین خاموش ہی رہی ہے۔ خدا معلوم کیا وجہ تھی حالانکہ فطرت اور محبت اولاد کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ خود سرورِ کونینؐ کے سامنے کچھ نہ کچھ کہتے لیکن خاموش ہیں، کیوں؟

* یہ تو مسلمہ ہے کہ جن لوگوں نے واقعۂ افک تراشا وہ مسلمانوں میں شامل کافر تھے جنہیں اصطلاحِ قرآن میں منافق کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی نشاندہی اور اُمتِ مسلمہ کو ان کی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کی خاطر اتنے ناموں کی فہرست ضروری تھی اور واقعۂ افک میں ملوث ایک دو تو نہیں ہوں گے بلکہ پوری جماعت ہوگی۔

یہ بھی یقینی ہے کہ اور کسی کو ان افراد کا علم ہو یا نہ ہو۔ اُم المومنین عائشہ کی زیرکی اور سمجھ بوجھ کو دیکھتے ہوئے یہ باور کیا جا سکتا ہے کی بی بی نے ان کے نام ضرور تلاش کیے ہوں گے اور بی بی کو وہ فہرست معلوم ہوگی۔ بی بی کے علاوہ دوسرے افراد بھی ایسے ہوں گے جنہیں ان اسلام دشمن افراد کا علم ہوگا۔

بنابریں بی بی یا دوسرے مسلمانوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہم قسمت کے ماروں کو کم از کم واقعۂ افک تراشنے والے منافقوں سے تو آگاہ کردیتے اور بتا دیتے کہ سرورِ کونینؐ کے زمانہ میں انہوں نے یہ کیا اور آپ کے بعد ان کی سرگرمیاں یہ تھیں۔ آخر ایسا کس مصلحت کی بناء پر کیا گیا ہے؟

* ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ سرورِ کونینؐ کے بعد واقعۂ افک کے بانی افراد خلافتِ راشدہ سے منسلک رہے یا کہیں اور چلے گئے؟

مختلف نکات

متحدہ اور مشترکہ نکات دیکھنے کے لیے مناسب ہوگا اگر یہ بھی دیکھ لیں کہ ان روایاتِ افک میں اختلافی نکات کہاں کہاں ہیں اور کیا کیا ہیں تا کہ تکرار حدیث کا جھاڑ و نہ پھیرا جا سکے۔

* جلد اول، حدیث ۲۴۷۳ میں صفوان ابن معطل کے اُونٹ بٹھانے کے بعد بی بی سوار ہو جاتی ہے۔ پردے وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جبکہ جلد دوم، نمبر ۱۳۰۵ میں صفوان کے بی بی کو پہچان لینے کے بعد بی بی نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لیتی ہے۔ جلد دوم، نمبر ۱۸۶۱ میں منہ پر نقاب ڈالنے کے علاوہ قسم کے ساتھ یہ فقرہ بھی ہے کہ "بخدا میں نے صفوان کی زبان سے اُونٹ بٹھانے کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری بات نہ سنی اور نہ ہی صفوان نے مجھ سے کوئی بات کی"۔

* جلد اول، حدیث ۲۴۷۳ میں واقعۂ افک کا بانی عبداللہ ابن ابی ابن سلول اور مسطح

ابن اثاثہ صرف یہی دو بتائے گئے ہیں جبکہ جلد دوم، نمبر ۱۳۰۵ میں ان کے ساتھ حسان ابن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

* جلد اول، نمبر ۲۴۷۳ میں صرف اُم مسطح بتایا گیا ہے جبکہ جلد دوم، نمبر ۱۳۰۵ میں اُم مسطح اور مسطح دونوں کا شجرۂ نسب بھی بتایا گیا ہے جو یوں ہے: اُم مسطح کا باپ عبدالمطلب کا بیٹا ابورہم تھا۔ گویا اُم مسطح سرورِ کونینؐ کی چچازاد تھی اور اُم مسطح کی ماں صخرا ابن عامر کی بیٹی اور ابوبکر کی خالہ تھی گویا اُم مسطح ابوبکر کی خالہ زاد بہن تھی۔

* حدیث نمبر ۱۳۰۵ میں مسطح کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد ابن عبدالمطلب۔

* حدیث نمبر ۲۴۷۳ میں بی بی نے بتایا ہے کہ جب سے واقعۂ افک ہوا۔ اس کے بعد سرورِ کونینؐ پر سلسلۂ وحی قطعی طور پر بند ہوگیا جبکہ دیگر احادیث میں بی بی نے وضاحت کردی ہے کہ سلسلۂ وحی میرے معاملہ میں بند ہوا تھا۔ ویسے احکامِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہا۔

* جلد دوم، نمبر ۱۸۶۷ میں اُم مسطح کو تین مرتبہ ٹھوکر لگی اور ہر مرتبہ اُم مسطح نے مسطح پر لعنت ہو۔ کہا اور بی بی نے مرتبہ ٹوکا لیکن دیگر احادیث میں صرف ایک مرتبہ ٹھوکر لگنے کا ذکر ہے۔

* جلد دوم، نمبر ۱۸۶۷ میں دیگر احادیث کی نسبت ایک اور بات جو مختلف ہے، وہ یہ ہے: دیگر احادیث میں بی بی میکے آگئیں اور ماں سے واقعہ کے متعلق گفتگو کی لیکن مذکورہ حدیث میں بی بی پوری تفصیل بتاتی ہے کہ ابوبکر اُوپر والے مکان میں مصروفِ تلاوت تھے جبکہ بی بی نے ماں سے گفتگو کی اور رونے لگیں تو ابوبکر نے گریہ کی آواز سنی، نیچے اُترا اور پوچھا کیا بات ہے؟ بی بی کی ماں نے بتایا تو ابوبکر بھی رو پڑے اور کہا کہ واپس چلی جاؤ۔

* دیگر احادیث میں سرورِ کونینؐ نے بی بی کی کنیز بریرہ سے بی بی کے والدین کے گھر تفتیش کی اور آپ تنہا تھے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں سرورِ کونینؐ نے بی بی کی کنیز سے اپنے ہی گھر میں پوچھا اور آپ تنہا نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ اصحاب بھی تھے اور کسی صحابی نے بی بی کی کنیز پر رعب بھی جھاڑا کہ سچ سچ بتا کیا بات تھی؟

کاش بی بی اس رعب جھاڑنے والے صحابی کا نام ہی بتا دیتیں۔ ویسے صاحبانِ عقل اور تاریخ دان حضرات تو جان ہی لیں گے کہ سرورِ کونینؐ کی موجودگی میں ایسی عادتیں کون کرتا تھا اور یہ بے باکانہ جسارت کس میں تھی؟ یہ تو واضح ہے کہ یہ واقعہ حکمِ پردہ کے بعد نازل ہوا۔ اس سے ہر صحابی تو آ نہیں سکتا تھا صرف وہی صحابہ ہی آتے ہوں گے جن کا رشتہ ہوگا۔ اگر بی بی بزبان خود اس کا نام بتا دیتیں تو ذرا اچھا ہوتا۔

* دیگر احادیث میں بی بی کے والدین اپنے ہی گھر میں بی بی کے پاس بیٹھتے تھے جبکہ زیرِ نظر حدیث میں بی بی کے والدین بھی سرورِ کونینؐ ہی کے گھر بی بی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوتے ہیں۔
* دیگر احادیث میں بی بی نے صرف اتنا بتانے پر اکتفا کی کہ جب برأت آ گئی تو میری ماں نے کہا کہ اُٹھ سرورِ کونینؐ کی طرف تو بی بی نے انکار کر دیا لیکن اس حدیث میں بی بی نے وجہ بھی بتا دی کہ میں غصہ میں بھری ہوئی تھی اس لیے انکار کر دیا۔
* دیگر احادیث میں صرف ماں کا بتایا ہے کہ ماں نے کہا۔ لیکن اس حدیث میں کہنے والی اکیلی ماں نہیں بلکہ والدین یعنی ماں اور باپ دونوں ہیں۔
* اس حدیث میں حسان ابن ثابت کو بھی اصحابِ افک سے شمار کیا گیا ہے۔

فیصلہ

اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کہ قذف عائشہ کا قائل کون ہے۔ راقم

الحروف نے بخاری شریف سے تمام وہ احادیث جمع کردی ہیں جن کا اس واقعہ سے تعلق تھا۔ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور حدیث نمبر بھی ساتھ دیا ہے۔ اگر کوئی حوالہ غلط نکلے تو راقم الحروف ہر تعزیر کے لیے تیار ہے۔

اب ذرا اتنی تفصیل تو درکنار اس تفصیل کا عشرِ عشیر بھی اگر شیعہ لٹریچر میں مل جائے تو بھی شیعہ مستحق سزا ہوں گے۔ ویسے مقامِ افسوس ہے کہ ان راویوں کو یہ احادیث نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ان کے بغیر بی بی کی زندگی نامکمل تھی؟ اگر راویوں نے نقل کر بھی دی تھیں تو امام بخاری کو اپنی صحیح میں درج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگرچہ یہ احادیث صحیح بخاری میں درج ہیں۔ اس کے راوی امام بخاری کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ہیں۔ تمام احادیث بی بی کی اپنی بیان کردہ ہیں۔ ان میں سے کوئی حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ درست بلکہ ناموسِ سرورِ کونین کو داغدار کرنے کی مکروہ سازش ہے جس میں تمام وہ افراد شریک ہیں جن کے قلم اور زبان نے ان احادیث کو نشر کیا ہے۔

اگر یہ اصرار کیا جائے کہ یہ احادیث غلط نہیں ہیں اور درست ہیں۔ ان احادیث سے بی بی کی برأت ثابت ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ:

ایسی برأت کا کیا فائدہ جو داغ دار کرنے کے بعد حاصل ہو۔ سفید کپڑا داغ لگ جانے کے بعد کتنا ہی دھویا جائے اس میں پہلے کی سی چمک نہیں آتی۔

اگر اسی برأت کو پیمانہ بنا کر آیۂ تطہیر کا ہار بی بی کے گلے میں فٹ کیا جائے تو یہ احمقانہ دوستی ہوگی اور اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ جنگِ جمل میں لاتبرجن بترج الجاھلیۃ الاولی کی کھلی مخالفت اور نظامِ مصطفیٰ بزبان زوجہ باصفا جلد اوّل میں سنہری فیصلہ کے زیرِ عنوان بی بی کی وصیت کہ مجھے روضۂ رسولؐ میں دفن نہ کیا جائے نفی تطہیر کی واضح اور غیر مبہم دلیلیں ہیں۔

کیا ہی اچھا ہوتا اگر ان احادیث کو سرے سے درج ہی نہ کیا جاتا۔

بخاری شریف سے اتنی مفصل احادیث جو خود بی بی ہی کی نقل کردہ ہیں پڑھ لینے کے بعد شیعوں کو موردِ الزام ٹھہرانا اور یہ کہنا کہ شیعہ قذف عائشہ کے قائل نہیں، کیا یہ دھاندلی اور غنڈہ گردی نہیں۔

میرے دوستو! شیعہ مسلمہ معتقدات سے ہے کہ زوجۂ نبی منافقہ ہوسکتی ہے، کافرہ ہوسکتی ہے لیکن بدکردار نہیں ہوسکتی۔ اللہ ناموس انبیاءؑ کا محافظ ہوتا ہے۔ اگر اس پر بھی اعتبار نہ آئے تو آیئے ہماری آواز میں آواز ملایئے۔ ہم شیعہ بیک زبان اُم المومنین عائشہ پر بدکاری کی تہمت لگانے والوں پر لعنت کرتے ہیں۔ جو بھی تھے ان پر لعنت۔ آپ بھی کہہ دیجیے۔ قذفِ عائشہ کرنے والوں پر لعنت۔

سرورِ کونینؐ اور دخترِ نبیؐ

کل چار احادیث ہیں

* جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۵۹، راوی عروہ
* جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۸۲۷، راوی مسروق
* جلد سوم، کتاب الاستیذان، حدیث ۱۲۱۳ "
* جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۹۱۰، راوی عروہ

(۳۲) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۶، حدیث ۱۵۵۹

عروہ عن عائشۃ قالت دعا النبیؐ فاطمۃ فی شکواہ الذی قبض فیہ فسارھا بشیئٍ فبکت ثم دعاھا فسارھا بشیئٍ فضحکت فسالنا عن ذٰلک فقالت سارنی النبیؐ انہ یقبض فی وجعہ الذی توفی فیہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھلہ یتبعہ فضحکت

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی دختر جنابِ فاطمہؑ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی جس پر آپ رو پڑیں۔ پھر بلایا اور سرگوشی کی جس سے آپ ہنسنے لگیں۔ ہمارے پوچھنے پر دخترِ نبیؐ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ سرورِ کونینؐ نے مجھے بتایا کہ میں اسی بیماری میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میں نے رو دیا۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے بتایا کہ میرے اہلِ بیتؑ

میں تو سب سے پہلے مجھ سے آ ملے گی تو میں ہنس دی"۔

۳۳ جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۶۸، حدیث ۸۲۷

مسروق عن عائشة قالت اقبلت فاطمة تمشي كان مشيتها مشي النبيؐ قال النبيؐ مرحبًا بابنتي فاجلسها عن يمينه او عن شماله ثم اسر اليها حديثًا فبكيت فقلت لها لم تبكين ثم اسر اليها حديثا فضحكت فقلت ما رأيت كاليوم فرحًا اقرب عن حزن فسالتها عما قال فقالت ما كنت لافشي سر رسول الله حتٰى قبض النبيؐ فسالتها فقالت اسر الي ان جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين ولا اراه الاحضر اجلي وانك اول اهلبيتي لحاقًا بي فبكيت فقال اما ترضيين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة او نساء العالمين فضحكت لذلك

"مسروق اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ دخترِ نبی فاطمہؑ آئی بالکل سرورِ کونینؐ کی طرح چل رہی تھی۔ سرورِ کونینؐ نے کہا: خوش آمدید بیٹی۔ پھر اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا اور سرگوشی کی جس پر آپ رونے لگیں۔ میں نے کہا: کیوں رو رہی ہو؟ آپؐ نے پھر سرگوشی کی تو ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا: غم کے بعد خوشی اتنی جلدی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات تھی تو کہنے لگیں کہ میں رازِ نبیؐ کو ظاہر نہیں کروں گی۔ سرورِ کونینؐ کے بعد میں نے پوچھا تو بتایا کہ پہلی مرتبہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جبریلؑ ہر

سال ایک مرتبہ قرآن لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ قرآن لایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت آ پہنچا ہے اور تو میرے اہلِ بیتؑ میں سے سب سے پہلے مجھے آ ملے گی۔ میں رو پڑی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو اہلِ جنت یا کائنات کی عورتوں کی سردار ہو تو میں مسکرا دی''۔

(۳۴) جلد سوم، کتاب الاستیذان، ص ۴، حدیث ۱۲۱۴

عن مسروق حدثتني عائشة قالت انا كنا ازواج النبیؐ عنده جميعًا لم تغادر منا واحدة فاقبلت فاطمة عليها السلام تمشي لا والله ما تحقى مشيتها من مشيته رسول الله فلما راها رحب قال مرحبًا بابنتي ثم اجلسها عن يمينه او عن شماله ثم سارها فبكت بكاء شديداً فلما رای حزنها سارها الثانية اذا هي تضحك فقلت لها انا من بين نسائه— خصك رسول الله بالسر من بيننا ثم انت تبكين فلما قام رسول الله سالتها عما سالك قالت ما كنت لافشي على رسول الله سره فلما توفي قلت لها عزمت عليك بما لي عليك من الحق لما اخبرتني قالت اما الآن فنعم – فاخبرتني قالت اماحين سارني في الامر الاول فانه اخبرني انه جبريل كان يعارضه بالقرآن كل سنة مرة وانه قد عارضني به العام مرتين ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی الله واصبری فاني نعم السلف انا لك قالت فبكيت بكائی

الذی رأیت فلما رأی جزعی سارنی الثانیة قال یافاطمة الا ترضین ان تکونی سیدة نساء المومنین او سیدة نساء هذه الامة

''مسروق اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونینؐ کی تمام ازواج آپ کے پاس موجود تھیں، کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی کہ فاطمہؑ بنت رسولؐ آئی بخدا اس کی رفتار رفتارِ رسولؐ سے ذرہ بھر مختلف نہ تھی۔ آپؐ نے فرمایا: خوش آمدید بیٹی اور اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔ پھر آپؐ نے جنابِ فاطمہؑ سے سرگوشی کی جس پر آپ دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے دوسری مرتبہ سرگوشی کی جس سے فاطمہ مسکرا دی۔ تمام ازواج میں سے صرف میں نے کہا کہ سرورِ کونینؐ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ کو اپنے راز کے لیے مخصوص کیا اور آپ روتی ہیں۔ جب سرورِ کونینؐ باہر چلے گئے تو میں نے دخترِ رسولؐ سے وہ بات پوچھی جس پر اس نے کہا: میں رازِ رسول کو ظاہر نہیں کروں گی۔ سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد میں نے کہا: تجھے میرے حق کا واسطہ وہ بات بتا دیں۔ آپ نے کہا: اب کوئی ہرج نہیں۔ پھر فرمایا کہ پہلی مرتبہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ جبریل ہر سال قرآن ایک مرتبہ لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ لایا ہے۔ گویا میرا وقت قریب ہے۔ صبر کیے رہنا میں تیرا بہترین پیش خیمہ ہوں۔ جس پر میں رو دی۔ جب آپؐ نے مجھے روتے دیکھا تو دوسری مرتبہ فرمایا: کیا تجھے منظور نہیں کہ تو نسائے مومنین یا نسائے اُمت کی سردار ہو''۔

(۳۵) جلد دوم، کتاب الانبیا، ص ۴۰۸، حدیث ۹۱۰

عروة عن عائشة قالت دعا النبیؐ فاطمة ابنته فی شکواه الذی قبض فیها فسارها بشیئ فبکت ثم دعاها فسارها فضحکت قالت سالتها عن ذلک فقالت سارنی النبیؐ فاخبرنی انه یقبض فی وجعه الذی توفی فیه فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اهلبیته اتبعه فضحکت

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کو بلایا اور اس سے سرگوشی کی تو وہ رونے لگی۔ پھر دوسری مرتبہ بلایا اور سرگوشی کی تو مسکرانے لگی۔ میں نے پوچھا تو جنابِ فاطمہؑ نے بتایا کہ پہلی مرتبہ سرگوشی میں آپؐ نے بتایا کہ میں اسی بیماری میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ جس پر میں رونے لگی اور دوسری مرتبہ بلا کر فرمایا کہ میرے اہلِ بیتؑ میں تو سب سے پہلے مجھے آملے گی تو میں مسکرا دی''۔

جائزہ

- جلد دوم، نمبر ۹۱۰ اور جلد دوم، نمبر ۱۵۵۹ کا راوی عروہ ابن زبیر بی بی کا بھانجا ہے۔
- جلد دوم، نمبر ۸۲۷ اور جلد سوم، ۱۲۱۴ کا راوی مسروق ہے۔
- عروہ کی دونوں احادیث میں سرورِ کونینؐ آخری مرض میں اپنی دختر جناب فاطمہؑ کو اُم المومنین عائشہ کی موجدگی میں دو مرتبہ بلاتے ہیں اور بی بی کی موجودگی کے باوجود جنابِ فاطمہؑ سے دو مرتبہ سرگوشی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جنابِ فاطمہؑ رو دیتی ہیں اور دوسری مرتبہ مسکرا دیتی ہیں۔ اُم المومنین وفاتِ رسولؐ کے بعد دخترِ نبیؐ سے وہ بات پوچھتی ہیں اور دخترِ رسولؐ بتاتی ہیں کہ پہلی مرتبہ سرورِ کونینؐ نے مجھے

بتایا کہ یہ میرا اس دنیا میں آخری مرض ہے اور اسی مرض میں مَیں رخصت ہو جاؤں گا۔ اس خبر نے مجھے رُلا دیا۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے بتایا کہ میرے اہلِ بیتؑ میں سے تو سب سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو کر میرے پاس آئے گی۔ اس بات نے مجھے ہنسا دیا۔

* مسروق کی جلد دوم، نمبر ۸۲۷ میں دخترِ رسولؐ کو بلایا نہیں گیا بلکہ جنابِ فاطمہؑ خود آئی اور اس وقت سرورِ کونینؐ کے پاس صرف اُم المومنین عائشہ موجود تھی۔ جبکہ جلد سوم، نمبر ۱۲۱۴ میں دخترِ نبیؐ جنابِ فاطمہؑ آئی تو خود لیکن سرورِ کونینؐ کے پاس تنہا بی بی عائشہ نہیں تھیں بلکہ تمام ازواجِ نبیؐ تشریف فرما تھیں۔

دونوں احادیث کے مطابق دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہؑ کا اندازِ رفتار رفتارِ سرورِ کونینؐ سے مختلف نہ تھا۔

* مسروق کی دونوں احادیث میں سرورِ کونینؐ اپنی دختر جنابِ فاطمہؑ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اپنے دائیں یا بائیں بٹھا کر اسی وقت دو مرتبہ سرگوشی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ دخترِ نبی جنابِ فاطمہ رُو دیتی ہے اور دوسری مرتبہ مسکرا دیتی ہے۔

* جلد دوم، نمبر ۸۲۷ میں دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہؑ کے رونے اور مسکرانے پر اُم المومنین یوں تبصرہ فرماتی ہیں: ''میں نے غم کے بعد اتنی جلدی مسرت کا اظہار آج کے سوا کبھی نہیں دیکھا''۔

جبکہ جلد سوم، نمبر ۱۲۱۴ میں دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہؑ کے رونے پر اُم المومنین کہتی ہے کہ اپنی ازواج کے ہوتے ہوئے اور ان کی موجودگی میں سرورِ کونینؐ نے آپ کو ہمراز بنایا ہے اور آپ روتی ہیں۔

* مسروق کی دونوں احادیث اُم المومنین عائشہ دخترِ رسول جنابِ فاطمہؑ سے وہ بات پوچھتی ہے جو سرورِ کونینؐ نے بتائی ہے تو دخترِ رسولؐ یہ جواب دیتی ہے: ''میں سرورِ

کونینؐ کے راز کو ظاہر نہیں کرتی"۔

* سرورِ کونینؐ کی وفات کے بعد اُم المومنین عائشہ نے اپنے حق کا واسطہ دے کر وہ بات پوچھتی ہیں تو دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہؑ نے فرمایا کہ اب چونکہ وہ راز نہیں رہا اس لیے بتائے دیتی ہوں۔

* مسروق کی دونوں احادیث کے مطابق سرگوشی میں کی جانے والی پہلی بات جس پر دخترِ رسولؐ جنابِ فاطمہ نے رو دیا تھا۔ وہ متفقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"میں اپنے اسی مرض میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا کیونکہ قبل ازیں جبریلؑ سال میں ایک مرتبہ قرآن لاتا تھا اور اس سال دو مرتبہ قرآن لایا ہے ——— اور میرے اہلِ بیت میں سے تو سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملے گی۔ یعنی اس دنیا سے تو بہت جلد رخصت ہونے والی ہے"۔

لیکن جس بات پر دخترِ رسولؐ مسکراتی ہیں وہ مسروق کی دونوں احادیث میں مختلف ہے۔ جلد دوم، نمبر ۸۲۷ میں:

اما ترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة او نساء العالمين

"کیا تجھے یہ منظور نہیں کہ تو نسائے اہلِ جنت یا نسائے عالمین کی سردار ہو"۔

جلد سوم، نمبر ۱۲۱۴:

ألا ترضين ان تكوني سيدة نساء المومنين او سيدة نساء ندہ الامة

"کیا تجھے یہ منظور نہیں کہ تو نسائے مومنین یا اس اُمت کی تمام عورتوں کی سردار ہو"۔

اُم المومنین کی غیر مبہم شہادت

ان چار احادیث میں غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ:

ا: دختر رسولؐ جناب اُم الحسنین فاطمہؑ ہی ہمراز سرورِ کونینؐ ہیں۔

ب: دختر رسولؐ جنابِ فاطمہؑ ہی سرورِ کونینؐ کی رفتار میں آپؐ کی شبیہ تھیں۔

ج: تمام ازواج کی موجودگی کے باوجود سرورِ کونینؐ نے راز کی بات صرف جدۂ سادات جنابِ فاطمہؑ سے کی۔

د: دختر رسولؐ جنابِ فاطمہ امینہ اسرارِ نبوت تھیں۔

ہ: سرورِ کونینؐ عالم الغیب تھے۔ بقول اُم المومنین سرورِ کونینؐ نے دو پیش گوئیاں کیں۔

① میری زندگی کا آخری مرض ہے اور اسی مرض میں رخصت ہو جاؤں گا۔

② میرے اہلِ بیتؑ میں سے میری فاطمہ بیٹی سب سے پہلے مجھ سے آکر......

یہ خیال رہے کہ سرورِ کونینؐ فرما رہے ہیں کہ مجھ سے آکر ملے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس دنیا سے رخصت ہوگی۔

اگر یہ احادیث درست ہیں اور یقیناً درست ہیں تو سرورِ کونینؐ کا مقام جنت ہی ہوگا اور آپؐ سے آپ کی بیٹی جنت ہی میں جا ملی ہوں گی۔

جب دختر رسولؐ جنت میں سرورِ کونینؐ سے جا ملی ہوں گی تو انہوں نے ضرور پوچھا ہوگا کہ میرے بعد کیسے گزری؟

دختر رسولؐ نے جنازہ سے لے کر گریہ سے منع تک تمام واقعات ایک ایک کر کے سنائے ہوں گے اور بتایا ہوگا کہ:

ا: کس طرح آپؐ کے ترکہ پر قبضہ کر کے مجھے محروم کیا گیا؟

ب: کس طرح مجھے میراثِ انبیاءؑ کی احادیث سنائی گئیں اور کس طرح حکمِ

قرآن کی مخالفت کی گئی؟

ج: کس طرح میرے دروازے کو آگ لگانے کی دھمکیاں دی گئیں؟

د: کس طرح آپؐ کے حامی و ناصر اور بابِ مدینۃ العلم کو بیعت کے لیے مجبور کیا گیا۔

ہ: کس طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کی کھچڑی پکائی گئی؟

ز: دخترِ رسولؐ نے یہ بھی پوچھا ہوگا کہ: ابا جان! اگر انبیاءؑ کا متروکہ مال ان کے وارثوں کو نہیں ملتا اور انبیاءؑ کے وارث محروم المیراث ہوتے ہیں تو کم از کم مجھے اس آخری وقت ہی میں بتا دیتے کہ بیٹی خیال رکھنا میرے بعد میری جائیداد کی تو وارث نہیں ہوگی۔

آپؐ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ یہ بھی بتا دیا تھا کہ تو اہلِ بیتؑ میں سے سب سے پہلے میرے پاس آئے گی لیکن یہ تو نہیں بتایا تھا کہ تو میری وارث بھی نہیں ہوگی۔

کاش بابا جان! خاتم الانبیاءؑ ہوتے ہوئے آپؐ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ سرگوشی کر کے دوسری باتیں بتا دیں اور وہ بات جس سے میری زندگی وابستہ تھی، نہ بتائی۔

بابا جان! اگر آپؐ مجھے بتا دیتے تو نہ میں جائیداد کا سوال لے کر جاتی اور نہ مجھے آپؐ کے منبر کے روبرو بھرے دربار میں بے علم کہا جاتا۔

اعلان عام

''حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تاریخِ اسلام میں کوئی ایسا نبی پیش کیا جائے جس کے ترکہ سے اس کی اولاد محروم رہی ہو''۔

طالبِ حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں: ① اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے۔ ② رسولؐ اللہ کی کتاب وہ بخاری ہے۔ (عقیلی)

دارِ فانی سے رخصت

کُل سولہ احادیث ہیں:

- ❊ جلد دوم، کتابِ التفسیر حدیث ۱۶۹۹، راوی عروہ
- ❊ جلد اول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۲۹۹ "
- ❊ جلد دوم، کتاب الوصایا، حدیث ۱۴، راوی اسود
- ❊ جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث ۳۴۲، ابن ابی ملیکہ
- ❊ جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث ۳۴۱، عتبہ ابن مسعود
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۸۱، سعید ابن مسیّب
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۶۵، عبداللہ ابن زبیر
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۳۶۵، قاسم
- ❊ جلد سوم، کتاب المرضیٰ، حدیث ۶۳۴، عباد ابن عبداللہ
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۶۰، عروہ
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۶۱ "
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۶۲ "
- ❊ جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۲ "

* جلد سوم، کتاب النکاح، حدیث ۲۰۱، راوی ہشام
* جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۷، راوی اسود
* جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۱، راوی ذکوان

(۳۶) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۷۶۲، حدیث ۱۶۹۹

عروة عن عائشة قالت سمعت رسول الله يقول ما من نبي يمرض الا خير بين الدنيا والآخرة وكان شكواه الذى قبض فيه اخذته بحة شديدة فسمعته يقول مع الذى انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين فعلمت انه خير -

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی نبی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کونینؐ مرض الموت میں جب مبتلا بشدت ہوئے تو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ جو نبی، صدیق، شہداء اور صالحین تھے۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے"۔

(۳۷) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۵۲۲، حدیث ۱۲۹۹

عروة عن عائشة قالت ان كان رسول الله ليتعذر في مرضه اين انا اليوم اين انا غدًا استبطاءً ليوم عائشة فلما كان يومي قبضه الله بين سحري ونحري ودفن في بيتي

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

مرضِ الموت میں معذرت کے طور پر فرماتے کہ میں آج کہاں ہوں، کل کہاں ہوں گا۔ بی بی عائشہ کی باری کو بہت دور سمجھتے تھے جب میری باری کا دن آیا تو اللہ نے آپ کو اٹھا لیا اس حالت میں کہ آپؐ میرے پہلو اور سینہ کے بیچ میں تھے اور میرے گھر میں دفن ہوئے"۔

(۳۸) جلد دوم، کتاب الوصایا، ص ۴۰، حدیث ۱۴

عن الاسود قال ذکروا عند عائشة ان علیا کان وصیًا فقالت متٰی اوصٰی الیه وقد کنت مسندته الی صدری او قالت حجری فدعا بالطست فلقد انخنثت فی حجری فما شعرت انه قدمات فمتٰی اوصٰی الیه

"اسود سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ کے سامنے لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؑ وصی رسولؐ اللہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے کب وصیت کی؟ میں آپ کو اپنے سینہ یا گود سے تکیہ لگائے بیٹھی تھی۔ آپ نے پانی کا طشت مانگا اور میری گود میں جھک گئے۔ مجھے معلوم بھی نہ ہو کہ آپؐ پردہ فرما گئے۔ بتاؤ آپ نے انہیں کب وصیت کی"۔

(۳۹) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۱۹۶، حدیث ۳۴۲

ابن ابی ملیکه قال قالت عائشة توفی النبیؐ فی بیتی وفی نوبتی وبین سحری ونحری وجمع اللّٰه بین ریقی وریقه ، قالت دخل عبدالرحمٰن بسواك فضعف النبیؐ فاخذته فمضغته ثم سننته به

"ابن ابی ملیکہ نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے میرے گھر میں، میری باری میں، میرے سینہ اور گردن کے درمیان وفات پائی۔ اللہ نے میرے اور ان کے لعابِ دہن کو بھی جمع کردیا۔ (بات یہ ہے) عبدالرحمٰن ایک مسواک لائے جسے سرورِ کونینؐ نہ چبا سکے تو میں نے چبا کر اس سے آپ کی مسواک کی"۔

(۴۰) جلد دوم، کتاب الجہاد، ص ۱۶۶، حدیث ۳۴۱

عتبه ابن مسعود ان عائشة قالت لما ثقل رسول اللّٰه استاذن ازواجه ان يمرض في بيتي فاذن له

"عتبہ ابن مسعود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ کونین کا مرض شدت پکڑ گیا تو آپ نے ازواج سے میرے گھر میں علاج معالجہ کی اجازت مانگی اور ازواج کی طرف سے آپ کو اجازت مل گئی"۔

(۴۱) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۶، حدیث ۱۵۸۱

سعيد ابن المسيب في رجال من اهل العلم ان عائشة قالت كان النبيؐ يقول وهو صحيح انه لم يقبض نبي حتٰى يرى مقعده من الجنة ثم يخير فلما نزل به ورأسه على فخذى غشي عليه ثم افاق فاشخص بصره الى سقف البيت ثم قال اللهم الرفيق الاعلٰى فقالت اذن لا يختارنا فعرفت انه الحديث الذى كان يحدثنا وهو صحيح قالت فكانت آخر كلمته تكلم بها اللّٰهم الرفيق الاعلٰى

''سعید ابن میبّ نے کئی معزز افراد کی موجودگی میں اُم المومنین عائشہ سے سنا کہ سرورِ کونینؐ ایامِ تندرستی میں فرمایا کرتے تھے۔ کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک جنت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے۔ پھر نبی کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے جب سرورِ کونینؐ مبتلائے مرض ہوئے۔ آپ کا سر میرے زانو پر تھا۔ آپ کو غش آیا۔ جب افاقہ ہوا تو منہ چھت کی طرف کیا اور کہا: اے اللہ رفیق الاعلیٰ سے، تو میں سمجھ گئی کہ اب آپؐ ہم سے اُکتا گئے ہیں اور یہ وہی بات ہے جو ایامِ صحت میں آپؐ ہم سے فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ نے زندگی کے آخری لمحہ میں جو آخری بات کی وہ یہ تھی: ''اے اللہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ''۔

(۴۲) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۸، حدیث ۱۵۶۵

عبداللّٰه ابن الزبیر ان عائشة اخبرته انها سمعت النبیؐ واصغت الیه قبل ان یموت وهو مسند الی ظهره یقول اللّٰهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

''عبداللہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آنحضرتؐ مجھ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا''۔

(۴۳) جلد سوم، کتاب المرضیٰ، ص ۲۶۶، حدیث ۶۳۴

عباد ابن عبداللّٰه ابن الزبیر قال سمعت عائشة قالت

سمعت النبیؐ وھو مستند الی یقول اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

''عباد ابن عبداللہ ابن زبیر کہتا ہے کہ میں نے اُم المومنین عائشہ سے سنا کہ سرورِ کونینؐ سے اس وقت سنا، جب وہ مجھ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا''۔

(۴۴) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۷، حدیث ۱۵۶۰

عروۃ عن عائشۃ قالت کنت اسمع انہ لا یموت نبی حتٰی یخیر بین الدنیا والاٰخرۃ فسمعت النبی یقول فی مرضہ الذی مات فیہ واخذتہ بحۃ یقول مع الذین انعم اللّٰہ علیھم...... الخ الایۃ

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا تھا کہ نبی کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو وہ اس جہان میں رہے اور چاہے تو آخرت کے قیام کو پسند کرے چنانچہ میں نے قریب وفات کہ آپ آیت: مع الذین انعم اللّٰہ علیھم تلاوت فرما رہے تھے''۔

(۴۵) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۷، حدیث ۱۵۶۱

عروۃ عن عائشۃ قالت لما مرض النبیؐ المرض الذی مات فیہ جعل یقول فی الرفیق الاعلٰی

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ جب اس مرض میں بیمار ہوئے جس میں آپؐ کی وفات ہوئی تو آپؐ

فرما رہے تھے: فی الرفیق الاعلیٰ۔

(۴۹) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۷، حدیث ۱۵۶۲

عروۃ ابن الزبیر ان عائشۃ قالت کان رسول اللّٰہ وھو صحیح یقول انہ لم یقبض نبی قط حتّٰی یریٰ مقعدہ من الجنۃ ثم یحیا او یخیر ، فلما اشتکی وحضرہ القبض ورأسہ علی فخذ عائشۃ غشی علیہ فلما افاق شخص بصرہ نحوسقف البیت ثم قال اللھم فی الرفیق الاعلیٰ فقلت اذن لا یجاورنا فعرفت انہ حدیثہ الذی کان یحدثنا ھو صحیح

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دفعہ تندرستی کی حالت میں فرمایا تھا کہ کوئی نبی اس وقت تک انتقال نہیں کرتا جب تک جنت میں اس کی جگہ اسے دکھائی نہیں جاتی۔ پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہے اور چاہے تو آخرت کو پسند کرے۔ آنحضرتؐ جب بیمار ہوئے اور وقت قریب آیا تو ان کو غش آ گیا اور فرمایا: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ میں کہنے لگی اب آپ ہم میں رہنا پسند نہیں کرتے اور معلوم ہو گیا کہ آپ نے جو بات تندرستی کے زمانہ میں فرمائی تھی، وہ پوری ہو رہی ہے"۔

(۵۰) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۲، حدیث ۱۵۷۲

عروۃ اخبرنی ابی عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ کان یسأل فی مرضہ الذی مات فیہ یقول این انا غدًا این انا غدًا

یرید یوم عائشة فاذن له ازواجه یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشة حتی مات عندھا قالت عائشة فمات فی الیوم الذی کان یدور علی فی بیتی فقبضه اللّٰه وان رأسه لبین سحری ونحری وخالط ریقه ریقی ثم قالت دخل عبدالرحمٰن ابن ابی بکر ومعه سواك یستن به فنظر الیه رسول اللّٰه فقلت له اعطنی ھذا لسواك یا عبدالرحمٰن فاطعانیه ففضمته ثم مضغته فاعطیته رسول اللّٰه فاستن به وھو مستند الی صدری

"عروہ اپنے والد سے وہ اُم المومنین عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ اپنے مرض الموت میں بار بار دریافت فرماتے کہ: این انا غدًا، این انا غدًا، یعنی کل میں کہاں ہوں گا۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ اُم المومنین عائشہؓ کی باری کب آئے گی؟ یہ کیفیت دیکھ کر آپ کی بیویوں نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں مناسب سمجھیں قیام فرمائیں۔ چنانچہ آپ تاوفات میرے ہی گھر میں رہے اور جب وفات ہوئی تو وہ میری ہی باری کا دن تھا اور اللہ نے اس آخر وقت میں میرے لعابِ دہن سے آپ کا لعابِ دہن بھی شامل کر دیا۔ بات یہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن ایک ہری مسواک لیے ہوئے داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا: اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دے دیجیے اس نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اس سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے اسے نرم کیا اور پھر رسول اللہؐ کو دے دی تو آپؐ

نے میرے سینہ سے تکیہ لگائے مسواک فرمائی"۔

(۴۸) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۱۹، حدیث ۲۰۱

(قال) هشام ابن عروة اخبرني ابي عن عائشة ان رسول الله كان يسأل في مرضه الذى مات فيه اين انا غدًا اين انا غدًا يريد يوم عائشة فاذن له ازواجه يكون حيث شاء فكان في بيت عائشة حتّٰى مات عندها قالت عائشة فمات في اليوم الذى كان يدور علىّ فيه في بيتي فقبضه الله وان رأسه لبين نحرى وسحرى وخالط ريقه ريقي -

"ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کرتا ہے اور عروہ نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے مرضِ وفات میں اپنی بیویوں سے پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں قیام کروں گا۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اُم المومنین عائشہ کا دن کب آئے گا۔ اس پر آپ کی تمام بیویوں نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ آپؐ نے میرے پاس قیام فرمایا اور میرے ہی پاس آپ کا وصال ہوا جس وقت روحِ مبارک جدا ہوئی۔ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور گلے کے درمیان تھا اور آپ کا لعابِ دہن میرے لعابِ دہن سے ملا ہوا تھا"۔

(۴۹) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۵، حدیث ۱۵۷۷

عن الاسود قال ذكر عند عائشة ان النبي اوصى الى علي فقالت من قاله لقد رأيت النبي واني لمسندته الى

نے میرے سینہ سے تکیہ لگائے مسواک فرمائی"۔

۴۸ جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۱۹، حدیث ۲۰۱

(قال) هشام ابن عروة اخبرني ابي عن عائشة ان رسول الله كان يسأل في مرضه الذي مات فيه اين انا غدًا اين انا غدًا يريد يوم عائشة فاذن له ازواجه يكون حيث شاء فكان في بيت عائشة حتىٰ مات عندها قالت عائشة فمات في اليوم الذي كان يدور علي فيه في بيتي فقبضه الله وان رأسه لبين نحري وسحري وخالط ريقه ريقي –

"ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کرتا ہے اور عروہ نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے مرضِ وفات میں اپنی بیویوں سے پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں قیام کروں گا۔ اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اُم المومنین عائشہ کا دن کب آئے گا۔ اس پر آپ کی تمام بیویوں نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ آپؐ نے میرے پاس قیام فرمایا اور میرے ہی پاس آپ کا وصال ہوا جس وقت روحِ مبارک جدا ہوئی۔ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور گلے کے درمیان تھا اور آپ کا لعابِ دہن میرے لعابِ دہن سے ملا ہوا تھا"۔

۴۹ جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۵، حدیث ۱۵۷۷

عن الاسود قال ذكر عند عائشة ان النبي اوصى الى علي فقالت من قاله لقد رأيت النبي واني لمسندته الى

صدری فدعا بالطست فانخنثت فمات فما شعرت فکیف اوصی الی علی

"اسود ابن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین عائشہ کے سامنے کسی نے یہ بات کہی کہ حضورؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے بعد اپنا جانشین اور وصی بنایا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: کون کہتا ہے میں تو خود موجود تھی۔ آنحضرتؐ میرے سینہ سے تکیہ لگائے تھے۔ آپؐ نے کلی کرنے کے لیے طشت فرمایا۔ پھر آپؐ انتقال کر گئے اور مجھے بھی معلوم نہ ہوسکا پھر علیؑ کو کب وصی اور جانشین بنایا"۔

جائزہ

ا: کل چودہ احادیث ہیں۔

ب: سات احادیث کا راوی اُم المومنین عائشہ کا عزیز بھانجا عروہ ابن زبیر ہے۔

ج: دو احادیث اسود نے نقل کی ہیں۔

د: ایک حدیث ابن ابی ملیکہ نے روایت کی ہے۔

ہ: ایک حدیث کا راوی عتبہ ابن مسعود ہے۔

و: ایک حدیث سعید ابن مسیّب کی نقل کردہ ہے۔

ز: ایک حدیث عبداللہ ابن زبیر نے نقل کی ہے۔

ح: ایک حدیث عبادہ ابن عبداللہ سے مروی ہے۔

ط: اسود کی دونوں احادیث کا تعلق اس بات سے ہے کہ کچھ لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سرورِ کونینؐ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اپنا وصی بنایا تھا حالانکہ قطعی غلط ہے۔ آپ کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ میں بھی سمجھ نہ پائی۔ پھر وصیت کب کی؟

ی: چار احادیث میں اُم المومنین عائشہ نے بتایا ہے کہ سرورِ کونینؐ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اس دنیا چھوڑنے سے قبل، دنیا چھوڑنے یا نہ چھوڑنے کا اختیار دیا جاتا ہے اور یہی اختیار آپ کو بھی دیا گیا اور جونہی آپ نے اللہ سے رفیق اعلیٰ کی دعا مانگی، میں سمجھ گئی کہ اب آخری سفر کی تیاری ہے۔

ان احادیث میں سے تین احادیث کا راوی عروہ ابن زبیر ہے۔ اور ایک حدیث سعید ابن مسیّب سے منقول ہے۔

ک: چار احادیث میں اُم المومنین نے بتایا ہے کہ سرورِ کونینؐ مرض کے آخری ایام میں اتنے بے خبر ہوگئے تھے کہ آپ کو علم نہ رہتا تھا کہ میں کس بی بی کے گھر میں ہوں اور کل کس کی باری ہوگی۔

اس پوچھنے سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ میری باری کب آئے گی؟ بعض میں تو یہ بتایا ہے کہ آپؐ نے خود اپنی ازواج سے اجازت مانگی کہ مجھے عائشہ کے گھر رہنے کی اجازت دے دو اور بعض میں خود ازواج نے آپؐ کے شوق اور بے چینی کو دیکھ کر گزارش کردی کہ آپؐ جہاں پسند کریں انہیں ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں۔

پھر سرورِ کونینؐ کی وفات اسی دن ہوئی جو میری اپنی باری کا دن تھا اور اس پر بی بی فخر کرتی ہیں۔

ل: تین احادیث میں بی بی عائشہ نے انتہائی فخر سے تین خصوصیات کا ذکر کیا ہے:

① آپ کی وفات میری باری اور میرے گھر میں ہوئی۔

② آپ کی وفات میری گردن اور سینہ کے درمیان سر رکھے ہوئے ہوئی۔

③ اللہ نے میرے اور سرورِ کونینؐ کے لعابِ دہن کو آپس میں یکجا کردیا۔

یعنی آپ نے آخری وقت بی بی کے بھائی عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک

دیکھی تو میں نے نگاہ کے انداز سے آپ کا اشتیاق سمجھ لیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر اس کا چبایا ہوا حصہ علیحدہ کر کے پھینک دیا اور خود چبا کر سرورِ کونینؐ کو مسواک کرنے کے لیے دیا، یا میں نے اپنے ہاتھوں سے مسواک کرایا۔ چونکہ آپ نے میرا چبایا ہوا مسواک اپنے منہ میں رکھ لیا اس لیے میرا اور آپ کا لعابِ دہن آخری وقت مل گیا۔

م: دو احادیث میں بی بی نے سرورِ کونینؐ کی صرف دعا کا ذکر کیا ہے کہ آپؐ نے آخری وقت یہ دعا مانگی۔

چند سوالات:

* حضرت علیؑ کے وصی بنانے کی خصوصیت سے نفی کرنے کا کیا مقصد ہے؟
* کیا یہ ضروری ہے کہ انسان کسی کو دمِ مرگ وصیت کرے؟
* کیا یہ ممکن نہیں کہ سرورِ کونینؐ نے علیؑ بن ابی طالب کو پہلے سے وصی بنا رکھا ہو؟
* بی بی نے کسی صحابی کا نام نہیں لیا کہ آخری اور تکلیف دہ وقت میں کوئی یارِ غار بھی تھا یا نہیں؟
* بقول ہمارے بھائیوں کے اس کڑے وقت میں مرادِ رسول عمر صاحب کہاں تھے؟
* آخر دیگر صحابہ کی نسبت ابوبکر اور عمر کے لیے یہ وقت انتہائی تکلیف دہ تھا کیونکہ جس باپ کی بیٹی بیوہ ہو رہی ہو، وہ باپ چین سے نہیں بیٹھتا لیکن بی بی کی کسی روایت میں آپ کو دوسروں کے علاوہ ان دو حضرات کا نام بھی نہیں ملے گا۔ کہیں سقیفہ بنی ساعدہ کی تیاریاں تو نہیں ہو رہی تھیں؟
* دیگر ازواج کے گھر میں آپ کو کیا تکلیف تھی اور بی بی کے گھر میں کیا سہولت تھی؟
* کیا دیگر ازواج بھی بی بی کی طرح سرورِ کونینؐ کی اپنے گھر میں وفات کو سعادت سمجھتی تھیں؟
* بی بی کی بتائی گئی کیفیت وفاتِ رسولؐ کو آپ غور سے دیکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے

کہ اصحابِ باوفا تو رہے درکنار سرورِ کونینؐ کے پاس تو کسی کی بی بی بھی نہیں ہے اور نہ ہی دیگر ازواجِ نبیؐ ہیں اور بی بی آپ کے اس آخری وقت میں بالکل یکہ و تنہا ہے۔ آخر کیا ہوگیا تھا؟ دیگر ازواج آتی نہ تھیں یا انہیں آنے نہیں دیا گیا۔ کوئی صحابی آیا نہ تھا یا انہیں آنے سے روک دیا گیا۔ آخر اتنا بڑا محسن اور اتنی بڑی بے کسی و کسمپرسی کہ بوقت آخر یکہ و تنہا نہ کوئی مرد سہارا دینے والا اور نہ کوئی عورت ہاتھ بٹانے والی، یہ سب کیسے ہوا اور کیوں ہوا؟

* بی بی کے گھر اور باری کے دن تو وفات رسولؐ چلو بی بی کے لیے موجب سعادت تھی جیسا کہ بی بی خود فرماتی ہے لیکن بی بی کا اپنا لعابِ دہن مسواک کے ذریعے سرورِ کونینؐ کے دہنِ مبارک میں دے کر یہ فخر کرنا کہ ہمارے لعابِ دہن یکجا ہوگئے ہیں چہ معنی دارد؟ کیا بی بی کے پاس دھونے کے لیے پانی نہ تھا؟ یا اگر پانی تھا تو سرورِ کونینؐ نے منع فرما دیا تھا؟

اگر پانی بھی تھا اور سرورِ کونینؐ نے منع بھی نہیں فرمایا تھا جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے تو کیا کہیں بی بی نے اپنا سر فخر بلند کرنے کی خاطر سرورِ کونینؐ کو بیماری اور ناچاری سے ناجائز فائدہ تو نہیں اٹھایا۔

* بھلا بی بی کے لعابِ دہن میں کیا سعادت تھی، فخر کی بات تو یہ تھی کہ سرورِ کونینؐ کا لعابِ دہن بی بی کے منہ میں آتا۔ اگر بی بی کا لعابِ دہن سرورِ کونینؐ کے دہنِ مبارک میں چلا گیا تو اس میں کون سی مباہات کی بات ہے؟

(۵۰) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۷، حدیث ۱۵۶۳

قاسم عن ابیه عن عائشة دخل عبدالرحمٰن ابن ابکر علی النبیؐ وانا مسندته الی صدری ومع عبدالرحمٰن مسواك رطب یستن به فابده رسول اللّٰه بصره

فاخذت السواك ففصمته ونقضته وطيبته ثم دفعته الى النبيّ فاستن به فما رأيت رسول الله استن استننانا قط احسن منه فما عدا ان فرغ رسول الله رفع يده او اصبعه ثم قال في الرفيق الاعلٰى ثلاثًا ثم قضٰى وكانت تقول مات بين حاقنتي وذاقنتي

''قاسم اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سرورِ کونینؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے میرے سینہ کا سہارا لے رکھا تھا۔ عبدالرحمٰن کے پاس تازہ مسواک تھی۔ سرورِ کونینؐ کافی دیر تک مسواک کو دیکھتے رہے۔ چنانچہ میں نے عبدالرحمٰن سے مسواک لے لی، اسے توڑا جھاڑا اور صاف کر کے سرورِ کونینؐ کو پیش کیا۔ آپؐ نے مسواک کیا، میں نے کبھی اتنی اچھی طرح آپؐ کو مسواک کرتے نہیں دیکھا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپؐ نے ہاتھ یا انگلی بلند کی۔ تین مرتبہ فی الرفیق الاعلٰی کہا اور چل بسے۔ بی بی کہا کرتی تھی: آپؐ کی وفات میری گردن اور سینہ کے درمیان ہوئی''۔

(۵۱) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۱، حدیث ۱۵۷۱

ذكوان مولٰى عائشة اخبره ان عائشة كانت تقول ان من نعم الله علي ان رسول الله توفي في بيتي وفي يومي وبين سحري ونحري وان الله جمع بين ريقي وريقه عند موته دخل علي عبدالرحمٰن بيده السواك وانا مسندة رسول الله فرأيته ينظر اليه وعرفت انه

یحب السواك فقلت اخذه لك فاشار برأسه ان نعم فتنا ولنه فاشتد علیه وقلت الینه لك فاشار برأسه ان نعم فلینته وبین یدیه رکوة او علیة۔یشك عمر فیها ماءً فجعل یدخل یدیه فی الماء فیمسح بها وجهه یقول لا اله الا الله ان للموت سکرات ثم نصب یده وجعل یقول فی الرفیق الاعلیٰ حتیٰ قبض ومالت یده –

"اُم المومنین عائشہ کا غلام اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ اللہ کی نعمات سے مجھ پر یہ بھی ایک نعمت ہے کہ سرورِ کونینؐ کی وفات، میرے گھر، میری باری اور میرے سینہ اور گردن کے درمیان ہوئی اور اللہ نے میرے لعابِ دہن کو سرورِ کونینؐ کے لعابِ دہن سے ملا دیا۔

ہوا یوں کہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سرورِ کونینؐ کے پاس آیا۔ آپؐ مجھ سے سہارا لیے ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ سرورِ کونینؐ مسواک کو دیکھنے لگے۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ آپؐ مسواک پسند کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپؐ کے لیے نرم کردوں۔ آپؐ نے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ میں نے نرم کیا۔ آپؐ کے سامنے کوزہ یا طشت (شک عمر کو ملے) رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ آپؐ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے: لا الٰہ الا اللہ سکرات موت بھی کتنے سخت ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ نے ہاتھ بلند کیا اور کہنے لگے: فی الرفیق الاعلیٰ، حتیٰ کہ آپؐ کی وفات ہوگئی اور ہاتھ جھک گیا۔

جائزہ

یہ دونوں روایات بھی سابقہ ان دو روایات کی طرح ہیں جن میں عبدالرحمٰن مسواک کرتا ہوا آتا ہے۔ البتہ ان میں سرورِ کونینؐ کی مسواک سے رغبت کا ذکر بھی ہے اور سکرات موت کا تذکرہ بھی ہے۔

علاوہ ازیں ان میں کھلے لفظوں سے بی بی نے سرورِ کونینؐ کی وفات کو اللہ کی نعمات سے ذکر کیا ہے۔ جب ہم عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کو سرورِ کونینؐ کے پاس آتا دیکھتے ہیں تو وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ عبدالرحمٰن کس غرض سے آیا ہے، کیونکہ:

ا: بی بی نے ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا کہ عبدالرحمٰن آپؐ کی عیادت کے لیے آیا تھا یا کوئی اور مقصد تھا؟

ب: اگر عیادت کے لیے آیا تھا تو کیا اس نے سرورِ کونینؐ سے کوئی بات بھی کی یا نہ کی؟

ج: اگر کوئی بات کی تو کون سی تھی؟

د: اگر نہیں کی تو بیٹھ گیا یا واپس چلا گیا؟

ہ: عبدالرحمٰن کی زندگی میں آپ دیکھیں آپ کو صحاح ستہ میں کہیں ضعیف حدیث بھی ایسی نہ ملے گی جس میں عبدالرحمٰن نے تمام صحابہ کو چیلنج کر کے کہا ہو کہ میرے سوا کون ہے آپ حضرات میں سے جس نے سرورِ کونینؐ کے آخری وقت میں آپؐ کی زیارت کی یا کوئی بات پوچھی یا سنی ہو؟

و: کہیں عبدالرحمٰن کی آمد کسی کے اشارہ پر تو نہ تھی؟

ز: کیا عبدالرحمٰن صرف یہ معلوم کرنے تو نہیں آیا تھا کہ ابھی کتنی دیر باقی ہے؟ یہ اشتباہ ہمیں اس نکتہ سے ہوتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ کا اٹھایا ہوا ہاتھ جھک گیا۔ اس کے بعد بی بی خاموش ہے، یہ نہیں بتاتیں کہ عبدالرحمٰن نے سرورِ کونینؐ کو بعد از وفات بستر پر

سلانے میں میری مدد کی یا نہیں؟

ح: آخر ایسے وقت میں جب ایک نوجوان تنہا عورت ہو اسے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عبدالرحمٰن کا کردار بالکل خاموش ہے۔

ط: یا ممکن ہے بی بی صرف اللہ کی صرف ان نعمات کا تذکرہ کرنا چاہتی ہے جو اللہ نے آپ پر سرورِ کونینؐ کی وفات کے سلسلہ میں کیں اور بی بی سرورِ کونینؐ کی وفات کے سلسلہ میں اور کوئی بات بتانا ہی مناسب نہیں سمجھتی۔

"طالبِ حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں:
اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے۔ رسولؐ اللہ کی کتاب ـــــ وہ بخاری ہے"۔ (امام عقیلی)

دم

کُل بارہ احادیث ہیں:

* جلد سوم، کتاب التفسیر، حدیث ۸، راوی عروہ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۸۶، "
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۸۹، راوی عبداللہ ابن شداد
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۲، راوی عبدالرحمٰن الاسود
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۴، راوی مسروق
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۵، راوی عروہ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۶، راوی عمرہ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۷، راوی عمرہ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۹۹، راوی عروہ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۷۰۱، راوی مسروق
* جلد سوم، کتاب التفسیر، حدیث ۹، "
* جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۱۵۶۴، راوی عروہ

(۵۲) جلد سوم، کتاب التفسیر، ص ۵۲، حدیث ۸

عروة عن عائشة ان رسول الله كان اذا اشتكى يقراء على نفسه بالمعوذات وينفث فلما اشتد وجعه كنت اقراء عليه وامسح بيده رجاء بركتها

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور آپؐ کا درد بڑھ گیا تو انھی سورتوں کو مَیں آپؐ پر پڑھتی اور آپؐ کے ہاتھوں کو آپؐ پر برکت کی امید سے پھیرتی تھی"۔

(۵۳) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۲، حدیث ۶۸۶

عروة عن عائشة ان النبى كان ينفث على نفسه فى المرض الذى مات فيه بالمعوذات فلما ثقل كنت انفث عليه بهن وامسح بيد نفسه لبركتها فسألت الزهرى كيف ينفث قال كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنے مرضِ وفات میں معوذات پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرتے تھے۔ جب آپ بوجھل ہوگئے تو میں اپنے ہاتھوں پر دم کر کے امید برکت میں سرورِ کونینؐ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ میں نے زہری سے پوچھا: کس طرح دم کرتے تھے تو اس نے بتایا کہ ہاتھوں پر دم کر کے انھیں چہرے پر پھیر لیتے تھے"۔

(۵۴) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۵، حدیث ۶۸۹

عبدالله ابن شداد عن عائشة قالت امرنى رسول الله

او امران یسترقی من العین

''عبداللہ ابن شداد اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مجھے یا علی العموم ہر ایک کو حکم دیا ہے کہ نظر بد سے بچے رہا کرو''۔

(۵۵) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۶، حدیث ۶۹۲

عبدالرحمٰن الاسود عن ابیه قال سألت عائشة عن الرقیّه من الحمة فقالت رخص النبی الرقیة من کل ذی حمة

''عبدالرحمٰن ابن اسود اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے بی بی سے بخار میں تعویذ کے متعلق پوچھا تو کہا کہ سرورِ کونینؐ نے ہر بخار والے کو تعویذ کی اجازت دی ہے''۔

(۵۶) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۷، حدیث ۶۹۴

مسروق عن عائشة ان النبیؐ کان یعوذ بعض اهله یمسح بیده الیمنی ویقول "اللّٰهم رب الناس اذهب الباس اشفه انت الشافی ولا شفاء الا شفاء ك شفاء لا یغادر سقمًا"

''مسروق اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنے بعض اہلِ بیت پر دائیں سے مسح کرتے اور پڑھتے: ''اے لوگوں کے پروردگار اللہ! اس سے مصیبت کو دُور فرما، اسے شفایاب فرما، تیرے سوا کسی کے پاس شفاء نہیں۔ ایسی شفاء جس میں کوئی بیماری نہ بچے''۔

(۵۷) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۷، حدیث ۶۹۵

عروۃ قال اخبرنی ابی عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ کان یرقی ویقول "امسح الباس رب الناس بیدك الشفاء لا کاشف لہ الا انت"

"عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ تعویذ دیتے تھے اور فرماتے تھے: "اے پروردگار انسان! تکلیف دُور فرما، تیرے پاس شفاء ہے۔ تیرے سوا کوئی اس تکلیف کو دُور نہیں کرسکتا"۔

(۵۸) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۸، حدیث ۶۹۶

عمرۃ عن عائشۃ ان النبی کان یقول للمریض بسم اللّٰہ تربۃ ارضنا – بریقۃ – بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

"عمرہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتی ہے کہ سرورِ کونینؐ بیمار سے فرماتے تھے: "بسم اللّٰہ تربۃ ارضنا – بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا"۔

(۵۹) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۸، حدیث ۶۹۷

عمرۃ عن عائشۃ قالت کان النبی یقول فی الرقیۃ تربۃ ارضنا وریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

"عمرہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتی ہے کہ سرورِ کونینؐ دم میں پڑھا کرتے تھے: "تربۃ ارضنا وریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا"۔

(۶۰) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۸، حدیث ۶۹۹

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ قالت کان رسول اللّٰہ اذا

آوی و فراشه نفث فی کفیه بقل هو اللّٰه احد و بالمعوذتین جمیعًا ثم یمسح بهما وجهه وما بلغت یداه من جسده قالت عائشة فلما اشتکی کان یامرنی ان افعل ذٰلك به

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب بسترِ خواب پر تشریف لاتے تو قل هو اللّٰه احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس مکمل سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرتے اور ہاتھوں کو چہرہ اور تمام جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے۔ بی بی کہتی ہے کہ جب آپ بیمار ہوتے تو مجھے حکم کرتے کہ ایسا کروں''۔

(۶۱) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۸۹، حدیث ۷۰۱

مسروق عن عائشة قالت کان النبیؐ یعوذ بعضهم یمسحه بیمینه اذهب الباس رب الناس واشفه انت الشافی لا شفا الا شفاء ك شفاءً لا یغادر مسقمًا

''مسروق اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ بعض افراد کو دم کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ ان پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: اذهب الباس رب الناس واشفه ـ انت الشافی لا شفا الا شفاء ك شفاءً لا یغادر مسقمًا

(۶۲) جلد سوم، کتاب الطب، ص ۲۹۰، حدیث ۷۰۲

عروة عن عائشة ان النبیؐ کان ینفت علی نفسه فی مرضه الذی قبض فیه بالمعوذات فلما ثقل کنت انا

انفث علیه بهن فامسح بید نفسه لبرکتها فسالت ابن شهاب کیف کان ینفث قال ینفث علی یدیه ثم یمسح بهما وجهه

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنے مرضِ وفات میں اپنے کو معوذتین سے دم کرتے۔ جب آپ بوجھل ہوگئے تو میں اپنے ہاتھوں پر معوذتین دم کر کے آپ پر برکت کی امید سے پھیرتی تھیں۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: کس طرح دم کرتے تھے؟ اس نے بتایا کہ ہاتھوں پر پھونک مار کر کے چہرہ پر پھیرتے تھے''۔

۶۳ جلد سوم، کتاب التفسیر، ص ۵۲، حدیث ۹

عروة عن عائشة ان النبیؐ کان اذا آوی فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرأ فیهما قل هو الله احد۔ قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علی راسه ووجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلك ثلاث مرات

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب بستر پر تشریف لاتے، ہر رات اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کرتے، ان پر دم کرتے پھر قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے اور جتنے تلک ہاتھ پہنچتا۔ تمام جسم پر ہاتھ پھیرتے، ابتداء سر سے کرتے اور تین مرتبہ ایسا کرتے''۔

جائزہ

ا: کل بارہ احادیث ہیں جن میں تین کا تعلق تو اس بات سے ہے کہ سرورِ کونینؐ ایامِ مرض کی ابتداء میں تو خود اپنے کو دم کرتے تھے اور جب مرض بڑھ گیا تو پھر میں آپ کو دم کرتی تھی۔ جبکہ نو احادیث علی العموم تعویذ اور دم کی اجازت سے متعلق ہیں۔

ب: چھ احادیث بی بی کے بھانجے عروہ ابن زبیر سے منقول ہیں۔

ج: ایک حدیث عبداللہ ابن شداد سے مروی ہے۔

د: ایک حدیث عبدالرحمٰن ابن اسود کی روایت ہے۔

ہ: دو احادیث مسروق کی روایت کردہ ہیں۔

و: دو احادیث عمرہ سے نقل کی گئی ہیں۔

(۶۴) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۶۹۸، حدیث ۱۵۶۴

عروة ان عائشة اخبرته ان رسول الله كان اذا اشتكى نفث على نفسه بالمعوذات ومسح عنه بيده فلما اشتكى وجعه الذى توفى فيه طفقت انفث على نفسه بالمعوذات التى كان ينفث وامسح بيد النبى عنه

''عروہ ابن زبیر حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسولؐ بیمار ہوئے تو آیات اور دعائیں پڑھ کر دم کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں پر دم کر کے تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ اس بیماری سے بیمار ہوئے جس میں آپؐ نے وفات پائی تو میں نے وہی سورتیں اور دعائیں پڑھ کر آپؐ کے ہاتھوں پر دم کر کے آپؐ کے جسم مبارک پر پھیرا''۔

زہر

کُل پانچ احادیث ہیں:

* جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۶، راوی عروہ
* جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۶، راوی علی ابن یحییٰ
* جلد سوم، کتاب الطب، حدیث ۶۶۵، راوی عبید اللہ ابن عبد اللہ
* جلد سوم، کتاب الدیات، حدیث ۱۷۸۰، راوی عبید اللہ ابن عبد اللہ
* جلد سوم، کتاب الدیات، حدیث ۱۷۹۰ "

(۶۵) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۶۹۵، باب ۵۵۰

قال عروۃ قالت عائشۃ کان النبیؐ یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یاعائشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا او ان وجدت انقطاع ابھری من ذٰلک السم

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ اپنے مرضِ وفات میں فرماتے تھے: اے عائشہ! جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا اس کی تلخی آج تک میں محسوس کر رہا ہوں۔ اب وہ وقت ہے کہ میں اس کے زہر کے اثر سے اپنی آنتیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں"۔

(۶۶) جلد دوم، کتاب المغازی، ص۴۰۷، حدیث ۱۵۷۶

علی ابن یحیٰی عن عائشة قالت لددناه فی مرضه فجعل یشیر الینا ان لا تلدونی فقلنا کراهیة المریض للدواء فلما الافاق قال الم انهکم ان لا تلدونی قلنا کراهیة المریض للدواء فقال لا یبقی احد فی البیت الالد وانا انظر الا العباس فانه لم یشهدکم

"علی ابن یحییٰ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ہم نے سرورِ کونین کو لد پلایا، آپ اشارہ سے ہمیں منع کرتے رہے لیکن ہم نے سوچا کہ شاید جس طرح ہر مریض دوا پینے سے کتراتا ہے اسی طرح آپ بھی کترا رہے ہیں۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا رہا اور تم نے لد پلا دیا۔ میں نے کہا کہ ہمارا خیال تھا کہ آپ کا منع کرنا ایسا ہی ہے جیسے بیمار منع کیا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا اب گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں لد ڈالا جائے صرف عباس کو چھوڑ دو کہ وہ حاضر نہ تھے"۔

(۶۷) جلد سوم، کتاب الطب، ص۲۷۶، حدیث ۶۶۵

عبیداللّٰہ ابن عبداللّٰہ عن ابن عباس وعائشة ان ابابکر قبل النبیؐ وهو میت قال وقالت عائشة ولددناه فی مرضه فجعل یشیر الینا ان لا تلدونی قلنا کراهیة المریض للدواء فلما افاق قال الم انهکم ان تلدونی قلنا کراهیة المریض للدواء فقال لا یبقی فی البیت احد الالد وانا انظر – الا العباس فانه لم یشهدکم

''عبیداللہ ابن عبداللہ، ابن عباس اور اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ ابوبکر نے سرورِ کونین کا بوسہ لیا جب کہ آپؐ وفات پا چکے تھے۔ عبیداللہ کا کہنا ہے کہ بی بی نے کہا کہ ہم نے ایامِ مرض میں آپ کو لد پلایا۔ آپ اشارہ سے منع کرتے رہے لیکن ہم نے اس خیال سے کہ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے جیسے تیسے پلا دیا۔ جب افاقہ ہوا تو کہنے لگے میں نے منع نہیں کیا تھا کہ مجھے لد نہ پلانا۔ ہم نے کہا: مریض دوا سے نفرت کرتا ہے۔ آپؐ نے کہا: اچھا اب ذرا میرے روبرو گھر کے ہر فرد کو لد پلاؤ''۔

(۶۸) جلد سوم، کتاب الدیات (باب القصاص بین الرجال والنساء فی الجراحات)، ص ۶۵۹، حدیث ۱۷۸۰

عبید الله ابن عبدالله عن عائشة قالت لددنا النبیؐ فی مرضه فقال لا تلدونی فقلنا کراهیة المریض للدواء فلما افاق قال لا یبقی احد منکم الا لد غیر العباس فانه لم یشهدکم

''عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ دورانِ مرض ہم نے سرورِ کونین کو لد پلایا۔ آپؐ نے منع کیا۔ ہم سمجھے کہ جس طرح مریض دوا سے کراہت کرتا ہے اسی طرح آپ بھی کر رہے ہیں۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: اب عباس چونکہ گھر میں موجود نہیں تھا اس لیے اس کے سوا تمام افراد لد پئیں''۔

(۶۹) جلد سوم، کتاب الدیات (باب جب چند لوگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا)، ص ۶۶۲، حدیث ۱۷۹۰

عبیداللہ ابن عبداللہ قال قالت عائشۃ لددنا رسول اللہ فی مرضہ وجعل یشیر الینا لا تلدونی قال فقلنا کراھیۃ المریض للدواء فلما افاق قال الم انھکم ان تلدونی قال قلنا کراھیۃ المریض للدواء فقال رسول اللہ لا یبقیٰ احد منکم الا لدوانا انظر الا العباس فانہ لم یشھدکم

''عبیداللہ ابن عبداللہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ دورانِ مرض ہم نے سرورِ کونینؐ کو لد پلایا۔ آپ اشارہ سے ہمیں منع فرماتے رہے لیکن ہم نے اس خیال سے کہ مریض دواء سے نفرت کرتے ہے پلا دیا۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ مجھے لد نہ پلانا۔ میں نے عرض کی: ہر مریض دوا سے نفرت کرتے ہے۔ آپ نے فرمایا: چونکہ عباس تم میں موجود نہیں تھا اس لیے اس کے سوا تم تمام ذرا میرے سامنے لد پیو''۔

جائزہ

ا: پانچ احادیث ہیں جن میں سے تین احادیث عبیداللہ ابن عبداللہ سے مروی ہیں، ایک کا راوی عروہ ابن زبیر ہے اور ایک حدیث علی ابن یحییٰ کی نقل کردہ ہے۔

ب: عروہ ابن زبیر کی حدیث کا تعلق جنگِ خیبر کے اس طعام سے جو آپ کو ایک یہودیہ نے کھانے میں دیا تھا۔ ۷ ہجری میں خیبر فتح ہو چکا تھا، ۱۱ ہجری میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ آپ اُم المومنین عائشہ سے فرماتے ہیں کہ زہر خیبر کا اثر میرے جسم میں رہا اور آج میں محسوس کرتا ہوں کہ میری آنتیں کٹ رہی ہیں۔

علی ابن یحییٰ اور عبیداللہ ابن عبداللہ کی چار احادیث کا تعلق مرضِ وفات سے ہے

جن میں بی بی بتاتی ہے کہ سرورِ کونین کو ہم نے لُد پلایا۔ آپؐ نے منع کیا، ہم نے بزور پلا دیا۔ آپؐ غش کر گئے۔ جب افاقہ ہوا تو باز پُرس کی کہ مجھے لد کیوں پلایا گیا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم تو یہی سمجھے کہ جس طرح ہر مریض دوا سے نفرت کرتا ہے آپ بھی اسی طرح نفرت کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ کے نہ چاہنے کے باوجود بھی ہم نے لُد پلا دیا۔

آپؐ نے فرمایا: اچھا جتنے لوگ مجھے لُد پلانے میں کام کرتے رہے ہو اور جتنے لوگ اس وقت گھر میں بیٹھے ہیں چونکہ عباس لُد پلاتے وقت موجود نہیں تھا اس لیے عباس کے سوا تم تمام میرے روبرو لُد پیو۔

چند سوالات

* زہر خیبر نے چار سال بعد اثر کیوں ظاہر کیا؟
* بخاری میں بی بی کی زبانی قبل ازیں سرورِ کونین کا کوئی اس قسم کا شکوہ موجود نہیں جو آپؐ نے کیا ہو۔ پھر یکایک چار برس بعد میں خاموش رہنے کے بعد خیبر میں کھایا ہوا زہر کیسے جاگ گیا؟
* جو زہر چار سال بعد جگر کاٹ رہا ہے وہ پہلے کہاں سویا ہوا تھا؟
* آپؐ نے زہر خیبر کا تذکرہ صرف اُم المومنین عائشہ سے کیوں کیا؟
* جس وقت لُد پلایا جا رہا تھا اس وقت کون کون سے افراد موجود تھے؟
* دیگر ازواج کہاں تھیں؟
* جب سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ تم بھی لُد پیو تو اس حکم کی تعمیل کی گئی یا نہیں؟
* اگر تعمیل ہوئی تو کہاں مذکور ہے؟
* اگر تعمیل نہیں ہوئی تو کیوں؟
* اُم المومنین عائشہ اور حفصہ کے والدین کہاں تھے؟
* یہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر مسواک لیے ہوئے کیوں آیا تھا؟

* اگر عیادت کے لیے آیا تھا تو سرورِ کونینؐ سے کوئی گفتگو کیوں نہ کی؟
* کیا عبدالرحمٰن سقیفاتی گروپ کا کوئی پیغام لے کر آیا تھا؟

خدارا سوچیے

جلد سوم، کتاب الدیات، حدیث ۱۷۸۰ اور حدیث ۱۷۹۰ کو بغور دیکھیے۔ ترجمہ شدہ بخاری ہاتھ میں لیجیے۔ ذہن کو ہر تعصب سے بالا کیجیے۔ بخاری شریف میں ان ہر دو احادیث کو جس عنوان میں بیان کیا گیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

جلد سوم، کتاب الدیات، حدیث ۱۷۸۰ کا باب جس کے تحت حدیث مذکور ہے، دیکھیے: القصاص بين الرجال والنساء في الجراهات، یعنی اگر کسی کو مرد اور عورتیں مل کر مجروح کریں تو اس کا بدلہ: خدا کے لیے سوچیے کہ واقعہ وفاتِ رسولؐ کا ہے، بیان کرنے والی بی بی عائشہ ہے۔ یہاں کون مجروح ہوا ہے؟ کس نے مجروح کیا ہے؟ کیوں مجروح کیا ہے؟ اور کب مجروح کیا ہے؟ کس کا قصاص ہے؟ کہیں لدھی تو ایسی چیز نہیں جسے پلاتے ہوئے سرورِ کونینؐ زخمی ہو گئے؟ امام بخاری نے اس حدیث کو باب القصاص میں کیوں لکھا؟ کس بات کا قصاص ہے؟

جلد سوم، کتاب الدیات، حدیث ۱۷۹۰ تو اور بھی وحشت انگیز ہے جو عنوان امام بخاری نے دیا ہے، ملاحظہ ہو:

جب چند بزرگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا؟ اس عنوان کے تحت امام بخاری بی بی عائشہ کی زبانی سرورِ کونینؐ کو لد پلانے والی حدیث نقل کرتے ہیں۔

لوگو! خدا جانتا ہے، میرا جسم کانپ رہا ہے۔ ہاتھ لرز رہا ہے اور قلم تھرا رہا ہے۔ لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ کہیں سرورِ کونینؐ کو شہید تو نہیں کیا گیا؟ کہیں لدھی ایسی چیز تو نہ تھی جو سببِ وفات بن گئی؟ یہ قاتل کون ہیں؟ کتنے لوگ ہیں؟ مقتول کون ہے؟ یہ بدلہ

کیسا ہے؟ بی بی نے انتہائی دیانت داری سے سب کچھ بتا دیا ہے۔ عبیداللہ ابن عبداللہ نے کمالِ امانت سے انجامِ رسولؐ ہم تک پہنچا دیا ہے اور امام بخاری نے انتہائی ایمانداری کے ساتھ آپ کے آخری لمحات کی داستان پہنچا دی ہے۔ شاید اسی وجہ سے بی بی عائشہ نے دمِ مرگ وصیت کی تھی کہ مجھے روضۂ رسول میں نہ کرنا، آؤ اس مظلوم آقا کی اس مظلومیت پر ہی دو آنسو بہا لیں جس کی شہادت سے پوری اُمت بے خبر ہے۔

خدا کے نام پر

جلد سوم، کتاب الدیات کی حدیث ۱۷۸۰ اور ۱۷۹۰ کو امام بخاری کے دیئے گئے عنوان کی روشنی میں ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیے:

اولاً: تو وفاتِ رسول کو کتاب الدیات میں درج کرنا بھی بہت کچھ بتا رہا ہے۔ امام بخاری نادان تو نہیں تھے، نا سمجھ نہیں تھے۔ قریب کا زمانہ پایا تھا۔ کچھ واقعات زبانی سنے ہوں گے۔ کتاب الدیات میں وفاتِ رسول کا تذکرہ بجائے خود ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

بھلا آپ ہی بتائیے ـــــ وفاتِ رسولؐ کی کہانی: اور کتاب الدیات کا آپس میں کوئی جوڑ ہے۔ اگر ہے تو کیسے اور کیوں؟ لیجیے آگے بڑھیئے اور وہ عنوان دیکھیے جس کے ذیل میں امام بخاری نے سرورِ کونینؐ کو لُد پلانے کا ذکر کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۸۰ کا عنوان ہے: القصاص بين الرجال والنساء في الجراحات "مردوں اور عورتوں کے مشترکہ زخم لگانے پر قصاص"۔

اب بھلا بتائیے: امام بخاری لُد پلانے کے ذیل میں کسے مجروح بتا رہے ہیں؟ کس کے قصاص کا ذکر کر رہے ہیں؟ یہ مرد اور عورتیں کون ہیں؟ کس کے گھر میں ہیں؟

کیا بی بی عائشہ نے لُد پلاتے پلاتے آنحضورؐ کو مجروح کر دیا تھا؟ کیا بی بی عائشہ لُد پلانے میں تنہا تھی؟

بی بی کا بیان اور امام بخاری کا عنوان بتاتا ہے کہ بی بی تنہا نہ تھی۔ یہ بھی معلوم

ہے کہ صرف عورتیں نہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ لُد پلانے کے وقت عباس بھی موجود نہ تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجرہ بی بی کا تھا اور دخترِ نبیؐ وغیرہ موجود نہ تھے۔

پھر یہ کون مراد ہیں جو لُد پلانے میں بی بی کے شریک ہیں؟

کون عورتیں ہیں جو لُد پلانے میں بی بی سے تعاون کر رہی ہیں؟

یہ کون افراد ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ امام بخاری کر رہے ہیں؟

یہ لُد کیا ہے جسے پیتے ہی آپؐ پر غشی طاری ہوگئی؟

ان سوالات کو ذہن میں رکھ کر اب اسی کتاب الدیات کی حدیث نمبر ۱۷۹۰ ملاحظہ فرمائیے۔ اس حدیث کا بخاری شریف میں عنوان ہے:

* جب چند لوگ ایک شخص کو قتل کریں تو کیا ان سب سے بدلہ یا قصاص لیا جائے گا؟

اب بتائیں کہ پہلے امام بخاری صرف آپ کے زخمی ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

اب کھلے لفظوں میں شہادت سرورِ کونینؐ کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔

* جس لُد کا ذکر بی بی نے فرمایا ہے، کہیں یہ زہر تو نہیں تھا؟
* اگر زہر نہیں تھا تو امام بخاری ایک مقتول اور بہت سے قاتل کا عنوان کیوں باندھتے ہیں؟
* اگر زہر تھا تو کیا شیعہ کو کافر کہنے والے امام بخاری کے بیان کردہ واقعۂ قتلِ رسولؐ کو تسلیم کرلیں گے؟
* امام بخاری کسے قاتل بنا رہے ہیں؟
* امام بخاری کس کو مقتول بنا رہے ہیں؟
* بدلہ یا قصاص کس سے مانگا جا رہا ہے؟
* بی بی عائشہ کس کی وفاتِ حسرت آیات کی داستان سنا رہی ہیں؟ اگر ان احادیث لُد اور امام بخاری کے عنوان کے پیشِ نظر کوئی غیر سُنی المذہب ذیل کے چند

سوالات کردے تو کیا شیعہ کے ذبیحہ کو مُردار لکھنے والے بازاری فتویٰ باز کوئی جواب دے سکیں گے؟

سوالات:

* کہیں سرورِ کونینؐ کو کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت شہید تو نہیں کیا گیا؟
* کہیں بی بی نے زہر خیبر کا واقعہ لُد پلانے کے بعد مترتب ہونے والے اثرات کو چھپانے کی خاطر تو نہیں بنایا؟
* کہیں بی بی عائشہ اور ان کے دیگر شرکائے کار نے مل کر لُد کے نام پر آپ کو زہر تو نہیں دیا؟
* وقتِ وفات یارانِ ہمرکاب ابوبکر و عمر کی غیبت اسی وجہ سے تو نہ تھی؟
* عبدالرحمٰن ابن ابوبکر کا مسواک لیے ہوئے چکر لگانا اسی انتظار میں تو نہ تھا؟
* ابوبکر کے پہنچنے سے قبل عمر کا تلوار بدست کھڑے ہو کر وفاتِ رسولؐ کو چھپانا کسی منصوبے کا حصہ تو نہ تھا؟
* بی بی عائشہ کا اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر کو دمِ مرگ وصیت کرنا کہ مجھے روضۂ رسولؐ میں دفن نہ کرنا میں وہاں پاک نہ ہوسکوں گی اسی واقعہ لُد کی غمازی تو نہیں کرتا۔

اگر ان مختصر سوالات کے اطمینان بخش جواب مل جائیں تو فبہا ورنہ بصورت دیگر:

* کیا سرورِ کونینؐ سے بڑھ کر بھی کوئی شہید اعظم ہوگا؟
* کیا آپ سے بڑھ کر بھی کوئی مظلوم اعظم ہوگا؟
* کیا یہ مقامِ عبرت نہیں کہ کائنات کی رحمت شہید ہو۔ امام بخاری قصاص کا مطالبہ کریں۔ بی بی عائشہ اپنی زبانی داستانِ شہادت سنائیں اور اُمت کے کان پر جوں تک نہ رینگے؟

* کیا قاتلانِ حسینؑ کی خانہ تلاشی کرنے والے ہاتھ حجرۂ عائشہ کی تاریکی میں قاتلانِ رسولؐ کے گریبان تک پہنچ سکیں گے؟
* کیا قاتلانِ حسینؑ کی خانہ تلاشی میں پریشان نگاہیں حجرۂ عائشہ میں قاتلانِ رسولؐ کا سراغ لگا سکیں گی؟
* کیا قاتلانِ حسینؑ کی خانہ تلاشی کے لیے اُٹھنے والے قدم حجرۂ عائشہ تک پہنچ کر قاتلانِ رسولؐ کا تعاقب کرسکیں گے؟

محترم قارئین! جذبات سے ہٹ کر سوچئے! فکر کیجیے اور غور فرمایئے۔ یہ اس نبی مظلوم کی داستان ہے، شہادت ہے جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے رسولِ اعظم کے قتل میں شریک ہیں جن کے ہاتھوں پر خونِ رسولؐ کے سرخ دھبے ہیں ان سے ہمارا کیا تعلق اور ان کا مذہب اور اسلام سے کیا واسطہ؟ یہ لوگ تو یہودی اور عیسائی لابی کے بزدل افراد تھے۔ ان لوگوں کا باقاعدہ یہودیوں اور عیسائیوں سے رابطہ تھا۔ یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے آلۂ کار تھے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے دشمن تھے۔ بی بی کی اپنی زبانی وفات سرورِ کونینؐ کی جو تصویر سامنے آتی ہے، اسی کے مطابق آپ کو گھیر گھار کر ایسی جگہ لایا گیا جہاں نہ تو آپ کی عزیز بیٹی آپ کی تیمارداری کرسکی، نہ ہر جنگ میں جانثاری کرنے والا علیؑ پہنچ سکا اور نہ آپ کے عزیز ترین نواسے حسنینؑ قریب آسکے۔ جب لَدّ کا انجام توقع کے مطابق پورا ہوگیا تو پھر نہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر قریب بھٹکا نہ کوئی اور آیا۔ نہ ہی خود بی بی نے جنازۂ رسول پر تین دن گزارے بلکہ پھر اہلِ بیتؑ کے سپرد کردیا گیا کہ لو اپنا نبی، تم تجہیز و تکفین کرو ہمارا کام ہوگیا ہے۔ ہم سقیفۂ بنی ساعدہ میں جا کر پہلے دستاربندی کرتے ہیں پھر تمہارے پاس آئیں گے۔ ہماری زندگی کا مشن مکمل ہوگیا۔

امامتِ ابوبکر

کُل نو احادیث ہیں:

- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۷۸، راوی عروہ
- ❊ جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۶۱۰، راوی عروہ
- ❊ جلد سوم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث ۲۱۶۳، راوی عروہ
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۲۹، راوی اسود
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۴۷، راوی عروہ
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۵۱، راوی عبیداللہ ابن عبداللہ
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۷۴، راوی اسود
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۷۵، "
- ❊ جلد اول، کتاب الاذان، حدیث ۶۴۲، راوی ہشام

(ج) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۰۱، حدیث ۶۲۹

قال الاسود كنا عند عائشة فذكرنا المواظبة على الصلٰوة والتعظيم لها قالت لما مرض النبیؐ مرضه الذى مات فيه فحضرت الصلٰوة فاذن فقال مروا ابابكر فليصل بالناس فقيل له انا ابابكر رجل اسيف اذا قام مقامك لم يستطع ان يصلى بالناس واعاد فاعادوا له فاعاد الثالثة فقال ان كن صواحب يوسف مروا ابابكر

فليصل بالناس فخرج ابوبكر يصلي فوجد النبي من نفسه خفة فخرج يهادى بين رجلين كاني انظر الى رجليه يخطان الارض من الوجع فاراد ابوبكر ان يتأخر فاوما اليه النبي ان مكانك ثم اتٰى به حتٰى جلس الى جنبه

''اسود کہتا ہے کہ ہم اُم المومنین عائشہ کے پاس بیٹھے تھے۔ عظمت کی نماز اور باقاعدگی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اُم المومنین نے کہا کہ سرورِ کونینؐ جس مرض میں فوت ہوئے اس مرض میں نماز کا وقت ہوا اور اذان کہی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپؐ سے کہا گیا کہ ابوبکر نرم دل ہے جب آپؐ کی جگہ کھڑا ہوگا تو رقتِ قلب کی بدولت لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکے گا۔

آپؐ نے دوسری مرتبہ کہا: آپ کو دوسری مرتبہ وہی جواب دیا گیا۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے۔

چنانچہ ابوبکر گئے اور نماز شروع کر دی۔ سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ذرا سا ہلکا محسوس کیا۔ آپؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چلے گویا میں اب بھی (چشمِ تصور میں) دیکھ رہی ہوں کہ درد کی وجہ سے آپؐ کے قدم زمین پر خط کھینچ رہے ہیں۔ ابوبکر نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے کھڑے رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر آئے اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے''۔

﴿۷﴾ جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۰۶، حدیث ۶۴۲

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة انها قالت ان رسول الله قال في مرضه مروا ابابكر يصل بالناس قالت قلت انا ابابكر اذا قام في مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل بالناس فقالت قلت لحفصة قولي له ان ابابكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله مه انكن لا نتسن صواحب يوسف فمروا ابابكر فليصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ما كنت لا صيب منك خيرًا

"ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اُم المومنین کہتی ہے میں نے کہا: ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کے سبب اس کی آواز نہ سن سکیں گے۔ آپ عمر کو حکم دیں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اُم المومنین کہتی ہے۔ میں نے حفصہ سے کہا کہ تو آپ سے کہہ کہ ابوبکر جب آپؐ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کی وجہ سے لوگ آواز نہ سن سکیں گے۔ آپ عمرؓ سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے کہا تو آپؐ نے فرمایا: خاموش رہ۔ تم یوسف کے ساتھ والی عورتیں ہو۔ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا: مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی نصیب نہیں ہوئی۔"

(۲۲) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۰۸، حدیث ۶۴۷

عروہ عن ابیه عن عائشة قالت امر رسول اللّٰه ابابکر ان یصلی بالناس فی مرضه، فمن یصلی بهم قال عروة فوجد رسول اللّٰه من نفسه خفة فخرج فاذا ابوبکر یوم الناس فلما رواہ ابوبکر استاخر فاشار الیه ان کما انت فجلس رسول اللّٰه حزاء ابی بکر الٰی جنبه فکان ابوبکر یصلی بصلٰوة رسول اللّٰه والناس یصلون بصلٰوة ابی بکر

''عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے مرض میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ عروہ کہتا ہے کہ پھر سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ذرا ہلکا محسوس کیا تو آپ باہر تشریف لائے۔ اس وقت ابوبکر نماز پڑھا رہا تھا۔ ابوبکر نے جب آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا: جہاں ہو، وہیں رہو۔ سرورِ کونینؐ ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ابوبکر سرورِ کونینؐ کی اقتداء کرنے لگا اور دوسرے لوگ ابوبکر کی اقتداء کرنے لگے''۔

(۲۳) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۱۰، حدیث ۶۵۱

عبیداللّٰه ابن عبداللّٰه ابن عتبه قال دخلت علی عائشة وقلت الاتحدثینی عن مرض رسول اللّٰه؟ قالت بلٰی — ثقل النبیؐ فقال اصلی الناس قلنا لاوهم ینتظرونك یارسول اللّٰه، قال ضعوا الی ماءً فی المخضب قالت

ففعلنا فاغتسل فذهب لينوء فاغمی عليه – ثم افاق
فقال أصلى الناس؟قلنا لاوهم ينتظرونك يارسول اللّٰه
قال ضعوا الى ماءً فی المخضب قالت ففعلنا فاغتسل ثم
ذهب لينوا فاغمی عليه ، ثم قال أصلى الناس قلنا لاوهم
ينتظرونك يارسول اللّٰه قال ضعو الى ماءً فی المخضب
فقعد فاغتسل ثم ذهب لينوء فاغمی عليه ثم افاق فقال
أصلى الناس قلنا لا ينتظرونك يارسول اللّٰه والناس
عكوف فی المسجد ينتظرون النبیؐ لصلٰوة العشاء
الآخرة – فارسل النبیؐ الى ابی بكربان يصلی بالناس
فاتاه الرسول ، فقال ان رسول اللّٰه يامرك ان تصلی
بالناس فقال ابوبكر وكان رجلا رقيقًا – ياعمر صل
الناس ، فقال له عمر انت احق بذلك فصلى ابوبكر
تلك الايام ، ثم ان النبیؐ وجد فی نفسه خفةً فخرج
بين رجلين احدهما العباس لصلٰوة الظهر وابوبكر
يصلی بالناس فلما راه ابوبكر ذهب يتأخر فاومی اليه
النبیؐ بان لا يتأخر فقال اجلسانی الى جنبه فاجلساه الى
جنب ابی بكر ، قال فجعل ابوبكر يصلی وهو يأتم
بالصلٰوة النبیؐ والناس بصلٰوة ابی بكر والنبیؐ قاعد ،
فدخلت علی عبداللّٰه ابن عباس فقلت لا ألا اعرض
عليك ما حدثتنی عائشة عن مرض النبیؐ قال هات
فعرضت عليه حديثها فما انكر منه شيئًا غير انه قال

أسمت ذٰلك الرجل الذی كان مع العباس قلت لا – قال هو علیؑ

''عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ کہتا ہے کہ میں اُم المومنین عائشہ کے پاس گیا اور عرض کی: کیا آپ مرض سرورِ کونینؐ کے متعلق مجھے کچھ بتائیں گی؟ کہنے لگیں: کیوں نہیں؟

جب آپؐ بوجھل ہوگئے تو پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا: نہیں، وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: غسل خانے میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھا، آپؐ نے غسل کیا۔ جب اٹھنے لگے تو بیہوش ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا: نہیں وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: غسل خانے میں پانی رکھو۔ ہم نے پانی رکھا، آپؐ نے غسل کیا، اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا: نہیں وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ لوگ مسجد میں نمازِ عشاء کے لیے سرورِ کونینؐ کے منتظر تھے۔ آپؐ نے ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پیغام لے جانے والے نے ابوبکر سے کہا کہ سرورِ کونینؐ آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہیں۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ عمر نے کہا کہ نہیں تم زیادہ مستحق ہو۔ چنانچہ ان دنوں ابوبکر نماز پڑھاتا رہا۔ جب پھر سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا۔ آپ دو آدمیوں کے درمیان باہر تشریف لائے۔ ان میں سے ایک عباس تھا۔ جب ابوبکر نے آپ کو دیکھا

تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپؐ نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا: مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو۔ انھوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ (راوی کہتا ہے:) ابوبکر کھڑے ہوکر سرورِ کونینؐ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا جبکہ آپ بیٹھے تھے اور لوگ ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے۔ پھر میں عبداللہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا: کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤ جو عائشہ نے مرضِ رسولؐ کے سلسلہ میں سنائی ہے۔ اس نے کہا: سناؤ۔ میں نے وہ حدیث سنائی۔ اس نے کسی بات کا انکار نہ کیا، البتہ یہ پوچھا کہ کیا عائشہ نے دوسرے آدمی کا نام لیا تھا جو عباس کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: نہیں تو اس نے کہا: وہ علیؑ تھے"۔

(۲۷) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۱۸، حدیث ۶۷۴

اسود عن عائشة قالت لما مرض النبي مرضه الذی مات فیه اتاه بلال یؤذنه بالصلوٰة قال مروا ابابکر فلیصل بالناس قلت ان ابابکر رجل اسیف ان یقیم مقامك یبك فلا یقدر علی قرأة فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقلت مثله فقال فی الثالثة او الرابعة ان کن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فصلی وخرج النبیؐ یهادنی بین رجلین کانی انظر الیه یخط برجلیه الارض فلما رآه ابوبکر ذهب یتأخر فاشار الیه ان صل فتأخر ابوبکر وقعد النبیؐ الی جنبه وابوبکر یسمع الناس التکبیر

تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپؐ نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا: مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو۔ انھوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ (راوی کہتا ہے:) ابوبکر کھڑے ہوکر سرورِ کونینؐ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا جبکہ آپ بیٹھے تھے اور لوگ ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے۔ پھر میں عبداللہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا: کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں جو عائشہ نے مرضِ رسولؐ کے سلسلہ میں سنائی ہے۔ اس نے کہا: سناؤ۔ میں نے وہ حدیث سنائی۔ اس نے کسی بات کا انکار نہ کیا، البتہ یہ پوچھا کہ کیا عائشہ نے دوسرے آدمی کا نام لیا تھا جو عباس کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: نہیں تو اس نے کہا: وہ علیؑ تھے''۔

(۴) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۱۸، حدیث ۶۷۴

اسود عن عائشة قالت لما مرض النبي مرضه الذی مات فیه اتاه بلال یؤذنه بالصلوٰة قال مروا ابابکر فلیصل بالناس قلت ان ابابکر رجل اسیف ان یقیم مقامك یبك فلا یقدر علی قرأة فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقلت مثله فقال فی الثالثة او الرابعة ان کن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فصلی وخرج النبیؐ یهادنی بین رجلین کانی انظر الیه یخط برجلیه الارض فلما رأه ابوبکر ذهب یتأخر فاشار الیه ان صل فتأخر ابوبکر وقعد النبیؐ الی جنبه وابوبکر یسمع الناس التکبیر

''اسود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ کونین مرضِ وفات میں مبتلا ہوئے، بلال آیا اور نماز کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے کہا: ابوبکر نرم دل ہے، جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو قرأت تک نہ کر سکے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے پھر وہی بات کی۔ چنانچہ آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا: تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ابوبکر نے نماز شروع کی۔ سرورِ کونینؐ دو آدمیوں کے درمیان نکلے۔ میں چشمِ تصور میں آج بھی آپ کے قدموں کو گھسٹتا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپ نے نماز جاری رکھنے کا اشارہ کیا لیکن ابوبکر پیچھے ہٹا۔ سرورِ کونینؐ اس کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ابوبکر آپ کی اقتداء میں لوگوں کو تکبیر سنانے لگا۔

(۷۵) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۱۹، حدیث ۶۷۵

اسود عن عائشة قالت ما ثقل النبیؐ جاء بلال یؤذنه بالصلٰوة فقال مروا ابابکر ان یصلی بالناس فقلت یارسول اللّٰه انا ابابکر رجل اسیف انه متی یقوم مقامك لا یسمع الناس لو امرت عمر فقال انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر ان یصلی بالناس فقلت لحفصة تقول له ان ابابکر رجل اسیف وانه متی ما یقوم مقامك لا یسمع الناس لو امرت عمر فقال انکن

لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر ان یصلی بالناس فلما دخل فی الصلوٰۃ وجد رسول اللّٰہ فی نفسہ خفۃً فقام یھادی بین رجلین ورجلاہ یخطان فی الارض حتّٰی دخل المسجد فلما سمع ابوبکر حسہ ذھب ابوبکر یتأخر فاومًا الیہ رسول اللّٰہ فجاء النبیؐ جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائمًا وکان رسول اللّٰہ یصلی قاعدًا یقتدی ابوبکر بصلاۃ رسول اللّٰہ والناس مقتدون بصلاۃ ابی بکر

''اسود اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ بھاری ہوگئے۔ بلال نماز کے لیے بلانے آیا۔ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ابوبکر نرم دل انسان ہے۔ جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو لوگوں کو آواز نہ سنا سکے گا۔ اگر آپ عمر کو حکم دیتے تو بہتر تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ جب ابوبکر نے نماز شروع کی تو سرورِ کونینؐ نے آپ کو ذرا سا ہلکا محسوس کیا۔ آپؐ دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت میں چلے کہ آپؐ کے قدم زمین پر گھسٹتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ داخلِ مسجد ہوئے۔ جب ابوبکر نے آپؐ کے آنے کی آواز سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ سرورِ کونینؐ نے اسے وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور ابوبکر کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ ابوبکر کھڑے ہوکر نماز پڑھا رہا تھا۔ سرورِ کونینؐ بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ ابوبکر سرورِ کونینؐ

کی اقتداء کر رہا تھا اور دوسرے لوگ ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے"۔

(۴۶) جلد اول، کتاب الاذان، ص ۳۲۰، حدیث ۶۷۸

عروة عن ابیه عن عائشة ان رسول اللّٰه قال فی مرضه مروا ابابکر یصلی بالناس قالت عائشة قلت له ان ابابکر اذا قام فی مقامك لم یسمع الناس من البکاء عمر فلیصل بالناس فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشة لحفصة قولی له ان ابابکر اذا قام فی مقامك لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل للناس ففعلت حفصة فقال رسول اللّٰه مه انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل للناس فقالت حفصة لعائشة ما کنت لاصیب منك خیرًا

"عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے۔ میں نے کہا کہ ابوبکر جب آپؐ کی جگہ کھڑا ہوگا تو بسبب گریہ کے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکے گا۔ عمر کو حکم دیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے حفصہ سے کہا کہ تو عرض کر کہ ابوبکر آپؐ کی جگہ کھڑا ہوکر گریہ کے سبب سے لوگوں کو سنا نہیں سکے گا۔ آپ عمر سے فرمائیں وہ نماز پڑھائے۔ چنانچہ حفصہ نے عرض کیا تو حفصہ سے آپؐ نے کہا: خاموش رہ، تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے مجھے کہا:

مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی حاصل نہیں ہوئی"۔

(۷۷) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۲۸۰، حدیث ۶۱۰

عروۃ عن عائشۃ ان النبیؐ قال مری ابابکر یصلی بالناس قالت انہ رجل اسیف متٰی یقیم مقامک رق فعاد فعادت قال شعبہ فقال فی لہ لثالثۃ او الرابعۃ ان کن صواحب یوسف مروا ابابکر

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اس نے کہا کہ وہ نرم دل آدمی ہے۔ جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو اس کا دل پسیج جائے گا۔ آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا: اس نے پھر وہی جواب دیا۔ شعبہ کہتا ہے کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے"۔

(۷۸) جلد سوم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۸۱۸، حدیث ۲۱۶۳

عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ قال فی مرضہ مروا ابابکر یصلی بالناس قالت عائشۃ قلت ان ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ قلت لحفصۃ قولی انا ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصۃ فقال رسول اللّٰہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل للناس فقالت حفصۃ لعائشۃ ما کنت لاصیب منک خیرًا

"عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اُم المومنین عائشہ کہتی ہے: میں نے کہا: ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکے گا۔ عمر سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپؐ نے کہا: ابوبکر سے کہو: لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اُم المومنین عائشہ نے حفصہ سے کہا کہ تو کہہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو گریہ کے سبب لوگوں کو سنا نہ سکے گا۔ عمر سے کہیں وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ حفصہ نے ایسا کیا تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا: خاموش رہ۔ تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا: مجھے کبھی بھی تیری طرف سے اچھائی نصیب نہیں ہوئی"۔

جائزہ

کُل نو احادیث ہیں جن کے راوی حسب ذیل ہیں:

- اسود: جلد اول، نمبر ۶۲۹، ۶۷۴، ۶۷۵
- عروہ: جلد اول نمبر ۶۱۰، ۶۴۷، ۶۷۸۔ جلد سوم، نمبر ۲۱۶۳
- ہشام: جلد اول، نمبر ۶۴۲
- عبید اللہ ابن عبد اللہ، جلد اول، نمبر ۶۵۱

مشترکہ نکات

* سرورِ کونینؐ اپنے آخری مرض میں ابوبکر کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسے کہو نماز پڑھائے۔

* ایسے نازک وقت میں سرورِ کونینؐ کے پاس نہ ابوبکر ہے اور نہ عمر ہے۔
* اُم المومنین عائشہ ابوبکر کی نرم دلی کا عذر کر کے ابوبکر کو نماز پڑھانے سے بچانے پر مصر ہے۔
* سرورِ کونینؐ ابوبکر کو امامِ جماعت بنانے پر مصر ہیں۔
* جب سرورِ کونینؐ اپنے کو ہلکا محسوس کرتے ہیں تو اگرچہ ابوبکر کو جماعت کرانے کا کہلا چکے ہیں۔ پھر بھی جناب عباس اور حضرت علیؑ کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے آتے ہیں اور ابوبکر کے پیچھے مقتدی بن کر کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ جاتے ہیں۔

مختلف نکات

یہ نہ بھولیں کہ ہر عنوان کے تحت راقم الحروف نے جو متعدد احادیث مختلف ابواب سے جمع کی ہیں، اس سے میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ہمارے اکثر بھائی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بخاری شریف میں تکررات زیادہ ہیں یعنی ایک ہی حدیث کو مختلف مقاصد کے تحت مختلف ابواب میں نقل کیا گیا ہے۔ جب کہ میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ تکرار قطعی نہیں ہے۔ ہر حدیث دوسری سے لفظاً، معنیً اور مفہوم میں بالکل مختلف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

* جلد اول، نمبر ۶۲۹ میں اسود اس وقت اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے جب چند افراد اکٹھے بیٹھے ہیں، عظمتِ نماز کا ذکر چل رہا ہے۔ اُم المومنین اسی اثنا میں فرماتی ہیں۔
* سرورِ کونینؐ نے مرض الموت میں اپنے پاس بیٹھنے والے مردوں سے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ملاحظہ فرمائیں: لفظ ہے مُرُوا جمع مذکر مخاطب فعل امر کا صیغہ ہے یعنی آپ کے مخاطب مرد ہیں۔ انہوں نے ابوبکر کی جانب سے معذرت کی۔

* آپؐ نے دوسری مرتبہ فرمایا، مخاطبین نے دوسری مرتبہ معذرت کی۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا، مخاطبین نے پھر معذرت کی تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا: تم عورتیں تو یوسف کے ساتھ والیوں جیسی ہو گویا مخاطب مردوں سے نہیں بلکہ غیر مخاطب عورتوں نے بیچ میں ٹپکنے کی کوشش کی جنہیں سرورِ کونینؐ نے ڈانٹ دیا۔
* ابوبکر جب نماز پڑھانے لگے تو سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا۔ چنانچہ اُٹھے اور دو آدمیوں کا سہارا لیا۔ اُم المومنین چشمِ تصور سے دیکھ رہی ہیں کہ سرورِ کونینؐ دو آدمیوں کا سہارا لیے آ رہے ہیں اور آپ کے قدم زمین پر گھسٹ رہے ہیں۔
* ابوبکر نے آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو سرورِ کونینؐ نے اشارہ سے منع کر دیا اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

● نمبر۲، جلد اول، حدیث ۶۴۲:

* اُم المومنین عائشہ ابوبکر کی طرف سے بذاتِ خود معذرت کرتی ہیں اور ساتھ ہی متبادل امام جماعت کی نشاندہی بھی کرتی ہیں کہ ابوبکر کی جگہ عمر سے کہیں۔
* جب سرورِ کونینؐ اُم المومنین عائشہ کی بات کو اَن سنا کر کے اپنے حکم کا تکرار کرتے ہیں تو اُم المومنین عائشہ حفصہ سے کہتی ہے کہ تم کہو، حفصہ وہی بات کہتی ہے تو سرورِ کونینؐ اپنی تمام ازواج سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تم تو سب یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ انکن تم سب، ایک یا دو نہیں بلکہ تم سب۔
* حفصہ بی بی عائشہ سے شکوہ کے الفاظ میں کہتی ہے کہ تو نے کبھی مجھ سے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ ذرا اندازہ کریں یہ دونوں احادیث جس طرح الفاظ میں مختلف ہیں اسی طرح مفہوم میں بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں یا نہیں۔

● نمبر۳، جلد اول، حدیث ۶۴۷:

* اس حدیث میں اُم المومنین انتہائی سادگی سے بتاتی ہیں کہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کو

نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابوبکر نے نماز پڑھانا شروع کی۔ آپ ذرا ہلکے ہوئے تو مسجد میں خود بخود چلے آئے۔ ابوبکر نے آپ کو آتا دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگا۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا: جہاں ہو وہیں رہو اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے، نہ بی بی عائشہ کی معذرت ہے نہ سرورِ کونینؐ کا اصرار ہے سابقہ دونوں احادیث سے کتنی مختلف ہے۔

● نمبر۴، جلد اول، حدیث ۶۵۱

٭ اس حدیث میں راوی عبیداللہ ابن عبداللہ چل کر جاتا ہے۔ بی بی سے مرضِ نبیؐ کا حال دریافت کرتا ہے۔ بی بی بتاتی ہے:

① سرورِ کونینؐ بوجھل ہوئے تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ بتایا گیا نہیں۔ فرمایا: غسل کے لیے پانی رکھو۔ پانی رکھا گیا، غسل کیا، اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا، پھر پوچھا پھر غسل کیا۔ پھر اٹھتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا پھر پوچھا، پھر غسل کیا۔ اُٹھتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا، پھر پوچھا۔

② اب ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا۔ ابوبکر کو پیغام ملا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا تم پڑھاؤ۔ عمر نے کہا: تم زیادہ حقدار ہو۔ ابوبکر نے نماز شروع کر دی۔

③ کئی دن تک ابوبکر نماز پڑھاتے رہے۔

④ ایک دن ظہر کی نماز ابوبکر پڑھا رہے تھے کہ سرورِ کونینؐ نے کچھ آرام محسوس کیا۔ سرورِ کونینؐ اپنے چچا عباس اور داماد علیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے۔

⑤ ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا، پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارے سے منع کیا اور پہلو میں بیٹھ گئے۔

⑥ بی بی عائشہ آپؐ کے چچا عباس اور داماد علیؑ میں سے ایک کا نام لیتی ہے لیکن

دوسرے کا نام نہیں لیتی۔

⑦ حدیث کا راوی عبید اللہ بی بی سے سن کر عبد اللہ ابن عباس کے پاس جاتا ہے۔
اسے حدیث سناتا ہے، عبد اللہ تصدیق کرتا ہے۔

بھلا بتایئے سابقہ تین احادیث سے اس کا کیا ربط ہے، قطعی طور پر ان سے مختلف ہے۔

● نمبر ۵، جلد اول، حدیث ۶۷۴

① سرورِ کونینؐ بیمار ہیں، بلال نماز کی اطلاع دینے آتا ہے۔ آپؐ کہتے ہیں ابوبکر سے کہو نماز پڑھائے۔

② بی بی تین مرتبہ معذرت کرتی ہے، آپؐ یوسف کی ساتھ والیاں فرما کر چپ کراتے ہیں۔

③ آپ مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ ابوبکر پیچھے ہٹنا چاہتا ہے۔ آپؐ اشارہ سے منع فرماتے ہیں لیکن پھر ابوبکر ہٹ جاتا ہے۔ امامت خود سرورِ کونین کرتے ہیں۔
ابوبکر آپ کی صدائے تکبیر دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

دیکھئے سابقہ احادیث میں سے وہ کون سی حدیث ہے جس سے اس حدیث کا مفہوم متحد ہو، یا لفظ متحد ہوں۔

● نمبر ۶، جلد اول، حدیث ۶۷۵

① بلال اطلاع نماز دینے آتا ہے، آپؐ ابوبکر کی طرف بھیجتے ہیں۔

② بی بی ابوبکر کی طرف سے معذرت کر کے عمر کا مشورہ دیتی ہیں۔

③ سرورِ کونینؐ بی بی کی بات نہیں سنتے۔ بی بی حفصہ سے کہتی ہے: حفصہ آپ سے وہی کہتی ہے جو بی بی نے پڑھایا ہے۔ آپؐ حفصہ کو جھڑک کر خاموش کرا دیتے ہیں۔

④ سرورِ کونینؐ طبیعت بحال محسوس کرتے ہیں دو مردوں کے سہارے مسجد میں آتے ہیں۔

⑤ ابوبکر آپؐ کی آمد محسوس کرتا ہے جبکہ سابقہ احادیث میں ابوبکر آپؐ کو آتا ہوا دیکھتا ہے۔ اندازہ کیجیے تکرار کہاں ہے؟

● نمبر ۷، جلد اول، حدیث ۶۷۸

سرسری نظر سے دیکھنے والا تو یہی سمجھے گا کہ یہ حدیث جلد اول، حدیث ۶۴۲ جیسی ہے، لہٰذا تکرار ہے حالانکہ ملاحظہ فرمائیے:

جلد اول، نمبر ۶۴۲، ففعلت حفصة، حفصہ نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا۔

جلد اول، نمبر ۶۷۸ میں یہ لفظ نہیں ہے۔

● نمبر ۸، جلد دوم، حدیث ۶۱۰، تو سب سے اس لیے مختلف ہے کہ دیگر تمام احادیث میں سرورِ کونینؐ کے مخاطب مرد ہیں جب کہ زیرِ نظر حدیث میں مخاطب بلاواسطہ اُم المومنین عائشہ ہے۔

دیگر احادیث: مروا ابابکر "ابوبکر سے کہو"۔

زیرِ نظر حدیث: مری ابابکر "ابوبکر سے تو کہہ"۔

● نمبر ۹، جلد سوم، حدیث ۲۱۶۳ بھی ظاہر جلد اول، نمبر ۶۴۲ اور ۶۷۸ کی طرح معلوم ہوتی ہے لیکن ملاحظہ فرمائیے:

جلد اول، نمبر ۶۴۲: قلت لحفضة قولی له، جلد اول، نمبر ۶۷۸، قلت لحفضة قولی له۔ جلد سوم، نمبر ۲۱۶۳ قلت لحفضة قولی۔ دیگر دونوں احادیث میں لفظ له ہے، جبکہ زیرِ نظر حدیث میں لفظ له نہیں ہے۔ یہی لفظی اختلاف معنیٰ اور مفہوم میں اختلاف کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مکررات میں غلط ہیں۔ تمام احادیث آپ کے سامنے ہیں۔ کوئی ایک حدیث دوسری سے لفظاً متحد نہیں۔ جب

لفظاً متحد نہیں تو معنوی اتحاد بھی نہیں ہوگا۔

اب تدبر:...... تمام احادیث کو اگر جوڑ کر ایک کر لیا جائے تو افسانۂ امامت ابوبکر یوں بنے گا:

"اُم المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سرورِ کونینؐ پر مرض نے قابو پالیا تو آپؐ مسجد میں جماعت کی خاطر تشریف نہ لے جاسکے۔ بلال نے معمول کے مطابق اذان کہی۔ کچھ دیر آپؐ کے آنے کا انتظار کیا، پھر بلال اندر چلا آیا۔ آپؐ سے جماعت کی درخواست کی یا آپؐ نے ازخود پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ لوگ منتظر ہیں آپؐ نے غسل کے لیے پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا۔ آپؐ نے غسل کیا، جب اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا پھر نماز کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ لوگ انتظار میں ہیں تو آپؐ نے غسل کے لیے پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا، آپؐ نے غسل کیا۔ جب اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے ـــــ جب افاقہ ہوا تو پھر نماز کا پوچھا۔ جب تیسری مرتبہ بھی انتظار کا بتایا گیا تو آپؐ نے پھر غسل کے لیے پانی رکھنے کا حکم دیا۔ پانی رکھ دیا گیا۔ آپؐ نے غسل کیا اور اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ افاقہ ہوا تو نماز کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ لوگ ابھی تک منتظر ہیں تو آپؐ نے کسی کو بھیجا کہ جا ابوبکر سے کہہ کہ وہ نماز پڑھائے۔ اُم المومنین عائشہ نے کہا کہ ابوبکر انتہائی نرم دل ہے۔ جب آپؐ کی جگہ کھڑا ہوگا تو اسے رونے پر قابو نہ رہے گا جس کی وجہ سے اس کی آواز حلق میں اٹک جائے گی۔ لوگوں تک اس کی آواز نہ پہنچ سکے گی۔ آپ عمرؓ کو فرمائیں وہ نماز پڑھائے۔ آپؐ نے پھر ابوبکر کا کہا تو بی بی عائشہ نے حفصہ کو بیچ میں ڈالا کہ میری تو نہیں سنتے، جو کچھ میں نے کہا ہے تو کہہ۔ چنانچہ حفصہ نے کہا: جب اصرار بڑھ گیا تو آپؐ نے کہنے والیوں سے فرمایا کہ تم تو یوسف کے اردگرد والی عورتوں جیسی ہو، ابوبکر ہی نماز پڑھائے گا۔ قاصد نے جا کر ابوبکر کو سرورِ کونین کا پیغام دیا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا: تم پڑھاؤ۔ عمر

نے کہا: نہیں تم زیادہ حق دار ہو۔ ابوبکر مصلّے پر کھڑے ہوگئے۔ نماز شروع کردی۔ ادھر سرورِ کونینؐ نے اپنے کو ہلکا محسوس کیا تو اپنے چچا عباس اور بھائی علیؑ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے قدم گھسیٹتے داخلِ مسجد ہوئے۔ ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا۔ اس نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ سرورِ کونینؐ نے اشارہ سے منع کیا اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ نماز شروع کردی۔ ابوبکر آپؐ کی صدائے تکبیر دوسرے لوگوں تک پہنچاتا رہا۔۔۔۔ یہ ہے افسانۂ امامت کا خلاصہ۔ چند سوالات ہیں جن کے بغیر یہ افسانہ مکمل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی سلیم الطبع اور ہوش مند جواب عنایت فرما سکے تو نوازش ہوگی۔

* بلال جب اندر بلانے آیا تو اس نے اندر آنے کی اجازت کس سے مانگی جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ تمام احادیث کا اندازِ بیان جدا ہے۔ اگر یہ ایک ہی واقعہ کی نو تعبیریں ہیں تو گویا واقعہ سرے سے غلط ہے کیونکہ جب اصل روایت کا سرچشمہ ایک فرد ہے، یعنی اُم المومنین عائشہ، پھر ایک واقعہ نو مختلف انداز میں بیان کرنے کی کوئی معقول وجہ کیا ہوگی؟
* اگر ایک واقعہ نہیں تو گویا مرض الموت میں نو مرتبہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کو پیش نماز بنایا۔ اگر اسے درست مان لیا جائے کہ نو مرتبہ سرورِ کونینؐ نے پیش نماز مقرر کیا تو کیوں؟
* کیا پہلی مرتبہ کے تقرر کے بعد ابوبکر نے انکار کردیا تھا یا نماز پڑھنے والوں نے اعتراض کیا تھا یا سرورِ کونینؐ خود پسند نہیں کرتے تھے۔ یہ آٹھ مرتبہ کی معزولی اور تقرری کیا ہے؟
* بلال جب اندر آیا تو اجازت لے کر آیا تھا یا نہیں؟
* اگر اجازت لے کر آیا تھا تو کس سے؟ اور اس اجازت کا ذکر کہاں ملے گا؟
* اگر اجازت لے کر نہیں آیا تو بی بی نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

- یا کوئی صحابی بھی سرورِ کونینؐ کے پاس آنے کے لیے اجازت کا پابند نہیں تھا۔ اگر یہ پابندی نہیں تھی تو کیوں؟
- سرورِ کونینؐ نے بے ہوشی کے بعد غسل کیوں ضروری سمجھا؟
- جب ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا گیا وہ کہاں تھے؟
- اس جانے والے کا نام کیا تھا؟
- جب داماد اس قدر رنڈھال تھا تو سسر اس کے پاس موجود کیوں نہ تھے؟
- کیا سرورِ کونینؐ کے حکم سے باہر گئے ہوئے تھے؟
- اگر آپؐ کے حکم سے باہر گئے تھے تو وہ حکم کہاں ہے اور وہ کام کون سا تھا؟
- جب سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کے پاس قاصد بھیجا تھا تو ابوبکر نے عمر سے کیوں نماز پڑھانے کا کہا؟
- کیا یہ انتخاب سرورِ کونینؐ کی خلاف ورزی نہیں؟
- اگر اصحابی کلھم عدول (میرے تمام صحابی عادل ہیں) والی حدیث درست ہے تو ابوبکر نے عمر کے بجائے کسی دوسرے کو کیوں نہیں کہا؟
- جب سرورِ کونینؐ ابوبکر کا نام لیتے ہیں تو بی بی عائشہ کبھی خود اور کبھی حفصہ کے ذریعے کیوں اس انتخاب پر اعتراض کرتی ہے؟
- انتخابِ سرورِ کونینؐ پر اعتراض مقامِ مصطفیٰ کے خلاف نہیں؟
- سرورِ کونینؐ نے اپنے آخری وقت میں اُم المومنین عائشہ اور ان کی دیگر ہم نواؤں کو یوسف کے ساتھ والیوں سے کیوں تشبیہ دی؟
- یوسف کے ارد گرد رہنے والیاں نیک خصلت تھیں یا کچھ اور؟
- جب سرورِ کونینؐ نے جمع کے صیغہ سے تمام ازواج کو یوسف کے گرد گھیرا ڈالنے والیوں سے تشبیہ دی تو حفصہ نے صرف بی بی عائشہ سے کیوں کہا کہ مجھے تیری

طرف سے کبھی کوئی اچھائی میسر نہیں آئی؟

* جب سرورِ کونینؐ نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا پھر اتنی تکلیف کر کے کہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا پر چل کر قدم گھسیٹتے ہوئے کیوں تشریف لائے؟
* سرورِ کونینؐ ابوبکر کے سامنے کی طرف سے مسجد میں آئے تھے یا پہلو کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے؟
* اگر سامنے کی طرف سے آئے تھے تو ذرا یہ بتایا جائے کہ سرورِ کونین کا دروازہ قبلہ کی طرف تھا یا کسی دوسری جانب؟ اگر قبلہ رخ دروازہ ہو تو اس کا ثبوت کیا ہے؟
* اگر قبلہ رخ تھا، ابوبکر نے آپ کو آتا ہوا دیکھ لیا تھا اور حکمِ سرورِ کونینؐ سے مصلّے پر کھڑے ہوئے تھے، پھر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیوں کیا؟
* جب پیچھے ہٹنے کا ارادہ کر چکے تھے اور سرورِ کونینؐ نے اشارہ سے منع کیا تو پھر جلد اول، نمبر ۶۷۴ کے مطابق اشارہ جو حکمِ رسولؐ تھا کے باوجود پیچھے ہٹ کیوں گئے؟
* کیا پیچھے ہٹ کر حکم عدولی نہیں کی؟
* اگر حکم عدولی نہیں کی تو کیسے اور اگر کی تو اس کا جواز کیا ہے؟
* جلد اول، نمبر ۶۷۵ کے مطابق سرورِ کونینؐ سامنے سے نہیں آئے کیونکہ سمع ابوبکر حسہ "ابوبکر نے آپؐ کی چاپ سنی"۔ اگر سامنے سے آتے تو چاپ نہ سنتے بلکہ دیکھتے جبکہ دیگر آٹھ احادیث کے مطابق ابوبکر نے دیکھا ہے۔ ان دو میں سے کون سا نظریہ درست ہے؟
* اگر چاپ سن کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو پھر سرورِ کونینؐ کا اشارہ کیسے دیکھ لیا؟
* اگر آپؐ سامنے سے نہیں آئے بلکہ کسی پہلو سے آئے ہیں تو ابوبکر نے کیسے دیکھ لیا؟

* کیا نماز میں قبلہ رخ ہونا واجب نہیں؟
* سب سے بڑھ کر جب آپ مسجد میں تشریف لے آئے ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ آپ کی آمد پر ابوبکر کا پیچھے ہٹنا، سرورِ کونینؐ کا اشارہ کرنا اور پہلو میں بیٹھنا اُم المومنین عائشہ کو کیسے معلوم ہوا؟
* کیا بی بی خود ساتھ آئیں تھیں؟
* اگر ساتھ آئیں تھیں تو کس تاریخ میں ہے؟
* اگر ساتھ نہیں آئیں تو انھیں یہ سب کچھ کیسے پتہ چلا؟
* انہوں نے خود دیکھا نہیں اور دوسرے کسی کا بتایا نہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟
* کہیں ایسا تو نہیں کہ سب کچھ بعد کی پیداوار ہو؟
* اگر حقیقتاً اس وقت یہ سب کچھ ہوا ہوتا تو سقیفہ میں عمر صاحب ضرور یہ سہرا ابوبکر کے سر پر سجاتے حالانکہ تاریخ شاہد ہے سقیفہ میں ایسی کوئی بات نہیں۔
* خود اُم المومنین حفصہ جو اس افسانہ میں شریکِ کار تھی اس نے اسے روایت کیوں نہیں کیا؟

فیصلہ

جو کچھ ان نو احادیث سے ثابت ہوتا ہے، وہ صرف یہی ہے کہ ابوبکر کی امامت کا افسانۂ دستار خلافت باندھ لینے کے بعد بی بی نے اپنے ابا جی کی دیوارِ خلافت کو سہارا دینے کے لیے گھڑا ہے۔ ان شا اللہ نظامِ مصطفیٰ حصہ سوم میں آپ بی بی کا دردِ سر اور سرورِ کونینؐ کی خواہش کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرمائیں گے کہ سرورِ کونینؐ کا زبانی بتاتے ہیں کہ میں تو ابوبکر کی خلافت کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں لیکن اللہ کے ٹھکرانے اور مومنین کے انکار کا خطرہ ہے۔ اس لیے میں نے اپنا کیا ہوا ارادہ واپس لے لیا ہے۔ جب سرورِ کونینؐ نے نیابت ابوبکر کا ارادہ واپس لے لیا تھا تو پھر دوبارہ کب ارادہ کیا۔ تاریخ جو ایک مسلسل

عمل ہے، نے آج تک یہ نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر یا عمر میں سے کسی کو بھی اس قابل سمجھا ہو کہ انہیں کسی علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا ہو۔ ایسے لوگ جن پر سرورِ کونینؐ صرف زکوٰۃ وصول کرنے کا اعتماد نہیں کر سکتے تھے وہ کب اس اہل ہو سکتے ہیں کہ انہیں مسندِ رسالت کا اہل سمجھ لیا جائے۔

عمل ہے، نے آج تک یہ نہیں بتایا کہ سرورِ کونینؐ نے ابوبکر یا عمر میں سے کسی کو بھی اس قابل سمجھا ہو کہ انہیں کسی علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا ہو۔ ایسے لوگ جن پر سرورِ کونینؐ صرف زکوٰۃ وصول کرنے کا اعتماد نہیں کر سکتے تھے وہ کب اس اہل ہو سکتے ہیں کہ انہیں مسندِ رسالتؐ کا اہل سمجھ لیا جائے۔

الوداع

کُل تیرہ احادیث ہیں:

- جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۸۶۷، راوی عروہ
- جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۱۵۶۴، "
- جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۳، راوی ابوملیکہ
- جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۴، راوی ابوسلمہ
- جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۰۶۸، راوی عبدالرحمٰن
- جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۸۴، راوی عروہ
- جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث ۱۵۷۵، راوی عبیداللہ ابن عتبہ
- جلد اول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۲۰۵، راوی ابن عباس
- جلد سوم، کتاب اللباس، حدیث ۷۶۰، راوی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن
- جلد سوم، کتاب الرقاق، حدیث ۱۴۳۰، راوی ابوعمرو ذکوان
- جلد اول، کتاب المرضیٰ، حدیث ۶۰۵، راوی مسروق
- جلد دوم، کتاب الانبیاء، حدیث ۷۴۸، راوی عروہ

(۷۹) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۴۷۷، حدیث ۱۱۶۳

اخبرنی ابوسلمة ان عائشة اخبرته قالت اقبل ابوبکر علی فرسه من مسکنه بالسخ حتّٰی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتّٰی دخل علی عائشة فیتمم النبیؐ وهو

مسجیً ببرد حبرة فکشف عن وجهه ثم اکب علیه فقبله ثم بکی فقال بابی انت یانبی اللّٰه لا یجمع اللّٰه علیك موتتین اما الموتة الاولیٰ التی کتبت علیك فقد متها – قال ابوسلمة فاخبرنی ابن عباس ان ابابکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس فانی فقال اجلس فانی فتشهد ابوبکر فمال الیه الناس وترکوا عمر قال امابعد فمن کان منکم یعبد محمدًا فانه قدمات ومن کان یعبد اللّٰه فان اللّٰه حی لا یموت قال اللّٰه ما محمد الا رسول الی الشاکرین واللّٰه لکان الناس لم یکونوا یعلمون ان اللّٰه انزل حتیٰ تلاها ابوبکر فتلقاها منه الناس فما یسمع بشر الا یتلوها

"ابوسلمہ نے اُم المومنین عائشہ سے روایت کی ہے۔ ابوبکر اپنے محلۂ سخ میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پرسوار ہوکر آئے۔ گھوڑے سے اُترے، داخلِ مسجد ہوئے، لوگوں سے بات نہ کی۔ عائشہ کے پاس آئے۔ سرورِ کونینؐ کے قریب گئے۔ آپؐ یمنی چادر کے نیچے تھے۔ منہ سے کپڑا اٹھایا، جھکے، بوسہ لیا، پھر رو دیئے اور کہا: میرا باپ قربان ہو، اے نبیؐ خدا! اللہ آپ کو دو موتیں نہ دے گا: پہلی موت جو مقدر تھی وہ آ چکی ہے۔

ابوسلمہ کہتا ہے کہ مجھے ابن عباس نے بتایا ہے کہ اس کے بعد ابوبکر باہر نکلا، اس وقت عمر لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا: بیٹھ جا، اس نے انکار کر دیا۔ ابوبکر نے دوسری مرتبہ کہا۔

اس نے پھر انکار کر دیا۔ ابوبکر نے کلمۂ شہادت پڑھا لوگوں نے عمر کو چھوڑ دیا اور ابوبکر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابوبکر نے کہا: امابعد! تم میں سے جو شخص محمدؐ کی پرستش کرتا تھا یقین رکھو کہ وہ مر گیا ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقین رکھو کہ وہ حی ولایموت ہے۔ پھر مامحمد الا رسول سے شاکرین تک آیت پڑھی۔ بخدا یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت ایسے لگی، جیسے اُتری ہی نہ ہو۔ جب ابوبکر نے پڑھی تو لوگوں نے یاد کی اور پھر ہر شخص نے اس آیت کو ورد بنالیا"۔

(۸۰) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۳۸۳، حدیث ۸۶۷

عروۃ ابن زبیر عن عائشۃ زوج النبیؐ ان رسول اللّٰہ مات وابوبکر بالسخ قال اسماعیل یعنی بالعالیۃ فقام عمر یقول واللّٰہ مامات رسول اللّٰہ ، قالت وقال عمر واللّٰہ ما کان یقع فی نفسی الا ذاك ولیبعثنہ اللّٰہ فلیقطعن ایدی الرجال وارجلھم فجاء ابوبکر فکشف عن رسول اللّٰہ فقبلہ قال بابی انت وامی طبت حیًا ومیتا والذی نفسی بیدہ لا یذیقك اللّٰہ موتتین ابدًا ثم خرج فقال ایھا الحالف علی رسلك فلما تکلم ابوبکر جلس عمر فحمد اللّٰہ واثنی علیہ وقال –

الا من کان یعبد محمدًا فان اللّٰہ حی قدمات ومن کان یعبد اللّٰہ فاللّٰہ حی لا یموت وقال انك میت وانھم میتون وقال ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ

الرسل أفأن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضراللّٰه شیئًا وسیجزی اللّٰه الشاکرین —

قال فنشج الناس یبکون ، قال واجتمعت الانصار الی سعد ابن عباده فی سقیفة بنی ساعده فقالوا منا امیر ومنکم امیر فذهب الیهم ابوبکر وعمر ابن خطاب وابو عبیدة ابن الجراح فذهب عمر یتکلم فاسکته ابوبکر وکان عمر یقول واللّٰه ما اردت بذلك الا انی قد هیئات کلامًا قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغه ابوبکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامه نحن الا مراد وانتم الوزراء فقال حباب ابن المنذر لا واللّٰه لا نفعل منا امیر ومنکم امیر فقال ابوبکر لا ولا کنا الامراء وانتم الوزراء هم اوسط العرب دارًا واعربهم احسابا فبایعوا عمر او ابا عبیدة فقال عمر بل بنایعك انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللّٰه فاخذ عمر بیده فبایعه الناس فقال قائل قتلتهم سعد ابن عباده فقال عمره قتله اللّٰه —

اخبرنی القاسم ان عائشة قالت شخص بصر النبیؐ — ثم قال فی الرفیق الاعلٰی ثلاثًا وقص الحدیث قالت فما کانت من خطبته هما الا نفع اللّٰه بهما لقد خوف عمر الناس وان فیهم لنفاقًا فردهم اللّٰه بذلك ثم لقد بصر

ابوبکر الناس الھدیٰ وعرفھم الحق الذی علیھم اخرجوا یتلون ما محمد الا رسول قد خلت من قبل الرسل الی الشاکرین

"عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ فوت ہوئے تو ابوبکر سخ میں تھا (اسماعیل کہتا ہے یعنی بلندی پر تھا) عمر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: بخدا سرورِ کونینؐ فوت نہیں ہوئے۔ بی بی کہتی ہے کہ عمر کہا کرتا تھا: بخدا میرے ذہن میں تو یہی تھا کہ ابھی اللہ انہیں پھر مبعوث کرے گا اور وہ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں توڑ دیں گے ــــ کہ اتنے میں ابوبکر آئے۔ آپؐ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا، بوسہ لیا اور کہا ــــ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپؐ جس طرح زندگی میں پاکیزہ تھے اسی طرح زندگی کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم! اللہ آپؐ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ پھر باہر نکلے اور کہا ــــ او قسم کھانے والے! ذرا ٹھہر جا ــــ جب ابوبکر نے بات شروع کی، عمر بیٹھ گیا۔ ابوبکر نے حمد و ثنا کے بعد کہا ــــ یقین رکھو! جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا، تو وہ مر گیا ہے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ حی ولا یموت ہے۔ اللہ ہی نے فرمایا ہے تو بھی مرنے والا ہے اور یہ بھی مرنے والے ہیں، اور فرمایا ہے محمدؐ صرف رسول ہی تو تھا اس سے پہلے بھی انبیاءؑ گزرے ہیں۔ اگر یہ فوت ہو گیا یا شہید کر دیا گیا تو کیا تم پھر اپنے پچھلے پاؤں پر اُلٹ جاؤ گے۔ اگر کوئی اپنے پچھلے پاؤں پر

اُلٹا پھرا تو اللہ کو ہرگز ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔

لوگوں نے رونا شروع کردیا۔ انصار سعد ابن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور کہنے لگے: ایک امیر تم سے ہوگا اور ایک امیر ہم سے ہوگا۔ اتنے میں ابوبکر، عمر ابن خطاب اور ابوعبیدہ ابن جراح بھی پہنچ گئے۔ عمر نے کچھ بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے اسے خاموش رہنے کو کہا۔ عمر کہا کرتا تھا: بخدا میرا ارادہ صرف یہ تھا کہ میں نے اس وقت کے لیے جو کلام (تقریر) تیار کر رکھی تھی، ابوبکر اس تک پہنچ نہ پائے گا۔

پھر ابوبکر نے بات شروع کی تو ہر ایک سے بلاغت دکھائی اور کہا ــــ ہم حکمران ہوں گے، تم وزیر ہوگے۔ جناب ابن منذر نے کہا: بخدا ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک امیر تمہارا ہوگا ــــ ابوبکر نے کہا: ہرگز نہیں ہم حکمران ہوں گے، تم وزیر رہو گے کیونکہ مہاجرین عربوں کی نسبت اوسط گھر والے ہیں۔ تم چاہو تو عمر کی بیعت کرلو ــــ اور چاہو تو ابوعبیدہ کی بیعت کرلو۔

عمر نے کہا: نہیں بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ ہم سے اچھے ہیں اور آپ ہم سب کی نسبت محبوبِ سرورِ کونینؐ ہیں۔ عمر نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں نے بیعت کرلی۔

ابوالقاسم کہتا ہے کہ مجھے اُم المومنین عائشہ نے بتایا کہ سرورِ کونینؐ

کی نگاہ ایک ہوئی۔ پھر تین مرتبہ کہا: فی الرفیق الاعلیٰ، اس کے بعد پورا واقعہ سنایا۔ اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر اور عمر دونوں کے خطبوں نے بہت بڑا فائدہ پہنچایا۔ عمر نے لوگوں کو خوب دھمکایا کیونکہ ان میں نفاق تھا۔ عمر کی دھمکی سے ان کا نفاق جاتا رہا۔ پھر ابوبکر نے لوگوں کو ہدایت کی اور انہیں راہِ حق دکھائی۔ جب لوگ وہاں سے اُٹھے تو محمد صرف رسولؐ ہی تو ہے والی آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔

(۸۱) جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۶۹۸، حدیث ۱۵۶۴

عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللّٰہ کان اذا اشتکی نفث علی نفسہ بالمعوذات ومسح عن بیدہ فلما اشتکی وجعہ الذی توفی فیہ طفقت انفث علی نفسہ بالمعوذات التی کان ینفث وامسح بید النبیؐ عنہ۔

''عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب کبھی بیمار ہوجاتے تو معوذات پڑھ کر اپنا ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وہی معوذات جو آپؐ پڑھا کرتے تھے میں پڑھ کر دم کرتی اور آپ کا ہاتھ آپؐ کے جسم پر پھیرتی تھی''۔

(۸۲) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۳، حدیث ۱۵۷۳

ابی ملیکہ عن عائشۃ قالت توفی النبیؐ فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وکانت احدینا تعوذہ بدعاء المریض اذا مرض فذھبت اعوذ فرفع رأسہ الی

السماء وقال في الرفيق الاعلىٰ ومر عبدالرحمن ابن ابي بكر وفي يده جريدة رطبة فنظر اليه النبي فظننت ان له بها حاجت فاخذتها مضغت رأسها ونفضتها فدفعتها اليه فاستن بها كاحسن ما كان مستنا ثم ناولينها فسقطت او سقطت من يده فجمع الله بين ريقي وريقه في آخر يوم من الدنيا واولي يوم من الآخرة

''ابوملیکہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ میرے حجرہ میں میری باری والے دن میں اور میرے سینہ اور گردن کے درمیان فوت ہوئے۔ ہم میں سے کوئی ایک آپ پر وہ دعا پڑھتی تھی جو مریض پر پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ میں وہ دعا پڑھنے لگی۔ آپؐ نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور کہا: في الرفيق الاعلىٰ۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر گزرا۔ اس کے ہاتھ میں تازہ شاخ تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے سمجھا کہ آپؐ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ میں نے اس سے لی اُسے چبایا اور آپ کو دے دی۔ آپؐ نے انتہائی اچھی طرح مسواک کیا۔ پھر مجھے پکڑایا تو وہ گر گیا یا آپؐ کے ہاتھ ہی سے گر گیا۔ اللہ نے آپؐ کے دنیا سے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میرے اور آپ کے لعابِ دہن کو مسواک کے ذریعہ ملا دیا''۔

(۸۳) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۳، حدیث ۱۵۷۴

ابوسلمة ان عائشة اخبرته ان ابابكر اقبل على فرس من مسكنه بالسنح حتى عائشة فتيمم رسول الله وهو

يغشي بثوب حبرة فكشف عن وجهه ثم اكب عليه فقبله وبكى ثم قال بابي انت وامي والله لا يجمع الله عليك موتتين اما الموتة التي كتبت عليك فقد متها قال الزهرى حدثني ابوسلمة عن عبدالله ابن عباس ان ابابكر خرج وعمر يكلم الناس فقال اجلس ياعمر فابى عمر ان يجلس فاقبل الناس اليه وتركوا عمر فقال ابوبكر

امابعد! من كان منكم يعبد محمدًا فان محمدًا قدمات ، ومن كان منكم يعبد الله فان الله حي لا يموت قال الله وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الى قوله الشاكرين — وقال والله لكان الناس لم يعلموا ان الله انزل هذه الآية حتى تلاها ابوبكر فتلقاها منه الناس كلهم فما اسمع بشرًا من الناس الا يتلوها فاخبرني سعيد ابن المسيب ان عمر قال والله ما هو الا ان سمعت ابابكر تلاها فعقرت حتى ما تقلني رجلاى وحتى اهويت الى الارض حين سمعته تلاها ان النبيؐ قدمات

''ابوسلمہ نے اُم المومنین عائشہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر اپنے مکان واقع محلہ سخ میں سے گھوڑے پر آئے، اُترے، داخل مسجد ہوئے۔ لوگوں سے بات نہ کی۔ اُم المومنین عائشہ کے پاس گئے۔ پھر سرورِ کونینؐ کے پاس آئے۔ آپ یمنی کپڑے کے نیچے

تھے۔ منہ سے کپڑا ہٹایا، جھکے، بوسہ لیا، روئے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ قربان بخدا اللہ آپ کو دو موتیں ہرگز نہیں دے گا۔ وہ موت جو آپ کا مقدر تھی آپ کو مل گئی۔

زہری کہتا ہے کہ مجھے ابوسلمہ نے عبداللہ ابن عباس کی زبانی سنایا کہ پھر ابوبکر باہر آئے۔ عمر لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ ابوبکر نے کہا: اے عمر! بیٹھ جا۔ عمر نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ لوگ ابوبکر کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابوبکر نے کہا: اما بعد! تم میں سے جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو یقین رکھو محمدؐ مر گیا ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ حی لایموت ہے۔

ارشاد قدرت ہے: محمدؐ نہیں مگر رسول سے شاکرین تک کی آیت پڑھی ــــ بخدا لوگوں کے علم میں بھی نہیں تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی بھیج رکھی ہے حتیٰ کہ ابوبکر نے پڑھی تو لوگوں نے ابوبکر سے حفظ کی۔ میں نے جس انسان سے بھی سنا وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا: مجھے سعید ابن نے بتایا ہے کہ عمر کہتا ہے: ــــ بخدا جب میں نے ابوبکر سے یہ آیت سنی تو میں چپ سن ہو گیا۔ میری ٹانگیں میرا بوجھ اٹھانے سے جواب دینے لگیں اور میں نے جب سنا کہ سرورِ کونینؐ مر چکے ہیں۔ میں کھڑا نہ رہ سکا"۔

(۸۴) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۰، حدیث ۱۵۶۸

عن ابیه عن عائشة قالت مات النبیؐ وانه لبین حاقنتی وذا قنتی فلا اکره شدت الموت لاحد بعد النبیؐ

"اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ

سرورِ کونینؐ میرے سینہ اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے۔
سرورِ کونینؐ کے بعد مجھے کسی کے لیے بھی موت کی سختی ناپسند نہیں''۔

(۸۵) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۶، حدیث ۱۵۸۳

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ توفی وھو ابن ثلاث وستین

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے''۔

(۸۶) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۶، حدیث ۱۵۸۳

عروۃ ابن الزبیر عن عائشۃ ان النبیؐ توفي وھو ابن ثلاث وستین

''عروہ ابن زبیر اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ وقتِ وفات سرورِ کونینؐ تریسٹھ برس کے تھے''۔

(۸۷) جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۷۰۴، حدیث ۱۵۷۵

عبداللّٰہ ابن عتبہ عن عائشۃ ان ابابکر قبل النبیؐ بعد موتہ

''عبداللہ ابن عتبہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ ابوبکر نے سرورِ کونینؐ کا مرنے کے بعد بوسہ لیا''۔

(۸۸) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۴۹۰، حدیث ۱۲۰۵

قال ابن عباس فلما مات عمر ذکرت ذٰلک لعائشۃ فقالت رحم اللّٰہ عمر ما حدث رسول اللّٰہ ان اللّٰہ لیعذب المومن ببکاء اھلہ علیہ ولکن رسول اللّٰہ قال

ان اللّٰہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ اللّٰہ علیہ وقالت

حسبکم القراٰن لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ

''ابن عباس کہتا ہے کہ جب عمر مر گیا تو میں نے (میت پر رونے سے عذاب کا) ذکر اُم المومنین عائشہ سے کیا تو اس نے کہا: اللہ عمر پر رحم کرے۔ سرورِ کونینؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مومن کی موت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے میت پر اللہ عذاب بھیجتا ہے بلکہ سرورِ کونینؐ نے تو فرمایا تھا کہ کافر کی موت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے اللہ کافر میت کے عذاب میں اضافہ کرتا ہے اور تمہارے لیے قرآن کافی ہے۔ قدرت کا ارشاد ہے: کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا''۔

(۸۹) جلد سوم، کتاب اللباس، ص ۳۱۱، حدیث ۷۶۰

ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللّٰہ حین توفی سجی ببردۃ حبرۃ

''ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ جب سرورِ کونینؐ کی وفات ہو چکی تو آپ کو یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا''۔

(۹۰) جلد سوم، کتاب الرقاق، ص ۵۳۰، حدیث ۱۴۳۰

ابوعمر وذکوان مولٰی عائشۃ اخبرہ ان عائشۃ کانت تقول ، ان رسول اللّٰہ کانت بین یدیہ رکوۃ او علبۃ فیھا ماء یشك عمر فجعل یدخل یدہ فی الماء فیمسح بھما وجھہ ویقول لا الٰہ الا اللّٰہ ان للموت سکرات ثم

نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلٰی حتّٰی قبض ومالت یدہ

''ابوعمروذکوان اُم المومنین عائشہ کا غلام بی بی سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونین کے پاس پانی کا پیالہ یا طشت رکھا تھا۔ شک ابوعمرو کو ہے۔ آپ اس میں ہاتھ ڈال کر چہرہ پر پھیرتے تھے اور کہتے تھے: لا الٰہ الا اللّٰہ۔ سکراتِ موت بھی کتنے سخت ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ نے ہاتھ بلند کیا اور کہا: فی الرفیق الاعلٰی حتیٰ کہ فوت ہو گئے اور ہاتھ جھک گیا''۔

(۹۱) جلد سوم، کتاب الرضیٰ، ص ۵٦، حدیث ٦۰۵

عن مسروق عن عائشۃ قالت ما رأیت احد اشلک علیہ الوجع من رسول اللّٰہ

''مسروق اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جتنا مبتلائے درد (بوقت وفات) ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا''۔

جائزہ

● جلد دوم، حدیث ۸٦۷ جو کچھ بتایا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- جب سرورِ کونین کی وفات ہوئی اس وقت ابوبکر اپنے گھر محلّہ سخ میں تھے جو مدینہ سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنا پڑتا تھا۔
- ابوبکر سیدھے اپنی بیوہ بیٹی کے پاس آئے پھر سرورِ کونینؐ کے پاس آئے۔
- چہرہ سے کپڑا اٹھایا، بوسہ لیا اور روئے۔
- باہر نکلے، عمر لوگوں میں تقریر کر رہا تھا۔ ابوبکر نے عمر کو دو مرتبہ بیٹھنے کو کہا، عمر نہ مانا۔
- ابوبکر نے کلمہ شہادت پڑھا۔ لوگوں نے عمر کو چھوڑ دیا اور ابوبکر کے گرد ہو گئے۔

- ابوبکر نے تقریر کی۔ دورانِ تقریر ایک ایسی آیت پڑھی جو اس سے قبل کسی کو معلوم نہ تھی۔

● جلد دوم، ص ۸۶۷ کا خلاصہ یوں ہے:

- سرورِ کونین کی وفات ہوئی تو ابوبکر اپنے گھر واقعہ محلہ سخ میں تھا۔
- عمر نے تقریر شروع کی کہ سرورِ کونین کی وفات نہیں ہوئی اور قسم کھا کر کہا۔
- عمر کا خیال یہ تھا کہ خدا معلوم کیا چکر ہے۔ کیا پتہ کہ ابھی اللہ اسے پھر اٹھا دے اور اُٹھ کر سرورِ کونین لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹنے لگیں۔
- پھر ابوبکر آیا، آپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور بوسہ لیا، پھر باہر آ گیا۔
- عمر کو تقریر سے منع کیا۔ عمر نے ابوبکر کو بولتے دیکھ کر چپ سادھ لی اور بیٹھ گیا۔
- ابوبکر نے تقریر میں وہ آیت پڑھی جو پہلے کسی نے نہ سنی تھی۔
- ابوبکر کی تقریر سن کر سب لوگ رونے لگے۔
- انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد ابن عبادہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا: ایک امیر تمہارا ہوگا ایک ہمارا ہوگا۔
- ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ بن جراح سقیفۂ بنی ساعدہ میں آ گئے۔
- عمر نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا۔ ابوبکر نے روک دیا۔
- عمر کا خیال تھا کہ آج کے دن کے لیے تقریر کی جو تیاری میں نے کر رکھی ہے ابوبکر اتنا تیار نہ ہوگا۔
- ابوبکر نے ایسی تقریر کی کہ عمر کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ مجھ سے بھی زیادہ تیار تھا۔
- ابوبکر نے کہا: ہم حکمران ہوں گے تم وزیر رہو گے۔ انصار نے انکار کیا۔
- ابوبکر نے مہاجرین کے فضائل گنے اور عمر اور ابوعبیدہ میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی تجویز دی۔

- عمر نے ابوبکر کے فضائل گنے اور کہا: لاؤ ہم تمہاری بیعت کرتے ہیں، بیعت ہوگئی۔
- اُم المومنین عائشہ کہتی ہے کہ ابوبکر وعمر دونوں کی تقریریں انتہائی مفید تھیں۔
- سقیفہ میں موجود لوگوں میں نفاق تھا۔
- وہ نفاق عمر کی دھمکی سے ختم ہوگیا۔
- ابوبکر نے ہدایت کی اور حق کا تعارف کرایا۔

● جلد دوم، حدیث ۱۵۶۴ کا خلاصہ یہ ہے:

- سرورِ کونینؐ کا معمول تھا جب بیمار ہوتے تو دم کرتے۔
- بی بی نے آپ کو دم کیا۔
- سرورِ کونینؐ نے آخری وقت فی الرفیق الاعلیٰ کہا۔
- بی بی کا بھائی عبدالرحمٰن ایک تازہ شاخ لیے گزرا۔
- بی بی نے سرورِ کونینؐ کی رغبت دیکھ کر وہ شاخ لی، اسے چبایا اور مسواک بنا کر دیا۔
- سرورِ کونینؐ نے مسواک کیا۔ پھر بی بی کو واپس کر دیا یا آپ کے ہاتھ سے گر گیا۔
- دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن بی بی اور سرورِ کونینؐ کا لعابِ دہن مل گیا۔

● جلد دوم، حدیث ۱۵۷۴ کا خلاصہ یہ ہے:

- ابوبکر اپنے محلّہ واقعہ محلّہ سخ سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔
- پہلے سیدھے اپنی بیوہ بیٹی کے پاس آئے پھر سرورِ کونینؐ کے پاس گئے۔
- چہرہ سے کپڑا اٹھایا، جھکے، بوسہ لیا اور باہر نکل آئے۔
- عمر تقریر کر رہا تھا، اسے منع کیا۔ عمر نہ رکا۔ لوگوں نے عمر کو چھوڑ دیا اور ابوبکر کے پاس آ گئے۔
- ابوبکر نے مؤثر تقریر کی اور ایسی آیت پڑھی جسے پہلے کسی نے نہ سنا تھا۔
- عمر کہتا ہے کہ ابوبکر کے منہ سے موتِ رسولؐ والی آیت سن کر میں کھڑا نہ رہ سکا،

بیٹھ گیا۔

● جلد دوم، حدیث ۱۰۶۸ کا خلاصہ: سرورِ کونینؐ کے سکرات موت دیکھنے کے بعد مجھے کسی کے سکرات موت میں شدت نظر نہیں آتی، یعنی اتنے شدید سکرات تھے کہ دوسروں کے معمولی نظر آتے ہیں۔

● جلد دوم، حدیث ۱۵۸۳ اور جلد دوم، حدیث ۵۴۸: ان دو حدیثوں میں سرورِ کونینؐ کی عمر بتائی گئی ہے۔

● جلد دوم، حدیث ۱۵۷۵ میں بعد از وفات ابوبکر کا سرورِ کونینؐ کو بوسہ دینا مذکور ہے۔

● جلد اول، حدیث ۱۲۰۵ میں عمر کے اس قول کی تردید ہے کہ میت پر رونے سے میت معذب ہوتا ہے۔

● جلد سوم، حدیث ۷۶۰ میں بتایا گیا ہے کہ سرورِ کونینؐ پر یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

● جلد سوم، حدیث ۱۴۳۰ کا خلاصہ: سرورِ کونینؐ کی اپنی زبانی سکرات موت کی تلخی بتائی گئی ہے۔

چند سوالات

❋ ابوبکر اتنے نازک وقت میں سرورِ کونینؐ کو چھوڑ کر اتنے فاصلہ پر کیوں چلے گئے تھے؟

❋ اُم المومنین عائشہ کی ان احادیث صحیحہ کے مطابق ابوبکر کا گھر اتنے فاصلہ پر تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنے کی ضرورت تھی تو پھر:

ا: خوخہ ابوبکر والی حدیث کا کیا بنے گا؟

ب: جب ابوبکر کا گھر مسجد نبویؐ کے قریب نہیں تو کھڑکی کیسے کھلی رکھی گئی؟

ج: کیا یہ صرف حضرت علیؑ کا مقابلہ کرنے کے لیے جعلی حدیث نہیں بنائی گئی؟

د: کیا خوخۂ ابوبکر کی حدیث کے راوی جھوٹے نہیں ہوں گے؟

* جب ابوبکر داخل خانہ ہوئے تو سرورِ کونینؐ کے پاس جانے سے پہلے بیٹی کے پاس کیوں گئے؟
* کیا بی بی عائشہ نے جنازۂ رسول کو تنہا چھوڑ رکھا تھا؟
* اگر تنہا چھوڑ رکھا تھا تو کیوں؟
* اگر تنہا نہیں چھوڑا تھا تو ابوبکر کا بی بی کے پاس آنے کا کیا مطلب؟
* ابوبکر سرورِ کونین کا بوسہ لینے کے بعد کیوں روئے؟
* کیا ابوبکر کو اس مسئلہ کا علم نہیں تھا کہ کسی میت پر رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے؟
* اگر علم نہیں تھا تو کیوں؟
* اگر علم تھا تو کیا عمداً سرورِ کونین کو مبتلائے تکلیف کرنے کی خاطر روئے تھے؟
* ابوبکر نے اپنی بیٹی کو کوئی تسلی کیوں نہیں دی؟
* ابوبکر وفاتِ رسول کا سن کر خود آئے تھے یا کسی نے بلایا تھا؟
* اگر بلایا تھا تو کس نے بلایا تھا اور بلانے کی خاطر کسے بھیجا تھا؟
* ابوبکر کے آنے سے قبل عمر لوگوں سے کس موضوع پر بات چیت کر رہا تھا۔
* عمر وفاتِ رسولؐ سے قبل یا بعد خانۂ رسولؐ میں آیا تھا یا نہیں؟
* اگر آیا ہے تو کس تاریخ میں ہے؟
* اگر نہیں آیا تو کیوں؟
* کیا عمر کو اپنی بیٹی کے بیوہ ہونے کا افسوس نہیں تھا؟
* ابوبکر کے آنے سے قبل عمر لوگوں سے کس قسم کی گفتگو کر رہا تھا؟
* جب ابوبکر نے عمر کو بولنے سے منع کیا تو عمر نے کیوں انکار کیا؟

* جلد دوم، حدیث ۸۶۷ میں عمر کے اس جملہ کا کیا معنی ہے کہ مجھے یہی خیال تھا کہ ابھی اللہ رسول کو اُٹھا دے گا اور لوگوں کے ہاتھ کاٹنا اور ٹانگیں توڑنا شروع کر دیں گے۔
* کیا عمر کو وفاتِ رسولؐ پر اطمینان نہیں ہوا تھا؟
* اگر اطمینان نہیں تھا تو کیوں؟
* اگر اطمینان نہیں تھا تو یہ ہاتھ کاٹنا اور ٹانگیں توڑنا کس بنیاد پر منسوب کیا ہے؟
* کیا شدتِ غم سے حواس کھو بیٹھا تھا؟
* اگر حواس کھو بیٹھا تھا تو لوگوں سے باتیں کیسے کر رہا تھا؟
* اگر حواس بجا تھے سرورِ کونینؐ کو رحمت للعالمین نہیں سمجھتا تھا؟
* اگر رحمۃ للعالمینؐ سمجھتا تھا تو اُٹھنے کے بعد فوراً ہاتھ کاٹنے اور ٹانگیں توڑنے کا کیا معنی ہے؟
* ابوبکر نے وفاتِ رسولؐ کی جو آیت پڑھی یہ پہلے قرآن میں تھی یا نہیں؟
* اگر نہیں تھی تو ابوبکر نے کیا اپنی طرف سے بنائی تھی؟
* اگر تھی تو یہ کیوں کہا گیا ہے کہ لوگوں نے یاد بھی اس وقت کی؟
* جب ابوبکر نے تقریر شروع کی تو ایسا انداز کیوں اختیار کیا جس سے لوگ رونے لگے؟
* کیا عمر کی نقل کردہ اس حدیث کہ میت رونے والوں کی بدولت مبتلائے تکلیف ہوتا ہے، پر ایمان نہیں تھا۔
* اگر تھا تو شیعوں کی طرح وفاتِ رسولؐ پر ذاکری کر کے لوگوں کو کیوں رُلانے لگے؟
* کیا یہی مقصد تھا کہ سرورِ کونینؐ کو تکلیف زیادہ ہو؟
* کیا وفاتِ سرورِ کونینؐ پر آپ کی وفات کا تذکرہ کر کے لوگوں کو رُلانا سیرت ابوبکر نہیں؟

* جلد دوم، حدیث ۸۶۷ کے مطابق سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کیسے جمع ہو گئے؟
* انہیں کسی نے جمع کیا تھا یا ازخود جمع ہو گئے؟
* جب وفاتِ سرورِ کونینؐ کا علم ہوا تو انصارِ خانۂ رسولؐ کی طرف آنے کے بجائے سقیفۂ بنی ساعدہ کی طرف کیوں گئے؟
* انصار نے: ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے، کا مطالبہ کس سے کیا؟
* کیا یہ سلسلہ وفاتِ رسولؐ سے پہلے شروع تھا یا وفاتِ رسولؐ کے بعد اچانک شروع ہو گیا؟
* اگر وفاتِ رسولؐ سے پہلے تھا تو اس کا محرک کون تھا؟ اور سرورِ کونینؐ سے کیوں نہ پوچھا گیا؟
* اگر وفاتِ رسولؐ کے بعد تھا تو تحریک کس نے کی؟
* جب حیاتِ رسولؐ میں ہر معاملہ مسجد میں طے ہوتا تھا تو خلافت کا مسئلہ سقیفہ میں کیوں طے کیا گیا؟
* ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ ابن جراح اگر اجتماع انصار سے ناواقف تھے تو سقیفہ میں کس کے بلاوے پر گئے یا ازخود چلے گئے؟
* اگر کسی کے بلاوے پر گئے تھے تو بلانے والا کون تھا؟
* بلانے والے نے اپنی طرف سے اطلاع دی تھی یا ابوبکر و عمر نے اس کے ذمہ لگا دیا ہوا تھا؟
* سقیفہ میں پہنچ کر ابوبکر نے عمر کو بولنے کی اجازت کیوں نہ دی؟
* جلد دوم، حدیث ۸۶۷ کے مطابق عمر کا یہ کہنا کہ: قد هيأت كلامًا قد اعجبني ان لا يبلغه ابوبكر (میں نے ایسی تقریر تیار کر رکھی تھی کہ میرے خیال کے مطابق ابوبکر اسے نہ پا سکے گا) یہ کیسی تقریر تھی؟

* اس تقریر کی تیاری وفاتِ رسولؐ سے قبل تھی یا بعد؟
* اگر قبل تھی تو کہاں کی تھی؟
* اگر بعد میں تیار ہوئی تو کس ضرورت کے پیشِ نظر؟
* طویل بحث و مباحثہ کے بعد ابوبکر نے عمر اور ابوعبیدہ کا نام کیوں پیش کیا؟
* کیا مہاجرین میں دوسرا کوئی اس قابل نہ تھا؟
* کیا تمام مہاجرین کی رائے یہی تھی؟
* اگر تمام مہاجرین کی رائے بھی یہی تھی تو وضاحت کی جائے کہ یہ رائے کہاں پاس ہوئی تھی اور اس میں کون کون لوگ شریک تھے؟
* عمر نے ابوبکر کے استحقاق میں امامت ابوبکر کا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟
* کیا امامت ابوبکر کا افسانہ بعد کی پیداوار نہیں؟
* اگر امامت ابوبکر پہلے سے تھی تو پھر نیابت کے مسئلہ میں انصار کو کیوں نہ کہا گیا کہ یہاں لڑنے کی کیا بات ہے؟ رسولؐ نے ابوبکر کو امام جماعت بنا کر فیصلہ کر دیا ہے؟
* اُم المومنین عائشہ کے اس جملہ کہ ابوبکر و عمر کے ان خطبوں نے جو سقیفہ میں دیے گئے عظیم فائدہ ہوا کا کیا معنی ہے؟
* کیا یہی فائدہ ہے کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ ہو گیا ہے؟
* بی بی کے مطابق عمر نے لوگوں کو دھمکی دی یہ کیسی دھمکی تھی اور کس بات پر دھمکی تھی اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
* کیا عمر کی دھمکیوں نے اجماع اُمت پیدا کیا؟
* اگر اجماع دھمکیوں کا نتیجہ ہے تو کیسا اجماع ہے؟
* اگر اجماع دھمکیوں سے نہیں تو پھر یہ دھمکیاں کس بات کی تھیں؟
* بی بی کے بقول سقیفہ میں منافق تھے یہ کون تھے؟

* انصار منافق تھے یا مہاجرین؟
* اگر انصار منافق تھے تو تمام یا کچھ؟
* اگر تمام منافق تھے تو درست ہے لیکن یہ بتایا جائے کہ انعقادِ حکومت کے بعد پھر یہ منافق حکومت کے حلقہ بگوش ہو گئے یا حزبِ اختلاف میں چلے گئے؟
* اگر حزبِ اختلاف میں چلے گئے تو کس تاریخ میں ہے؟
* اگر حکومت کے حلقہ بگوش ہو گئے تو منافق کیسے تھے؟
* اگر تمام منافق نہیں تو کتنے افراد تھے اور کون کون سے؟
* اگر انصار منافق نہیں تھے اور مہاجرین منافق تھے تو سب یا بعض؟
* اگر سب منافق تھے تو اقتدار پر قبضہ کس نے کیا؟
* اگر بعض منافق تھے تو ان کی فہرست مہیا کی جائے؟
* پھر جو منافق تھے حصولِ اقتدار کے بعد وہ حزبِ اختلاف میں چلے گئے یا کچھ لے دے کر حزبِ اقتدار کے ہمنوا ہو گئے؟
* یہ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر تازہ شاخ لیے کہاں جا رہا تھا؟
* بقول بی بی کے عبدالرحمٰن گزرا، بی بی نے مسواک لی، کیا خانۂ رسولؐ کہیں جانے کا راستہ تھا؟
* اگر کہیں جا نہیں رہا تھا تو کیا سرورِ کونینؐ کی عیادت کے لیے آیا تھا؟
* اگر عیادت کے لیے آیا تھا تو عبدالرحمٰن نے اپنے بہنوئی کی نازک حالت دیکھ کر اپنی بہن سے کوئی تعاون کیا یا نہیں؟
* اگر کیا تو کیسے؟
* اگر نہیں کیا تو کیوں؟
* کیا وفاتِ رسولؐ کی اطلاع حاصل کرنے کی خاطر تو نہیں آیا تھا؟

* مسواک دینے کے بعد یہ کہاں چلا گیا؟
* جلد دوم، حدیث ۱۵۷۴ کے مطابق ابوبکر سے آیتِ وفات سن کر عمر پر کیا دورہ پڑ گیا تھا؟
* کیا یہ شدتِ غم کا احساس تھا یا شادیٔ مرگ کی کیفیت تھی؟
* جلد دوم، حدیث ۱۰۶۸ کے مطابق بی بی سرورِ کونینؐ کے لیے کون سے سکرات موت کا تذکرہ کرتی ہے؟
* سکرات موت کس گناہ کی پاداش میں تھے؟
* کیا اُمت رسولؐ کے بہت سے صالح افراد سکرات موت سے دوچار ہوئے بغیر اس دنیا سے کوچ نہیں کر گئے؟
* اگر اُمت کا عام آدمی سکرات کی تلخی سے دوچار نہیں ہوتا تو سرورِ کونینؐ پر سکرات کیسے تھے؟
* بی بی کہیں تلخی سکرات کے سایہ میں لُد تو نہیں چھپا رہی؟
* سابق زہر کے زیرِ عنوان بخاری شریف کی ان احادیث کا مطالعہ فرما چکے ہیں جن میں سرورِ کونین کو بزورِ لُد پلانے کا تذکرہ ہے۔ وہ دوا کیسی تھی جس سے آپ منع کرتے رہے اور بی بی نے بزور منہ کھول کر پلا دی؟
* کیا سرورِ کونینؐ نے بی بی کے علاوہ زہر خیبر کا تذکرہ کسی اور زوجہ یا صحابی کے سامنے بھی کیا؟ اگر کیا ہے تو کہاں ہے؟ اگر نہیں کیا تو وفات کے موقعہ پر بی بی کو زہر خیبر کا ذکر کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا زہر خیبر کا تذکرہ کسی اندرونی پریشانی پر پردہ تو نہیں؟
* کیا واقعاً یہ سکرات ہیں یا پلائی گئی دوا کا نتیجہ ہے؟

میرے دوستو! بخاری شریف کی ان احادیث کی بناء پر جو اُم المومنین عائشہ کی

بیان کردہ ہیں۔ ان کے مطابق ہر فکر سلیم رکھنے والا جو کچھ سوچ اور سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ:

* ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ ابن جراح نے ہی اپنے اثر و رسوخ سے لشکر اسامہ کو روک رکھا تھا؟

* الملل والنحل شہرستانی کے مطابق چونکہ سرورِ کونینؐ نے فرمادیا تھا کہ: لعن اللّٰہ من تخلف عن جیش اسامہ (جو کبھی بھی لشکر اسامہ میں شامل نہیں ہوگا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی) یہ دونوں حضرات سرورِ کونین کو منہ نہ دکھاتے تھے۔

* ان کی طرف سے خلافت کی کوئی تجویز لیک آؤٹ ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وفاتِ رسولؐ کے بعد انصار نے خانۂ رسول کی بجائے سقیفہ کا رُخ کیا۔

* بقول عمر کے میں نے سقیفہ کے لیے تقریر تیار کر رکھی تھی اور میرا خیال تھا کہ ابوبکر ویسی تقریر نہ کر سکے گا لیکن ابوبکر نے بہت عمدہ تقریر کی۔ اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک طرف تو سردارِ کونینؐ کے سامنے اس لیے نہ آئے کہ لشکر اسامہ میں جانے پر مجبور نہ کریں اور دوسری طرف تقریروں کی تیاری کرتے رہے۔

* اندرونی معاملات کو اُم المومنین نے بخوبی سنبھال رکھا تھا اور بیرونی محاذ پر یہ دونوں کام کر رہے تھے۔

* سرورِ کونین کو دواء کے نام پر کچھ پلایا گیا اور پھر اسے زہر خیبر کے لیبل میں چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی۔

* ذرا بخاری شریف میں احادیث لَدّ کا محل وقوع ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب الدیات میں احادیث لَدّ ہیں۔ امام بخاری نے باب کو جو عنوان دیا ہے، قابلِ غور ہے۔ ایک مقتول اور بہت سے قاتل۔ یہ ہے عنوان جس میں سرورِ کونین کو دواء پلانے کا ذکر ہے۔

* عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صرف یہی معلوم کرنا آتا تھا کہ ابھی تک کتنا وقت باقی ہے؟
* اسی لُد کو چھپانے کی خاطر ایک طرف زہر خیبر کا لیبل لگایا اور دوسری طرف سکرات موت کی سرخی جمائی گئی اور یوں شہادت سرورِ کونینؐ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپؐ کے ساتھ دفن ہوگئی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ آج تک وفاتِ سرورِ کونینؐ کا دن باقاعدگی سے نہیں منایا جاتا کیونکہ اس دن کی عظمت کے پیشِ نظر آپ کے یومِ وفات پر ان چیزوں کے طشت ازبام ہونے کا خطرہ لاحق ہے اور بارہ ربیع الاول جو یومِ وفات ہے اسے عید میں بدل دیا گیا ہے اور میرے خیال میں تمام مذاہبِ عالم میں سے ایک ہم مسلمان بدنصیب ہیں کہ جن کے محسنِ اعظمؐ کے یومِ وفات پر عید ہوتی ہے۔

* عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صرف یہی معلوم کرنا آتا تھا کہ ابھی تک کتنا وقت باقی ہے؟
* اسی لُد کو چھپانے کی خاطر ایک طرف زہر خیبر کا لیبل لگایا اور دوسری طرف سکرات موت کی سرخی جمائی گئی اور یوں شہادت سرورِ کونینؐ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپؐ کے ساتھ دفن ہو گئی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ آج تک وفاتِ سرورِ کونینؐ کا دن باقاعدگی سے نہیں منایا جاتا کیونکہ اس دن کی عظمت کے پیشِ نظر آپ کے یومِ وفات پر ان چیزوں کے طشت ازبام ہونے کا خطرہ لاحق ہے اور بارہ ربیع الاول جو یومِ وفات ہے اسے عید میں بدل دیا گیا ہے اور میرے خیال میں تمام مذاہبِ عالم میں سے ایک ہم مسلمان بدنصیب ہیں کہ جن کے محسنِ اعظمؐ کے یومِ وفات پر عید ہوتی ہے۔

خودکشی

صرف ایک حدیث:

* جلد سوم، کتاب النکاح، حدیث ۱۹۵، راوی قاسم

(۹۲) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۱۱۷، حدیث ۱۹۵

قاسم عن عائشة ان النبیؐ کان اذا خرج اقرع بین نسائه فطارت القرعة لعائشة وحفصة والنبی اذا کان باللیل سار مع عائشة یتحدث فقالت حفصه ألا ترکبین اللیلة بعیری وارکب بعیرك تنظرین وانظر فقالت بلی فرکبت فجاء النبیؐ الی جمل عائشة وعلیه حفصه فسلم علیها ثم سار حتی نزلوا وافتقدته عائشه فلما نزلوا جعلت رجلیها بین الاذخر وتقول یارب سلط علی عقربًا او حیةً تلدغنی ولا استطیع ان اقول له شیئًا

''قاسم اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ جب کبھی باہر جاتے تو قرعہ اندازی کرتے جس کا قرعہ نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ کا نکلا۔ رات کے وقت سرورِ کونینؐ اُم المومنین عائشہ کے محمل کے ساتھ چلتے اور باتیں کرتے تھے۔ حفصہ نے کہا: کیا آج ایسا نہ کریں تو میرے اُونٹ پر سوار ہو جا اور میں تیرے اُونٹ پر بیٹھ جاؤں۔ عائشہ نے

قبول کرلیا۔ سرورِ کونینؐ حسب معمول محمل عائشہ کے پاس آئے
سلام کیا اور چلنے لگے۔ حتیٰ کہ قیام کے لیے اُترے۔ اُم المومنین
عائشہ نے جب سرورِ کونین کو نہ پایا تو اپنے پاؤں گھاس میں دیتی
تھیں اور کہتی تھیں: اے اللہ! کوئی سانپ یا بچھو مسلط کردے جو
مجھے کاٹ لے، میں آپ کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی"۔

جائزہ

اس موضوع کی یہ واحد حدیث ہے جس میں بی بی نے ایک انتہائی قدم اٹھایا ہے۔ یوں تو جلد اول میں اُم المومنین خدیجہ الکبریٰ سے حسد کے زیرِ عنوان بھی اس قسم کی احادیث دیکھ چکے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں امامت ابوبکر کے زیرِ عنوان اُم المومنین حفصہ کا یہ جملہ ما کنت لاصیب منك خیرًا (مجھے کبھی بھی تیری طرف سے کوئی اچھائی نہیں ملی)۔ اور جلد اول ہی میں بی بی اور علیؑ کے زیرِ عنوان بھی آپ بی بی کا جذبۂ انتقامی ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن سابقہ کردار اور زیرِ نظر حدیث میں کچھ فرق ہے۔

- احادیث مغافیر میں سرورِ کونینؐ کے ایک جامِ شربت پینے کا جو انتقام لیا گیا وہ سرورِ کونینؐ ہی سے تھا اور بنے بنائے پلان کے مطابق یہ کہا گیا تھا کہ آپؐ سے بدبو آ رہی ہے۔
- اُم المومنین خدیجہ سے صاحبِ اولاد ہونے کا انتقام جو لیا گیا اس کا نشانہ اُم المومنین خدیجہ کی کمسن اور معصومہ بیٹی فاطمہؑ سے یوں لیا گیا کہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بقول بی بی کے چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہ سکیں۔
- اُم المومنین حفصہ کو اس بات پر آمادہ کر کے کہ تو کہہ ابوبکر نرم دل ہے آپ عمر کو نماز پر مقرر کریں۔ سرورِ کونینؐ سے جھڑکی دلوائی گئی۔

* امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو اس مشورہ کے عوض جو واقعۂ افک میں سرورِ کونینؐ نے آپؑ سے لیا تھا اور آپؑ نے صرف اتنا فرمایا تھا کہ "عورتوں کی کمی نہیں اور اللہ نے آپؐ پر کوئی پابندی نہیں لگائی ویسے آپؐ بی بی کی کنیز بریرہ سے مزید تحقیق کر لیں"۔

یوں نشانہ انتقام بنایا گیا کہ آپ بی بی اور علیؑ کے زیرِ عنوان جلد اول میں بھی ملاحظہ کر چکے ہیں اور زیرِ نظر کتاب میں امامت ابوبکر کے زیرِ عنوان دی گئی احادیث میں بھی دیکھ چکے ہیں کہ بی بی عباس کا نام تو لیا ہے لیکن حضرت علیؑ کا نام لینے کے بجائے رجل اٰخر کوئی دوسرا آدمی کہہ دیا ہے۔ جبکہ زیرِ نظر حدیث میں بی بی اپنے جذبۂ انتقام کا نشانہ خود بن رہی ہے۔ حالانکہ اُم المومنین حفصہ کی درخواست پر سواریوں کا تبادلہ بھی برضا و رغبت کیا۔ اپنی خوشی سے حفصہ کے اُونٹ پر بیٹھنا قبول کر لیا لیکن بعد میں برداشت نہ ہو سکا اور اللہ میاں سے سانپ یا بچھو کے مسلط کرنے کی نہ صرف دعا مانگتی ہیں بلکہ گھاس میں پاؤں بھی ڈالتی ہیں۔

چند سوالات

اصل واقعہ دیکھنے کے بعد ذہن میں چند سوالات آتے ہیں امید ہے علمائے بخاری شریف گرہ کشائی فرمائیں گے:

* بی بی نے واقعۂ افک کی طرح اس حدیث میں بھی مقصد سفر نہیں بتایا کہ کیا تھا؟
* کیا سرورِ کونینؐ کسی جنگ پر گئے تھے یا تفریحی سفر تھا؟
* اگر جنگ پر گئے تھے تو کون سی جنگ تھی؟
* واقعۂ افک میں جملہ احادیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ کونینؐ سفر پر روانہ ہونے سے قبل ازواج میں جو قرعہ اندازی فرماتے تھے وہ قرعہ اندازی صرف ایک زوجہ کو ساتھ لے جانے کی خاطر ہوتی تھی لیکن زیرِ نظر حدیث میں خلافِ معمول

سرورِ کونینؐ دو بیویوں کو لے کر کیوں چلے؟

* جب دونوں ساتھ تھیں تو سرورِ کونینؐ ایک کے ساتھ ترجیحی سلوک کیوں کرتے تھے اور دوسری کو عدمِ توجہی کا شکار کیوں بنا رکھا تھا کیا یہ عدلِ نبویؐ کے خلاف نہیں؟
* اگر ترجیحی سلوک کرنا تھا تو پھر دوسری کو گھر سے لے کر کیوں چلے تھے؟
* جب دونوں بیویوں نے باہمی رضامندی سے سواریوں کا تبادلہ کرلیا تو پھر بی بی عائشہ کیوں ناراض ہوگئی؟
* جب سواریوں کا تبادلہ ہو چکا تھا۔ بی بی نے سرورِ کونینؐ کو مطلع کیوں نہ کردیا کہ آج میں حفصہ کے اُونٹ پر ہوں گی تاکہ سرورِ کونینؐ حفصہ کے اُونٹ کے ساتھ چل کر باتیں کرتے؟
* اگر بیوی نے مطلع کردیا تھا اور سرورِ کونینؐ اس کے باوجود بھی بی بی حفصہ کے اُونٹ کے پاس آئے تو کیا یہی مطلب نہ ہوگا کہ یہ پریم کی کہانیاں سب افسانے ہیں؟
* جب سرورِ کونینؐ کو سلام کرنے کے بعد علم ہوگیا تھا کہ اس اُونٹ میں عائشہ نہیں بلکہ حفصہ ہے تو پھر بی بی کو کیوں نظرانداز کردیا کیا سوال نمبر۹ کی تائید نہیں ہوتی؟
* بی بی کا جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر دعائے موت مانگنا نظامِ مصطفیٰؐ میں جائز ہے؟
* اگر جائز ہے تو کوئی مثال؟
* اگر جائز نہیں تو بی بی کے سلسلہ میں کیا توجیہہ ہوگی؟
* بی بی کا جذبۂ انتقام سے مغلوب ہوکر سانپ اور بچھو کاٹنے کی جگہ گھاس میں پاؤں رکھ دینا کیا اقدامِ خودکشی نہیں؟
* اگر اقدامِ خودکشی نہیں تو کیسے؟
* اگر اقدامِ خودکشی ہے تو نظامِ مصطفیٰؐ میں اقدامِ خودکشی جائز ہے؟

* اگر جائز ہے تو کہاں ہے؟
* اگر جائز نہیں تو بی بی نے درست کیا ہے یا غلط؟
* اگر درست ہے تو کیسے؟
* اگر غلط کیا تو کیا کبھی اس کی توبہ بھی کی ہے؟
* اگر توبہ کی ہے تو کب؟
* اگر توبہ نہیں کی تو کیوں؟
* بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ ایک سفر کتنے دن تک رہا؟
* یہ بھی معلوم نہیں کہ سفر سے واپسی پر بی بی نے سرورِ کونینؐ سے کوئی شکوہ بھی کیا یا نہیں؟
* یہ بھی معلوم نہیں کہ اس سفر کا انجام کیا ہوا؟
* یہ بھی معلوم نہیں کہ سواریوں میں تبادلہ منسوخ کر دیا گیا یا باقی رہا؟

کفن سرورِ کونینؐ

کُل پانچ احادیث ہیں:

- جلداول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۱۸۴، راوی عروہ
- جلداول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۱۹۱ "
- جلداول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۱۹۲ "
- جلداول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۱۹۳، راوی ہشام
- جلداول، کتاب الجنائز، حدیث ۱۲۹۷ "

(۹۳) جلداول، کتاب الجنائز، ص ۴۸۳، حدیث ۱۱۸۴

عروة عن ابيه عن عائشة ان رسول اللّٰه كفن فى ثلاثة اثواب يمانية بيض سحولية من كرسف ليس فيهن قميص ولا عمامة

"عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے نقل کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کو تین یمنی سحولی اور سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ"۔

(۹۴) جلداول، کتاب الجنائز، ص ۴۸۵، حدیث ۱۱۹۱

عروة ان عائشة ان رسول اللّٰه كفن فى ثلاثة اثواب سحول كرسف

"عروہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کو تین

سحولی، سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا"۔

(۹۵) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۴۸۵، حدیث ۱۱۹۲

حدثني ابی عن عائشة ان رسول الله کفن فی ثلاثة اثواب لیس فیها قمیص ولا عمامة

"میرے باپ نے اُم المومنین عائشہ سے نقل کیا ہے کہ سرورِ کونینؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا ان میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا"۔

(۹۶) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۴۸۵، حدیث ۱۱۹۳

هشام ابن عروة عن ابيه عن عائشة ان رسول الله کفن فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامه

"ہشام ابن عروہ اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورِ کونینؐ کو تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا"۔

(۹۷) جلد اول، کتاب الجنائز، ص ۵۲۱، حدیث ۱۲۹۷

هشام عن ابيه عن عائشة قالت دخلت علی ابن بکرة فقال فی کم کفنتم النبیؐ قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس فیها قمیص ولا عمامة قال لها فی ای یوم توفی رسول الله قالت یوم الاثنین قال فای یوم هذا قالت یوم الاثنین قال ارجوا فیما بینی وبین اللیل فنظر الی ثوب علیه کان یمرض فیه به ردع من زعفران قال اغسلوا ثوبی هذا وزیدوا علیه ثوبین

فكفنوني منهما قلت ان هذا خلق قال ان الحي احق بالجديدة من الميت انما هو للمهلة فلم يتوف حتى امر من الليلة الثلاثاء ودفن قبل ان يصبح

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ میں ابوبکر کے پاس گئی (تو یوں باتیں ہوئیں)

ابوبکر: تم نے سرورِ کونین کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟

بی بی: تین سحولی کپڑوں میں جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھے؟

ابوبکر: سرورِ کونین کی وفات کس دن ہوئی تھی؟

بی بی: سوموار کے دن۔

ابوبکر: آج کون سا دن ہے؟

بی بی: سوموار کا دن ہے۔

ابوبکر: مجھے امید ہے کہ رات تک گزر جاؤں۔ پھر ابوبکر نے ایامِ مرض میں پہنے جانے والے کپڑوں کو دیکھا ان میں زعفران کا دھبہ تھا۔ کہنے لگے: میرے اس کپڑے کو دھو لو اور دو اور کپڑے شامل کر لینا اور مجھے کفن پہنا دینا۔ میں نے کہا: یہ تو پرانا ہے۔ ابوبکر نے کہا: مُردہ کی نسبت زندہ نئے کپڑے پہننے کا زیادہ حقدار ہے۔ چنانچہ اس دن فوت نہ ہوئے حتیٰ کہ منگل کی رات آ گئی (یعنی منگل کی رات کو فوت ہوئے)۔ صبح سے قبل دفن کر دیئے گئے''۔

جائزہ

- جلد اول، حدیث ۱۱۸۴ میں اُم المومنین بتاتی ہیں کہ: یمنی، سفید کرسف کے سحولی تین کپڑے تھے۔

- جلداول، حدیث ۱۱۹۱ میں اُم المومنین سفید اور یمنی کی صفت اُڑا کر کرسف کے سحولی تین کپڑے بتاتی ہے۔
- جلداول، حدیث ۱۱۹۲ میں بلا کوئی صفت بتائے صرف تین کپڑے بتاتی ہے اور قمیص اور عمامہ کی نفی کرتی ہے۔
- جلداول، حدیث ۱۱۹۳ میں یمنی اور کرسف کی صفت اڑا کر سفید سحولی تین کپڑے بتاتی ہے۔
- جلداول، حدیث ۱۱۹۱ کے علاوہ دیگر ہر سہ احادیث میں قمیص اور عمامہ کی نفی کرتی ہے جبکہ مذکورہ حدیث میں قمیص و عمامہ کا ذکر ہی نہیں یعنی نہ نفی ہے اور نہ اثبات ہے۔

ان چار احادیث میں آپ نے اختلاف ملاحظہ فرمالیا ہے کہیں فرماتی ہیں: یمنی تھے، کہیں کہتی ہیں سفید تھے، کہیں کہتی کرسفی تھے اور کہیں تین اوصاف گنواتی ہیں ــــــ یہ تو معلوم ہوگیا کہ احادیث میں تکرار نہیں بلکہ ہر حدیث کا بیان جدا ہے۔ اب ذرا وقت وفات ابوبکر والی حدیث بھی ملاحظہ فرمالیجیے جس میں قابلِ غور تین چیزیں ہیں:

ا: ابوبکر پوچھتا ہے کہ تم نے رسولؐ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ گویا ابوبکر اقرار کر رہا ہے کہ میں کفنِ رسولؐ کے وقت نہیں تھا۔ اگر کفنِ رسولؐ کے وقت ہوتا تو بیٹی سے نہ پوچھتا۔

سرورِ کونینؐ کس دن فوت ہوئے تھے؟ بیٹی نے بتایا کہ سوموار کے دن۔

ب: گویا ابوبکر کو یہ علم نہیں تھا کہ آپؐ کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ ہونا بھی نہیں چاہیے تھا کیونکہ وفات سے قبل آپ سقیفہ میں ہونے والی کی تقریر کی تیاری میں مصروف تھے اور وفات کے بعد تین دن سقیفہ میں اقتدار پر قبضہ کرنے کی اسکیمیں بنتی رہیں اور پھر اقتدار کا بوجھ کندھوں پر پڑا۔ کیسے وہ دن یاد رکھا جاتا جس دن اپنے محبوب

محسن کی وفات ہوئی تھی۔

آپ خواہش کرتے ہیں کہ چونکہ سرورِ کونینؐ کی وفات سوموار کے دن ہوئی تھی اس لیے اللہ میری وفات بھی اسی دن فرمائے گا لیکن بقول بی بی کے سوموار کا دن گزر گیا۔ منگل کی رات آ گئی۔ آپ کی وہ خواہش تو پوری نہ ہو سکی۔ منگل کی رات انتقال ہوا اور صبح سے قبل دفن بھی کر دیے گئے۔

اس جائزہ کے بعد چند سوالات ہیں اگر اطمینان خاطر کے لیے کوئی جواب عنایت فرماوے تو نوازش ہو گی۔

چند سوالات

* کفن رسولؐ کا معاملہ انتہائی اہم تھا۔ بی بی کو کفن کے اوصاف یاد نہ رہے تھے یا ان کی نگاہ میں یہ چیز اہم نہ تھی؟
* کہیں راوی کے اختلاف سے مسئلہ تو نہیں بدل رہا؟
* کفن دین کا کام تو مردوں نے کیا تھا، بی بی کو یہ کیسے علم ہوا کہ قمیص اور عمامہ نہ تھے؟
* ابوبکر کفن رسولؐ میں شامل کیوں نہ ہوا؟ کیا دوستی کا تقاضا یہی تھا؟
* دوستی کے علاوہ ابوبکر کا نازک رشتہ اور بھی تھا اور وہ یہ کہ فوت ہونے والا ابوبکر کا داماد تھا بیٹی کا سہاگ اُجڑ گیا تھا۔ بس وفات کا پتہ چلا، آیا، بوسہ لیا، لوگوں میں تقریر کی اور پھر ایسے غائب ہوئے کہ پلٹنے کا نام بھی نہ لیا۔ آخر کیا وجہ تھی؟
* کہیں ابوبکر نے اپنی دوستی اور رشتہ کا پھل پا تو نہیں لیا تھا؟
* کہیں رشتہ اور دوستی کی غرض و غایت وہی تو نہیں تھی جو مل گئی تھی؟
* کیا وجہ ہے کہ ابوبکر کے دفن کرنے کے لیے دن چڑھنے کا انتظار نہیں کیا گیا؟
* بی بی نے یہ نہیں بتایا کہ منگل کی رات کو پہلے حصہ میں انتقال ہوا یا دوسرے حصہ میں؟

- کیا حکمران وقت کے جنازہ میں شریک ہونے کی رعیت کو خواہش نہ تھی؟
- کیا یہ تعجب نہیں کہ اُمت مسلمہ کا اتنا بڑا حکمران اور یوں چپکے چپکے دفن ہو جائے کہ رات میں انتقال ہوا اور صبح ہونے سے قبل زیر زمین پہنچا دیا جائے؟
- کسی اسلامی اعزاز و اکرام کے بغیر کیوں دفنائے گئے؟
- کہیں ایسا تو نہیں کہ جس طرح ابوبکر نے رشتہ اور دوستی کا پھل حاصل ہوتا ہوا دیکھ کر جنازہ سرورِ کونین کو چھوڑ کر سقیفہ میں جانے کو ترجیح دی تھی اسی طرح وفاتِ ابوبکر پر بھی پروانۂ نیابت لکھا چکنے والے طوطا چشم ہو گئے ہوں؟

نسائے اُمت پر ناراضگی

کُل تین احادیث ہیں:

- ❊ جلد دوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۹۸، راوی ہشام
- ❊ جلد سوم، کتاب التفسیر، حدیث ۱۸۹۸ "
- ❊ جلد سوم، کتاب النکاح، حدیث ۱۰۲ "

(۹۸) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۸۸، حدیث ۱۸۹۸

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كنت اغار على اللاتي وهبن انفسهن لرسول الله واقول أتهب المرأة نفسها۔ فلما انزل الله ترجي من تشاء منهن وتؤدی اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك۔ قلت ما ارى ربك الا يسارع في هواك

"ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ان عورتوں پر بڑی غیرت آتی تھی جو اپنے کو رسولِ خدا کے لیے ہبہ کر دیتی تھیں۔ میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت بھی کسی کو اپنا آپ ہبہ کرتی ہے لیکن جب اللہ نے یہ بات نازل فرمائی کہ: "جنھیں چاہے رکھ لے اور جنھیں چاہے فارغ کر کے بھیج دے اور جن سے علیحدگی اختیار کر چکے ہو تو کوئی حرج نہیں تو میں نے کہا: اے رسولِ خدا! اللہ آپ کی منشاء کا بڑا ہی خیال کرتا ہے"۔

(۹۹) جلد دوم، کتاب التفسیر، ص ۸۸۹، حدیث ۱۸۹۸

هشام عن ابيه عن عائشة قالت كنت اغار على اللاتي وهبن انفسهن واقول أتهب المرأة نفسها - فلما انزل الله ترجي من تشاء منهن وتؤدي اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك قلت ما ارى ربك الا يسارع في هواك

''ہشام اپنے والد کے ذریعہ اُم المومنین عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ان عورتوں سے غیرت آتی تھی جو اپنے کو ہبہ کر دیتی تھیں۔ جب اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''جنھیں چاہے رکھ لے اور جنھیں چاہے فارغ کر کے بھیج دے اور جن سے علیحدگی اختیار کر چکے تو کوئی حرج نہیں''

تو میں نے کہا: اے رسولؐ خدا! اللہ آپ کی خواہش کا بڑا خیال رکھتا ہے۔

(۱۰۰) جلد سوم، کتاب النکاح، ص ۸۳، حدیث ۱۰۲

هشام عن ابيه قال كانت خولة بنت حكيم من اللاتي وهبن انفسهن للنبيؐ فقالت عائشة اما تستحي المرأة ان تهب نفسها للرجل فلما نزلت: ترجي عن تشاء منهن قلت، يارسول الله ما ارى ربك الا يسارع في هواك

''ہشام اپنے باپ کے ذریعہ روایت کرتا ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہے جنھوں نے اپنے آپ کو سرورِ کونینؐ کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔ اُم المومنین عائشہ نے کہا کیا عورتوں کو شرم نہیں

آتی کہ وہ اپنے کو مرد کے پیش کردے۔ جب یہ آیت آئی: "ان میں سے جنھیں چاہے روک لے ...الخ۔ تو اس نے کہا:
"یارسولؐ اللہ! اللہ آپ کی خواہشات کا کتنا خیال رکھتا ہے"۔

جائزہ

ہر سہ احادیث جدا جدا ہیں اور ان میں کوئی تکرار نہیں۔ نہ ہی احادیث مکررات کے ذیل میں آسکتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

● جلد دوم، حدیث ۱۸۹۶ میں اُم المومنین اُمت کی ان مظلوم عورتوں سے غیرت کرتی ہیں جو اپنی جذباتی عقیدت اور محبت کی بنا پر سرورِ کونینؐ کو اپنی خدمات بطور ہبہ پیش کرتی ہیں۔

جلد سوم، حدیث ۱۸۹۸ میں اُم المومنین اُمت کی ان مستورات سے غیرت کرتی ہیں جو اپنے کو کسی مرد کے پیش کرتی ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں زیر نظر حدیث میں بی بی کے الفاظ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ سرورِ کونینؐ کو ہبہ کرنے والوں پر ناراض ہو رہی ہیں بلکہ اللاتي وھبن انفسھن جن عورتوں نے اپنا آپ ہبہ کر رکھا تھا جبکہ سابقہ حدیث میں ہے: اللاتي وھبن انفسھن لرسول اللّٰہ "جن عورتوں نے اپنے آپ کو سرورِ کونینؐ کی خدمت میں پیش کر رکھا تھا"۔

● جلد سوم، حدیث ۱۰۲ میں تو بی بی نے انتہائی غصیلے الفاظ استعمال کیے ہیں: أما تستحي المرأة ان تھب نفسھا للرجل "کیا عورت کو مرد کی خدمت میں اپنا آپ پیش کرنے سے شرم نہیں آتی"۔

البتہ ہر سہ حدیث میں جو مشترکہ نکات ہیں وہ بھی قابلِ غور ہیں: ما اریٰ الا یسارع فی ھواك "اللہ آپ کی خواہش کا بڑا خیال رکھتا ہے"۔
یہ ترجمہ تو تھا مترجمین کا جو تکلفاً اور عقیدۃً بدلا گیا ہے ورنہ صحیح ترجمہ یوں ہوگا:

"میں نہیں دیکھتی آپ کے رب کو، مگر یہ کہ جلدی کرتا ہے آپ کی خواہش میں۔ یعنی آپ کا خدا آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے"۔

بی بی یہ نہیں فرماتی کہ میرا اللہ یا ہمارا اللہ بلکہ سرورِ کونینؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتی ہے ـــــ تیرا خدا!

اگر آپ کو تاریخ سے دلچسپی ہے تو ذرا خالد ابن ولید کا معرکہ پڑھیں جو اس نے مانعینِ زکوٰۃ سے لڑا تھا اور جس میں مالک ابن نویرا کو شہید کیا تھا۔ اس میں مالک ابن نویرہ نے بھی خالد سے بات کرنے میں بالکل وہی انداز اختیار کیا تھا اور سرورِ کونینؐ کے متعلق فرمایا تھا کہ: ما امر صاحبکم هذا "آپؐ کے رسولؐ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا"۔ خالد نے اسی جملہ کو بہانہ بنا کر مالک کو شہید کر دیا تھا اور کہا تھا کہ کیا سرورِ کونین صرف ہمارے صاحب ہیں اور تمہارے نہیں۔ گویا رسالتؐ کا منکر ہے اور واجب القتل ہے۔ اب از روئے انصاف ملاحظہ فرمائیں بی بی اسی انداز میں فرما رہی ہے کہ: ربك آپ کا رب!

کیا کوئی ہوش مند یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرمانے کے بعد بی بی خدا پر ایمان نہیں رکھتی تھی (نعوذ باللہ)۔

چند سوالات

* جب ذات احدیت کی طرف سے سرورِ کونین کو عورتوں کی طرف سے قبولِ ہبہ کی اجازت تھی تو بی بی کو کیوں ناپسند تھا؟
* کیا یہ بی بی ہی کا حسد تھا جس کی وجہ سے ذاتِ احدیت نے احزاب:51 نازل کر کے سرورِ کونین کو اختیار دے دیا کہ جسے چاہے رکھ لے اور جسے چاہے طلاق دے دے؟
* بی بی کا یہ اظہار ناپسندیدگی اجازت خالق کو چیلنج تو نہیں؟

❊ اگر چیلنج نہیں تو کیسے؟
❊ اگر چیلنج ہے تو جائز ہے یا ناجائز؟
❊ اگر جائز ہے تو کیسے؟
❊ اگر ناجائز ہے تو اس کی کوئی تاویل کیا ہوگی؟
❊ ازواجِ سرورِ کونینؐ میں سے کسی دوسری زوجہ نے بھی ایسے حسد کا اظہار کیا ہے؟
❊ اگر کیا ہے تو اس کا نام اور انجام کیا ہے؟
❊ اگر نہیں کیا تو پھر بی بی تنہا اس میدان میں کیوں آگے آگے ہے؟
❊ کیا یہ نظامِ اسلام سے جنگ تو نہیں؟
❊ اگر جنگ ہے تو اس کا جواز؟

نظامِ مصطفیٰؐ

احادیث کو دیکھ لینے کے بعد آیئے اور ان سے اخذ ہونے والے مسائل بھی ملاحظہ فرما لیجیے تا کہ اصل مقصد یونہی رہ نہ جائے اور ہم نظامِ مصطفیٰؐ سے بھی بہرہ ور ہو لیں۔

* رؤیت خالق کا مدعی کذاب ہے۔ (جلد دوم، حدیث ۴۶۷، ۴۶۸، ۱۹۶۳)
* سرورِ کونینؐ کے لیے علمِ غیب کا مدعی کذاب ہے۔ (جلد دوم، حدیث ۱۹۶۳)
* سرورِ کونینؐ نے اسلام کا کوئی مسئلہ نہیں چھپایا۔ (جلد دوم، حدیث ۱۹۶۳)
* سرورِ کونینؐ علمِ غیب جانتے تھے۔ (جلد اول، حدیث ۱۹۷۶)
* انبیاء ملائکہ کو دیکھ بھی سکتے ہیں ان کی بات بھی سن سکتے ہیں۔ (جلد دوم، ۴۵۰، ۹۵۴)
* ازواجِ نبیؐ ملائکہ کو نہ دیکھ سکتی ہیں نہ ان کی آواز سن سکتی ہیں۔ (جلد سوم، ۱۱۸۳، ۱۱۷۹)
* اگر دورانِ سفر زوجۂ نبی کا ہار گم ہو جائے تو نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہار کو تلاش کرنے کی خاطر خود بھی رُک جائے اور اپنی فوج کو بھی روک لے۔ (جلد اول، ۳۲۴)
* رُکے ہوئے لوگ نبی کے سسر سے رکنے کا مشورہ کر سکتے ہیں۔ (جلد اول، ۳۲۴)
* جب جستجوئے ہار کی خاطر فوج رکی رہی ہو تو نبیؐ اپنی بیوی کی ران پر سر رکھ کر سو سکتا ہے۔ (جلد اول، ۳۲۴)
* نبی کا سسر لوگوں کی شکایت پر اپنی بیٹی کو سخت و سُست بھی کہہ سکتا ہے اور بیٹی کی کمر

پر ہاتھ سے ضربیں بھی لگا سکتا ہے۔ (جلد اول، ۳۲۴)

* جب نبی اپنی زوجہ کی ران پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہو اور نبی کا سُسر اپنی بیٹی کو سخت وسُست کہنے کے ساتھ ساتھ ضربیں بھی لگا رہا ہو تو زوجۂ نبیؐ کو اس خیال سے کہیں کہ میرا محبوب شوہر بے آرام نہ ہو جائے، اپنے باپ سے پہنچنے والی ہر تکلیف خاموشی سے سہہ لینی چاہیے۔ (جلد اول، ۳۲۴)

* جب زوجۂ نبیؐ کا ہار گم ہو جائے نبی تلاش ہار کی خاطر رک کر لوگوں کو تلاش ہار کا حکم دے کہ اپنی من موہنی زوجہ کی ران پر سر رکھ کر چین سے سو جائے۔ تلاشِ ہار کے دوران نماز کا وقت ہو جائے اور وضو کے لیے پانی نہ ہو تو اللہ میاں کو زوجۂ نبیؐ سے اظہارِ محبت کے بطور تیمّم کا حکم دے دینا چاہیے۔ (جلد اول، ۳۲۴)

* کہیں سفر پر جانا ہو تو کسی عزیز سے زیور مانگ کر پہن لینا جائز ہے۔ (جلد اول، ۳۲۶)

* اگر زوجۂ نبیؐ کسی سے مانگ کر کوئی زیور پہن کر نبی کے ہمسفر ہو اور مانگا ہوا زیور گم ہو جائے تو نبی کو حق ہے کہ وہ کسی کو بھیج کر ہار کی جستجو کرا لے۔ (جلد اول، ۳۲۶)

* اگر زوجۂ نبیؐ کسی سفر میں نبی کے ہمراہ ہو عین ایسے وقت میں جب فوج کو کوچ کا حکم دے دیا گیا ہو، زوجۂ نبی اپنے شوہر کو بتائے بغیر رفعِ حاجت کے لیے جا سکتی ہے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)

* رفعِ حاجت سے فارغ ہو کر جب زوجۂ نبی واپس آ رہی ہو تو اسے اپنے زیورات کا سنبھال لینا ضروری ہے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)

* جب زوجۂ نبی کو رفعِ حاجت سے واپسی پر کوئی زیور گم نظر آئے تو کسی کو بتائے بغیر مقامِ رفعِ حاجت پر واپس پلٹ کر گمشدہ زیور تلاش کرنے بیٹھ جانا چاہیے۔

(جلد اول، ۲۴۷۳)

* جب قافلہ روانہ ہونے لگے تو نبی کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اپنی ہمسفر بیوی کو سنبھال لے کہ وہ بھی قافلہ میں موجود ہے یا نہیں۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* جب قافلہ جا چکے اور زوجۂ نبیؐ کو روانگیٔ قافلہ کے بعد اپنی گمشدہ شے مل جائے تو اسے واپس اسی جگہ آ کر بیٹھ جانا چاہیے جہاں سے اُٹھ کر گئی تھی۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* اگر روانگیٔ قافلہ کے بعد زوجۂ نبیؐ پڑاؤ پر آئے اور اسے نیند آنے لگے تو بے فکر ہو کر سو جانا چاہیے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* جنگ سے واپسی پر اگر کوئی فوجی لشکر سے پیچھے رہ جائے تو کوئی حرج نہیں جس طرح صفوان ابن معطل سلمی بی بی کی بتائی ہوئی جنگ سے واپس آتے ہوئے پیچھے رہ گیا تھا۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* صفوان ابن معطل سلمی کی طرح قافلہ سے پیچھے آئے ہوئے کسی سوئے ہوئے انسان کا شبہ ہو جائے تو ازالۂ اشتباہ کی خاطر اس جگہ ضرور آنا چاہیے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* سویا ہوا انسان کسی کے اُونٹ بٹھانے کی آواز پر جاگ سکتا ہے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* صفوان ابن معطل سلمی صحابیؓ کی طرح انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جہاں کہیں کسی بے یار و مددگار عورت کو دیکھے تو اپنی سواری پر بٹھا لے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* زوجۂ نبی تک کے لیے نامحرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ (جلد اول، ۲۴۷۳)
* زوجۂ نبیؐ پر نامحرم کے ساتھ سفر کرنے پر بدظنی جائز نہیں۔ (ایضاً)
* صحابیٔ رسولؐ منافق ہو سکتا ہے جس طرح عبداللہ ابن ابی سلول۔ (ایضاً)
* سفر سے واپسی کے بعد انسان بیمار ہو سکتا ہے۔ (ایضاً)

* شوہر کے عدمِ التفات سے زوجہ مشکوک ہوسکتی ہے۔ (ایضاً)
* اگر بیوی کے بارے میں کوئی شک ہو تو شوہر بے توجہی برت سکتا ہے۔ (ایضاً)
* اگر گھر میں رفعِ حاجت کا انتظام نہ ہو تو عورتیں رات کے وقت رفعِ حاجت کی خاطر صحرا میں جاسکتی ہیں۔ (ایضاً)
* اگر راہ چلتے ہوئے عورت کو ٹھوکر لگ جائے تو اسے اپنے بدعمل بیٹے پر لعنت کرنے کا حق ہے خواہ بدعمل بیٹا صحابی رسول کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)
* اگر کسی کو کسی کی بدزبانی کا علم نہ ہو تو وہ اسے لعنت کرنے والے کو منع کرسکتا ہے۔ (ایضاً)
* اگر کسی کو اپنے متعلق علم نہ ہو کہ لوگوں میں میرے متعلق کیا چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں تو جسے علم ہو، اسے کسی نہ کسی بہانے متعلق فرد کو مطلع کر دینا چاہیے۔ جس طرح اُمِ مسطح نے مسطح پر لعنت بھیج کر بی بی عائشہ کو پورے واقعۂ افک سے مطلع کر دیا۔ (ایضاً)
* زوجۂ نبی کو اگر اپنے شوہر کے گھر حالات کا صحیح علم نہ ہوسکتا ہو تو وہ اپنے نبی شوہر سے میکے جانے کی اجازت لے سکتی ہے۔ (ایضاً)
* بی بی کی ماں کے بقول جس عورت کی سوکنیں زیادہ ہوں اور وہ اپنے شوہر کی پسندیدہ ہو اسے سوکنوں کی طرف سے لگائے گئے اتہامات سے بے نیاز رہنا چاہیے۔ (ایضاً)
* انسان کے لیے اپنے غم میں رونا اور نہ سونا جائز ہے۔ (ایضاً)
* اگر شوہر اپنی زوجہ کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے تحقیق کرنا چاہیے۔ (ایضاً)
* اگر زوجۂ نبی پر اتہام عائد ہو اور دوسرے لوگوں کی طرح نبی بھی مشکوک ہو جائے تو اللہ میاں کو حق حاصل ہے کہ وہ سلسلۂ وحی روک لے۔ (ایضاً)
* شوہر اپنی بیوی کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے اپنے معتمد ساتھیوں سے بیوی کی

* شوہر کے عدمِ التفات سے زوجہ مشکوک ہوسکتی ہے۔ (ایضاً)
* اگر بیوی کے بارے میں کوئی شک ہو تو شوہر بے توجہی برت سکتا ہے۔ (ایضاً)
* اگر گھر میں رفعِ حاجت کا انتظام نہ ہو تو عورتیں رات کے وقت رفعِ حاجت کی خاطر صحرا میں جاسکتی ہیں۔ (ایضاً)
* اگر راہ چلتے ہوئے عورت کو ٹھوکر لگ جائے تو اسے اپنے بدعمل بیٹے پر لعنت کرنے کا حق ہے خواہ بدعمل بیٹا صحابیِ رسولؐ کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)
* اگر کسی کو کسی کی بدزبانی کا علم نہ ہو تو وہ اسے لعنت کرنے والے کو منع کرسکتا ہے۔ (ایضاً)
* اگر کسی کو اپنے متعلق علم نہ ہو کہ لوگوں میں میرے متعلق کیا چہ میگوئیاں ہورہی ہیں تو جسے علم ہو، اسے کسی نہ کسی بہانے متعلق فرد کو مطلع کردینا چاہیے۔ جس طرح اُمِ مسطح نے مسطح پر لعنت بھیج کر بی بی عائشہ کو پورے واقعۂ افک سے مطلع کردیا۔ (ایضاً)
* زوجۂ نبی کو اگر اپنے شوہر کے گھر حالات کا صحیح علم نہ ہوسکتا ہو تو وہ اپنے نبی شوہر سے میکے جانے کی اجازت لے سکتی ہے۔ (ایضاً)
* بی بی کی ماں کے بقول جس عورت کی سوکنیں زیادہ ہوں اور وہ اپنے شوہر کی پسندیدہ ہو اسے سوکنوں کی طرف سے لگائے گئے اتہامات سے بے نیاز رہنا چاہیے۔ (ایضاً)
* انسان کے لیے اپنے غم میں رونا اور نہ سونا جائز ہے۔ (ایضاً)
* اگر شوہر اپنی زوجہ کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے تحقیق کرنا چاہیے۔ (ایضاً)
* اگر زوجۂ نبی پر اتہام عائد ہو اور دوسرے لوگوں کی طرح نبی بھی مشکوک ہوجائے تو اللہ میاں کو حق حاصل ہے کہ وہ سلسلۂ وحی روک لے۔ (ایضاً)
* شوہر اپنی بیوی کے خلاف کوئی بات سنے تو اسے اپنے معتمد ساتھیوں سے بیوی کی

طلاق کا مشورہ لے لینا چاہیے۔(ایضاً)

* مشیروں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ شوہر کو زوجہ کی کنیز سے تحقیق حال کا مشورہ دیں۔ (ایضاً)
* شوہر کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو متہم کرنے والے شخص کے خلاف اپنے دوسرے ساتھیوں سے مدد مانگے۔(ایضاً)
* تحقیق حال کے بعد شوہر قسم کھا کر برسرِ منبر اپنی بیوی کی بے گناہی بیان کر سکتا ہے۔(ایضاً)
* جس کے ساتھ بیوی کو متہم کیا گیا ہو، شوہر اس کی بے گناہی بھی بیان کر سکتا ہے۔ (ایضاً)
* نبی کی موجودگی میں اس کے صحابہ باہم تو تکار کر سکتے ہیں۔(ایضاً)
* سعد ابن عبادہ جو بنی خزرج کا سردار تھا، منافقین کا ایجنٹ تھا۔(ایضاً)
* جب صحابہ باہم لڑنے لگیں تو نبی کو اصل مسئلہ چھوڑ کر انھیں لڑنے سے منع کرنا چاہیے۔(ایضاً)
* دوسرے کا غم ہلکا کرنے کی خاطر اس کے ساتھ بیٹھ کر رونا جائز ہے۔
* ایک دفعہ برسرِ منبر اپنی بیوی کی بے گناہی کی قسم کھا چکنے کے بعد پھر از سرِ نو تحقیق شروع کی جا سکتی ہے اور بذاتِ خود بیوی سے واقعہ کی تصدیق یا تردید کرائی جا سکتی ہے۔(ایضاً)
* اگر کوئی شخص اپنے جرم کا اعتراف کر کے معافی مانگ لے تو اس پر کوئی شرعی حد نہیں۔(ایضاً)
* اگر بیٹی متہم ہو تو والدین کو تہمت کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہیے۔(ایضاً)
* اگر ماں بیٹی سے شوہر کی طرف اُٹھنے کا کہے تو بیٹی کو نہ ماننے کا اختیار ہے۔(ایضاً)

* اگر کوئی شخص زوجۂ نبی کو متہم کرے تو اس پر حدِ قذف نہیں ہوگی۔ (ایضاً)
* بیٹی کے غم میں باپ آنسو بہا سکتا ہے۔ (جلد دوم، ۱۸۶۷)
* اگر بیٹی کسی وجہ سے میکے آ جائے تو باپ کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے اپنے گھر نہ بیٹھنے دے بلکہ واپس سسرال بھیج دے۔ (جلد دوم، ۱۸۶۷)
* ہر مریض اپنے آخری وقت میں اپنی بیٹی کو بلا کر زوجہ کی موجودگی میں سرگوشی کر سکتا ہے۔ (جلد دوم، ۱۵۵۹)
* بیٹی اپنے باپ کی خبرِ مرگ سن کر رو سکتی ہے۔ (ایضاً)
* انسان اپنی خبرِ موت سن کر مسکرا سکتا ہے۔ (ایضاً)
* نبیؐ کے کسی راز کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ (جلد دوم، ۸۲۷)
* جب راز کا وقت ختم ہو جائے تو اسے بتایا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)
* نبی کی موت بھی عام لوگوں جیسی تکلیف سے ہوتی ہے۔ (جلد دوم، ۱۶۹۹)
* ہر انسان تعددِ ازواج کی صورت میں ایامِ مرض میں اپنی محبوبہ بیوی کی باری کا پوچھ سکتا ہے۔ (جلد اول، ۱۲۹۹)
* بیوی مسواک چبا کر اپنے شوہر کے منہ میں دے سکتی ہے۔ (جلد دوم، ۳۴۲)
* انسان ایامِ مرض میں اپنی دیگر بیویوں سے اجازت لے کر اپنی محبوبہ بیوی کے گھر آ سکتا ہے۔ (جلد دوم، ۳۴۱)
* نبیؐ پر بھی ویسے ہی سکرات موت ہوتے ہیں جیسے عام انسانوں پر۔ (جلد دوم، حدیث ۱۵۷۱، ۱۰۶۸۔ جلد سوم، ۱۴۳۰، جلد اول، ۶۰۵)
* بوقتِ مرض انسان اپنے آپ پر دم کر سکتا ہے۔ (جلد سوم، حدیث ۸)
* بیوی اپنے شوہر کو دم کر سکتی ہے۔ (ایضاً)
* نظرِ بد سے بچنا اور دوسروں کو بچنے کی تلقین کرنا سنتِ رسولؐ ہے۔ (جلد سوم، ۶۸۹)

* بخار والے کو تعویذ دیا جا سکتا ہے۔ (جلد سوم، ۶۹۲)
* اگر کسی انسان کو زہر دیا گیا ہو اور زہر تکلیف دینے لگے تو اپنے تمام یار و انصار اور دیگر ازواج کو چھوڑ کر صرف ایک زوجہ سے تذکرہ کر سکتا ہے۔ (جلد دوم، ۵۵۰)
* انسان اپنے مرض میں کسی دوا پلانے سے منع کر سکتا ہے۔ (جلد دوم)
* مریض کے منع کرنے کے باوجود اُوپر والے بزور مریض کو دوا پلا سکتے ہیں۔ (جلد دوم)
* بزور دوا پلانے کے بعد اگر مریض بے ہوش ہو جائے تو ہوش میں آنے کے بعد بزور دوا پلانے پر باز پُرس کر سکتا ہے۔ (جلد دوم)
* بزور دوا پلانے والوں کو مریض کہہ سکتا ہے کہ تم بھی یہی دوا پی لو۔ (جلد دوم)
* اگر کسی کو مجروح کرنے میں عورتیں اور مرد سب شامل ہوں تو مجروح تمام سے قصاص لے سکتا ہے۔ (جلد سوم، ۱۷۸۰)
* اگر مقتول ایک ہو اور قاتل بہت سے ہوں تو تمام قاتلوں سے بدلہ یا قصاص کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے؟ (جلد سوم، ۱۷۹۰)
* پیش نماز اپنے مرض میں کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کا کہہ سکتا ہے۔ (جلد اول، ۶۲۹)
* حکمِ رسولؐ سے انحراف کرنا جائز ہے۔ (جلد اول، ۶۲۹)
* جب پیش نماز اپنے کو بیماری سے ہلکا محسوس کرے تو اسے بذاتِ خود جماعت کرانے کی خاطر چلے جانا چاہیے۔ (ایضاً)
* اگر انسان کسی سے ناراض ہو تو اس کا نام لینا جائز ہے۔ (ایضاً)
* نماز پڑھاتے ہوئے انسان اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے۔ (ایضاً)
* نماز پڑھانے والا شخص اصل پیش نماز کو دیکھ کر پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ (ایضاً)

* اصل پیش نماز عارضی پیش نماز کو اشارے سے جگہ چھوڑنے کا کہہ سکتا ہے۔ (ایضاً)
* داماد کے وقتِ وفات سُسر کو داماد کے گھر نہیں ہونا چاہیے۔
* مرنے کے بعد اور غسل سے قبل میت کو بوسہ دیا جاسکتا ہے۔
* مرنے والا انسان اگر بہت بڑا آدمی ہو تو اس کے چاہنے والوں کو چاہیے کہ اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ سے قبل اس کا جانشین منتخب کرلیں۔ (جلد دوم، ۸٦٧)
* مرنے والا انسان اگر بہت بڑا آدمی ہو تو اس کے ساتھیوں کو اس کی جانشینی کی خاطر تقریر پہلے سے تیار کرلینی چاہیے۔ (ایضاً)
* مرنے والے کی جانشینی دفن سے پہلے ہو جانی چاہیے۔ خواہ دھونس اور دھاندلی سے کام کیوں نہ لینا پڑے۔ (ایضاً)
* میت پر رونا جائز ہے۔ (جلد اول، ۱۲۰۵)
* عمر غلط کہتے تھے کہ میت پر رونے سے میت معذب ہوتی ہے۔ (ایضاً)
* کوئی کسی کے گناہ کا جواب دہ نہیں ہوتا۔ (ایضاً)
* اگر کسی کی دو بیویاں سفر میں ساتھ ہوں تو ایک بیوی کو نظر انداز کر کے دوسری بیوی کے ساتھ پیار و محبت کی باتیں کی جاسکتی ہیں۔ (جلد سوم، ۱۹۵)
* نظر انداز کردہ بیوی حیلہ سے محبوبہ بیوی کو شوہر سے دُور کرسکتی ہے۔ (ایضاً)
* جب محبوبہ بیوی اپنے شوہر کو سوکن کے پاس دیکھ لے تو جلاپے میں آ کر اقدامِ خودکشی کرسکتی ہے۔ (ایضاً)
* کفن صرف تین کپڑوں میں دیا جاسکتا ہے۔ (جلد اول، ۱۱۸۴)
* قمیص اور عمامہ کے بغیر بھی دفن کردینا درست ہے۔ (ایضاً)
* اگر کوئی عورت اپنے کو سرورِ کونینؐ کے لیے ہبہ کردے تو زوجہ کو ان سے غیرت کھانے کا حق حاصل ہے۔ (جلد دوم، ۱۸۹۸)

●●●

متفرق

عنوان	تعداد احادیث	جلد نمبر	کتاب کا نام	حدیث نمبر	راوی
رویت رب	۴	دوم	کتاب بدء الخلق	۴۶۷	قاسم
		"	"	۴۶۸	مسروق
		"	کتاب التفسیر	۱۹۶۳	"
		اول	کتاب البیوع	۱۹۷۶	نافع بن جبیر
جبریلؑ اور بی بی	۴	دوم	کتاب بدء الخلق	۴۵۰	ابوسلمہ
		"	کتاب الانبیاء	۹۵۴	"
		سوم	کتاب الاستیذان	۱۱۸۳	"
		"	"	۱۱۷۹	"
افک	۲۴	اول	کتاب التیمم	۳۲۴	قاسم
		"	"	۳۲۶	عروہ
		"	کتاب الشہادات	۲۴۷۳	عبداللہ ابن عتبہ
		جلد دوم	کتاب المغازی	۱۱۹۸	عبیداللہ ابن عبداللہ
		"	"	۱۳۰۵	عتبہ ابن مسعود
		اول	کتاب التفسیر	۱۶۹۶	ہشام
		"	"	۱۷۲۰	قاسم
		"	"	۱۷۲۱	"
		"	"	۱۸۰۱	عبیداللہ ابن عبداللہ

افک	۲۴	دوم	کتاب التفسیر	۱۸۰۲	مسروق ابن اجدع
		"	"	۱۸۶۰	عروہ
		"	"	۱۸۶۱	عتبہ ابن مسعود
		"	"	۱۸۶۷	ہشام ابن عروہ
		"	"	۱۸۶۶	مسروق
		سوم	کتاب النکاح	۱۳۹	ہشام
		"	کتاب اللباس	۸۲۶	"
		"	کتاب الایمان والنذر	۱۵۶۸	عبید اللہ ابن عبد اللہ
		"	کتاب النکاح	۲۳۴	قاسم
		"	کتاب المحاربین	۱۷۴۰	"
		"	"	۱۷۴۱	"
		"	کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۲۲۴	عبد اللہ
		"	"	۲۲۲۵	عروہ
		دوم	کتاب المغازی	۱۳۰۸	ابن ابی ملیکہ
		"	کتاب الجہاد	۱۲۴	عبید اللہ ابن عبد الرحمن
سرورِ کونین اور دخترِ رسول	۴	دوم	کتاب المغازی	۱۵۵۹	عروہ
		"	کتاب الانبیاء	۸۲۷	مسروق
		سوم	کتاب الاستیذان	۱۲۱۴	"
		دوم	کتاب الانبیاء	۹۱۰	عروہ
دارِ فانی سے رخصت	۱۲	"	کتاب التفسیر	۱۶۹۹	عروہ
		اول	کتاب الجنائز	۱۲۹۹	"
		دوم	کتاب الوصایا	۱۴	اسود
		"	کتاب الجہاد	۳۴۲	ابن ابی ملیکہ

		دوم	کتاب الجہاد	۳۴۱	عتبہ ابن مسعود
		"	کتاب المغازی	۱۵۸۱	سعید ابن میتب
		"	"	۱۵۶۵	عبداللہ ابن زبیر
		"	"	۱۵۶۳	قاسم
		سوم	کتاب المرضی	۶۳۴	عباد ابن عبداللہ
		دوم	کتاب المغازی	۱۵۶۰	عروہ
		"	"	۱۵۶۱	"
		"	"	۱۵۶۲	"
		"	"	۱۵۷۲	"
		سوم	کتاب النکاح	۲۰۱	ہشام
		دوم	کتاب المغازی	۱۵۷۷	اسود
		"	"	۱۵۷۱	ذکوان
دوم	۱۲	سوم	کتاب التفسیر	۸	عروہ
		"	کتاب الطب	۶۸۶	"
		"	"	۶۸۹	عبداللہ ابن شداد
		"	"	۶۹۲	عبدالرحمن ابن اسود
		"	"	۶۹۴	مسروق
		"	"	۶۹۵	عروہ
		"	"	۶۹۶	عمرہ
		"	"	۶۹۷	"
		"	"	۶۹۹	عروہ
		"	"	۷۰۱	مسروق
		"	کتاب التفسیر	۹	عروہ
		دوم	کتاب الانبیاء	۱۵۶۴	"

زہر	۵	دوم	کتاب المغازی	۱۵۵۰	عروہ
		"	"		علی ابن یحییٰ
		سوم	کتاب الطب	۶۶۵	عبیداللہ ابن عبداللہ
		"	کتب الدیات	۱۷۸۰	"
		"	"	۱۷۹۰	"
امامت ابوبکر	۹	اول	کتاب الاذان	۶۷۸	عروہ
		دوم	کتاب الانبیاء	۹۱۰	"
		سوم	الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۱۶۳	"
		اول	کتاب الاذان	۶۲۹	اسود
		"	"	۶۴۲	ہشام
		"	"	۶۴۷	عروہ
		"	"	۶۵۱	عبیداللہ ابن عبداللہ
		"	"	۶۷۴	اسود
		"	"	۶۷۵	"
الوداع	۱۳	اول	کتاب الجنائز	۱۱۶۳	ابوسلمہ
		دوم	کتاب الانبیاء	۸۶۷	عروہ
		"	"	۱۵۶۴	"
		"	کتاب المغازی	۱۵۷۳	ابوملیکہ
		"	"	۱۵۷۴	ابوسلمہ
		"	"	۱۰۶۸	عبدالرحمن
		"	"	۱۵۸۳	عروہ
		"	"	۱۵۷۵	عبداللہ ابن عتبہ
		"	کتاب الانبیاء	۷۴۸	عروہ
		اول	کتاب الجنائز	۱۲۰۵	ابن عباس

		سوم	کتاب اللباس	۷۶۰	ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن
		"	کتاب الرقاق	۱۴۳۰	ابوعمرو ذکوان
		اول	کتاب المرضیٰ	۲۰۵	مسروق
خودکشی	۱	سوم	کتاب النکاح	۱۹۵	قاسم
کفن سرورِ کونینؐ	۵	اول	کتاب الجنائز	۱۱۸۴	عروہ
		"	"	۱۱۹۱	"
		"	"	۱۱۹۲	"
		"	"	۱۱۹۳	ہشام
		"	"	۱۲۹۷	"
نسائے اُمت پر ناراضگی	۳	دوم	کتاب التفسیر	۱۸۹۸	"
		سوم	"	۱۸۹۸	"
		"	کتاب النکاح	۱۰۲	"
		"	"	۱۵۲	"

کُل راوی		روایت کردہ احادیث	
۱-قاسم:۹	عبداللہ ابن شداد	۱- ہشام	۱۰
۲-مسروق:۸	عبدالرحمٰن ابن اسود	۱- ابن ابوملیکہ	۲
۳-نافع ابن جبیر:۱	علی ابن یحییٰ	۱- عبیداللہ ابن عبدالرحمٰن	۳
۴-ابوسلمہ:۷	ابوملیکہ	۱- اسود	۵
۵-عبداللہ ابن عتبہ:۳	ابن عباس	۱- سعید ابن مسیّب	۱
۶-عبداللہ ابن عبداللہ:۸		عبداللہ ابن زبیر	۱
۷-عروہ: ۳۱		عباد ابن عبداللہ	۱
۸-عتبہ ابن مسعود:۳		ذکوان	۲

☆☆☆

بخاری شریف جلد اول سے احادیث

نمبر	کتاب	حدیث
۱-	کتاب البیوع	۱۹۷۶
۲-	کتاب التیمم	۳۲۴
۳-	"	"
۴-	کتاب الشہادات	۲۲۷۳
۵-	کتاب الجنائز	۱۲۹۹
۶-	کتاب الاذان	۶۲۹
۷-	"	۶۴۲
۸-	"	۶۴۷
۹-	"	۶۵۱
۱۰-	"	۶۷۴
۱۱-	"	۶۷۵
۱۲-	"	۶۷۸
۱۳-	کتاب الجنائز	۱۱۶۳
۱۴-	"	۱۲۰۵
۱۵-	"	۱۱۸۴
۱۶-	"	۱۹۱۱
۱۷-	"	۱۱۹۲
۱۸-	"	۱۱۹۳
۱۹-	"	۱۲۹۷

بخاری شریف جلد دوم سے احادیث

نمبر	کتاب	حدیث
۱-	کتاب بدء الخلق	۴۶۷
۲-	"	۴۶۸
۳-	کتاب التفسیر	۱۹۶۳
۴-	کتاب بدء الخلق	۴۵۰
۵-	کتاب الانبیاء	۹۵۴
۶-	کتاب المغازی	۱۱۹۸
۷-	"	۱۳۰۵
۸-	کتاب التفسیر	۱۷۲۰
۹-	"	۱۷۲۱
۱۰-	"	۱۸۰۱
۱۱-	"	۱۸۰۲
۱۲-	"	۱۸۶۰
۱۳-	"	۱۸۶۱
۱۴-	"	۱۸۶۷
۱۵-	"	۱۸۶۶
۱۶-	کتاب المغازی	۱۳۰۸
۱۷-	کتاب الجہاد	۱۴۲
۱۸-	کتاب المغازی	۱۵۵۹
۱۹-	کتاب الانبیاء	۸۲۷
۲۰-	"	۹۱۰
۲۱-	کتاب التفسیر	۱۶۹۹
۲۲-	کتاب الوصایا	۱۴
۲۳-	کتاب الجہاد	۳۴۱
۲۴-	"	۳۴۲
۲۵-	"	۱۵۶۵
۲۶-	"	۱۵۶۳
۲۷-	"	۱۵۶۰
۲۸-	"	۱۵۶۱
۲۹-	"	۱۵۶۲
۳۰-	"	۱۵۷۲

نمبر	کتاب	حدیث نمبر
۳۱-	کتاب الجہاد	۱۵۷۷
۳۲-	کتاب المغازی	۱۵۷۱
۳۳-	"	۱۵۶۴
۳۴-	"	۵۵۰
۳۵-	"	۱۵۷۶
۳۶-	کتاب الانبیاء	۶۱۰
۳۷-	"	۸۶۷
۳۸-	"	۱۵۶۴
۳۹-	کتاب المغازی	۱۵۷۳
۴۰-	"	۱۵۷۴
۴۱-	"	۱۵۶۸
۴۲-	"	۱۵۸۳
۴۳-	"	۱۵۷۵
۴۴-	کتاب الانبیاء	۷۴۸
۴۵-	کتاب المغازی	۱۳۰۹
۴۶-	"	۱۳۱۰
۴۷-	کتاب الانبیاء	۱۵۶۴
۴۸-	کتاب التفسیر	۱۵۹۸

بخاری شریف جلد سوم سے احادیث

نمبر	کتاب	حدیث نمبر
۱-	کتاب الاستیزان	۱۱۸۳
۲-	"	۱۱۷۹
۳-	کتاب النکاح	۱۴۹
۴-	کتاب اللباس	۸۲۶
۵-	کتاب الایمان والنزول	۱۵۶۸
۶-	کتاب النکاح	۲۳۴
۷-	کتاب المحاربین	۱۷۴۰
۸-	"	۱۷۴۱
۹-	کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۲۲۴
۱۰-	"	۲۲۲۵
۱۱-	کتاب الاستیزان	۱۲۱۴
۱۲-	کتاب المرضاء	۶۳۴
۱۳-	کتاب النکاح	۲۰۱
۱۴-	کتاب التفسیر	۸
۱۵-	کتاب الطب	۶۸۶
۱۶-	"	۶۸۹
۱۷-	"	۶۹۲
۱۸-	"	۶۹۴
۱۹-	"	۶۹۵
۲۰-	"	۶۹۶
۲۱-	"	۶۹۷
۲۲-	"	۶۹۹
۲۳-	"	۷۰۱
۲۴-	"	۷۰۲
۲۵-	کتاب التفسیر	۹
۲۶-	کتاب الطب	۶۶۵
۲۷-	کتاب الدیات	۱۷۸۰
۲۸-	"	۱۷۹۰
۲۹-	کتاب اللباس	۷۶۰
۳۰-	کتاب الرقاق	۱۴۳۰
۳۱-	کتاب المرضاء	۶۰۵
۳۲-	کتاب النکاح	۱۹۵
۳۳-	"	۱۰۲

☆☆☆